حج سیکھیے اور حج کیجیے

حج معقول اور آسان عبادت ہے

(مصنف و مؤلف)

مولانا سید ذوالفقار احمد صاحب

استاذِ حدیث جامعہ فلاحِ دارین ترکیسر
سورت، گجرات

تفصیلات

نامِ کتاب	:	حج سیکھیے اور حج کیجیے
مصنف ومؤلف	:	(مولانا) سید ذوالفقار احمد (صاحب دامت برکاتہم)
صفحات	:	۱۵۴
تعداد	:	۱۱۰۰
سن اشاعت	:	۱۴۲۵ھ مطابق ۲۰۰۴ء
کتابت	:	ایم.اے.فلاحی، بمقام: ترکیسر
سیٹنگ	:	محمد مہر علی قاسمی (دھنباد، جھارکھنڈ) جامعہ اکل کوا
ناشر	:	
قیمت	:	

ملنے کے پتے

سید ذوالفقار احمد، جامعہ فلاحِ دارین ترکیسر، سورت، گجرات

دفترِ بیان، مصطفیٰ، جامعہ اسلامیہ اشاعت العلوم، اکل کوا، مہاراشٹر

مکتبہ نعیمیہ، دیوبند

انتساب

مرحوم ومغفور الحاج الحافظ دادا حضور

”ریاض احمد صاحب چشتیؒ“

کے نام جن کے شوقِ حرم کے جذبے نے ایک اچھی خاصی حویلی کو کوڑیوں کے مول بیچ کر اپنی روحانی تشنگی کو تسکین دی۔

فہرست مضامین

شمار	مضامین	صفحہ

شمار	مضامین	صفحہ

شمار	مضامین	صفحہ
۶۷	طوافِ وداع	۱۲۲
۶۸	دمِ شکر کے مسائل	۱۲۴
۶۹	دمِ جنایت وصدقہ کے مسائل	۱۲۴
۷۰	مُفسداتِ حج وعمرہ	۱۲۶
۷۱	قربانی کے سلسلے میں ایک اہم مسئلہ	۱۲۶
۷۲	جنایات وممنوعات	۱۲۸
۷۳	اہم تنبیہات	۱۲۹
۷۴	اردو میں دعائیں اور اس کے متعلق تمہید	۱۳۱
۷۵	عربی میں چند مختصر دعائیں	۱۳۷
۷۶	مناجات	۱۳۹
۷۷	درود وسلام	۱۴۱
۷۸	گنتی کے الفاظ	۱۴۵
۷۹	رنگوں کے نام	۱۴۶
۸۰	بات چیت کے لیے ضروری جملے	۱۴۶
۸۱	منیٰ کے بازار میں	۱۴۸
۸۲	بس اور ٹیکسی اسٹینڈ	۱۵۰
۸۳	مناسک حج ایک نظر میں	۱۵۱

إن أوّل بيت وضع للناس للّذى ببكة مباركا و هدًى للعلمين. فيه أيات بينات مقام إبراهيم و من دخله كان أمنا. ولله على الناس حج البيت من استطاع إليه سبيلا. و من كفر فإن الله غنى عن العلمين.

حج سیکھیے اور حج کیجیے

حج اسلام کا ایک اہم فریضہ ہے جس کے لیے بیت اللہ کا سفر کیا جاتا ہے، اس کے مخصوص افعال واعمال ہیں، عام طور پر لوگ اس کو مشکل اور پیچیدہ سمجھ کر چھوڑ دیتے ہیں، حالاں کہ حج ایک معقول اور آسان عبادت ہے جس کے احکامات اور افعال میں عورتوں بوڑھوں کمزوروں بیماروں اور معذوروں کا پورا خیال رکھا گیا ہے، اگر حُجاج کرام ان رعایتوں اور رخصتوں سے دشواری اور ہجوم کے وقت فائدہ اٹھائیں تو انشاءاللہ بھی کوئی وقت وزحمت پیش نہیں آئے گی۔

یہ عبادت گونا گونی خصوصیات کی حامل ہے اس کی ایک اہم ترین خصوصیت یہ ہے کہ یہ ایک عالمی سطح کے اجتماع میں ادا کی جاتی ہے، جہاں مختلف ملکوں مختلف رنگ ونسل مختلف مزاجوں اور مختلف مسلکوں کے لوگوں کو ایک جگہ جمع ہوکر ایک ساتھ ایک ہی قسم کے افعال واعمال کو ایک ہی مدت میں ادا کرنا ہوتا ہے۔

جو اتحاد بین المسلمین کا واضح ثبوت ہے۔

اس کتاب میں حج کی اہمیت، خصوصیات، حکمتوں، آسانیوں اور شانِ عبدیت کے پہلو کو اجاگر کرنے کی عقلی انداز میں مقدور بھر کوشش کی گئی ہے۔

(مصنف ومؤلف)

مولانا سید ذوالفقار احمد صاحب نروری ایم پی قاسمی

استاذِ حدیث دارالعلوم فلاح دارین ترکیسر

سورت، گجرات (انڈیا)

سخنِ گفتنی

حج ایک ایسی عبادت ہے جو دو جوی ہے، یعنی اس میں مقررہ افعال ادا کیے جاتے ہیں، نیز یہ عبادت مالی ہے تبھی تو صرف مال داروں پر فرض کی گئی ہے اور بدنی بھی ہے کہ جسمانی افعال اور محنت پر مشتمل ہے، گویا بندہ اس عبادت کے ذریعہ اپنا مال اور اپنی جان دونوں قربان کر کے پورے طور پر اپنے آپ کی تفویض کر دیتا ہے، اپنی جانی و مالی، قلبی و قالبی ہر قسم کی عبادات کی سوغات اللہ کے دربار میں پیش کر کے:
ان صلوتی ونسکی ومحیای ومماتی لله رب العالمین کا مقدور بھر مظاہرہ کرتا ہے، حج کے افعال کی ادائیں اس کی والہانہ اطاعت شعاری اور جذب و کیف کی عکاس ہوتی ہیں، بھلا اللہ کے گھر کی زیارت، مقاماتِ مقدسہ اور انبیا علیہم السلام کی یادگار جگہیں، مسجدِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم، مسجدِ قُبا، روضۂ اقدس پر صلاۃ و سلام پڑھنے کی خواہش کس کے دل میں نہ ہوگی۔

اس سفر کی لذتیں اور روحانیت سے بھری فضا کا کیف ہی نرالا ہے، دنیا کے مختلف ملکوں کے اہل ایمان اور اہل اللہ کے اتنے بڑے مجمع کے ساتھ عبادت اور دعاؤوں کی لذت ہی عجیب ہے، مگر چوں کہ اس عبادت کی فرضیت عمر میں صرف ایک بار ہے، اس لیے اس کی ادائیگی، مسائل، احکامات اور آداب کا استحضار عموماً نہیں ہوتا، نیز مختلف ملکوں اور مختلف مزاجوں کے لوگوں کا ایک جگہ، ایک وقت میں، ایک ہی قسم کے اعمال انجام دینے کی صورت میں ہجوم کی کثرت، عجلت پسند، طبائع اور شرعی ہدایات اور سہولتوں سے ناواقفیت بسا اوقات تصادم کا باعث ہو جاتی ہے، جس کی وجہ سے بعض نازک طبع لوگ اس عبادت کی ادائیگی کو دشوار سمجھنے لگتے ہیں اور خوف کی وجہ سے اس عبادت کو مؤخر کرتے چلے جاتے ہیں بلکہ بعض لوگ باوجود استطاعت کے

اس کو ترک کردیتے ہیں حالاں کہ شریعتِ مطہرہ نے اس عبادت کے باب میں کمزوروں، بوڑھوں، بیماروں اور عورتوں کا خاص لحاظ رکھا ہے جس کے وجہ سے یہ عبادت آسان ہوگئی ہے، اگر انسانی قدرت سے باہر ہوتی تو قدرت اس کو فرض ہی نہ کرتی، اس کی فرضیت اس پر دال ہے کہ اس میں تکلیف مالا یطاق نہیں ہے۔

اس خاکسار کو حجازِ مقدس کے متعدد سفروں کے دوران یہ احساس پیدا ہوا کہ اس متبرک عبادت اور اس کے ارکان وواجبات، آداب واحکام کو اپنی مقدور بھر معقول انداز میں پیش کیا جائے اور اس عبادت کے اعمال اور کیفیات کی خوبیوں کو اجاگر کیا جائے اور جن احتیاطوں کی ضرورت ہوتی ہے اس کی طرف توجہ دلائی جائے اور اس میں رکھی شرعی آسانیوں کی وضاحت کی جائے۔

مگر چوں کہ حج پر سیکڑوں کتابیں اسلاف واخلاف کی موجود ہیں اس لیے مزید کسی تحریر کی ضرورت باقی نہ تھی لیکن یہ سوچ کر کہ اپنے جذبات واحساسات کو لکھ کر اس عبادت پر لکھنے والوں میں اپنا بھی شمار ہوجائے تو یہ انگلی کٹا کر شہیدوں میں نام لکھانا سستا سودا ہوگا۔

چناں چہ یہ سطور اسی جذبے کی عکاس ہیں، خدا کرے کہ ہماری یہ حقیر کوشش حجاجِ کرام کو اس عبادت کے سمجھنے اور اس کی حقیقی برکات سے بہرہ ور ہونے کا ذریعہ بن سکے اور اپنی مستجاب دعاؤں میں وہ اس خاکسار کو یاد رکھیں۔

ان پراگندہ اوراق کی جمع وترتیب اور تبیض کے مرحلہ میں عزیزان عبداللہ بمبوی اور عبدالسلام ویسنگری سلمہما نے احقر کا ہاتھ بٹایا، نیز کمپیوز کرنے میں عزیزم اشرف صاحب سامرودی اور عزیزم صلاح الدین صاحب میرٹھی نے جو تعاون فرمایا ان تمام کے لیے دست بدعا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ان کو دنیا وآخرت میں بھرپور بدلہ عطا فرمائے۔ (آمین)

حج کے بارے میں لوگوں میں پھیلا غلط تصور

اسلام کے چار اہم فرائض میں سے ایک اہم فریضہ حج ہے، حج کے معنی ارادہ کرنے کے ہیں، شریعت میں حج کے معنی مخصوص دنوں میں مخصوص جگہ پر مخصوص عبادت ادا کرنے کا ارادہ کرنے کے ہیں، یہ عبادت مال دار مسلمانوں پر، چاہے مرد ہو یا عورت، پوری زندگی میں صرف ایک بار فرض ہے، اس عبادت کے بارے میں برصغیر کے مسلمانوں میں عموماً یہ تصور پایا جاتا ہے کہ حج ایک پیچیدہ اور مشکل عبادت ہے، وہ سمجھتے ہیں کہ یہ عبادت پڑھے لکھے اور بہت زیادہ نیک لوگوں کی عبادت ہے، ہر آدمی اس کو صحیح طریقے پر ادا نہیں کر سکتا، ادھر حج پر لکھی گئی کتابوں میں اس عبادت کے عاشقانہ پہلو کو اس درجے نمایاں کیا گیا ہے اور اس سفر کی ایسی منظر کشی کی گئی ہے کہ اس کو پڑھنے والا یا سننے والا یہ سمجھتا ہے کہ یہ عبادت تو صرف ان لوگوں کو زیب دیتی ہے جو عمل اور تقویٰ میں بہت بلند درجے پر ہوں، جن کی زندگی عاشقانہ عابدانہ گذر رہی ہو، وہ ہی اس کے اہل ہیں، اکثر لوگ قطعاً یہ نہیں سمجھتے کہ یہ عبادت ہر اس شخص پر فرض ہو جاتی ہے جو صاحبِ مال ہو، جو اپنے اور اپنے اہل وعیال کے حج سے واپسی تک کے خرچ پر قادر ہو، زادِ راہ اور کرایہ پر قدرت رکھتا ہو، جو معذور یا بیمار نہ ہو، راستہ مامون ہو، پھر چاہے اس کے پاس مدینہ تک جانے کا کرایہ اور خرچ نہ ہو، تب بھی اس پر یہ عبادت فرض ہو جاتی ہے، اس میں بلا وجہ تاخیر باعثِ گناہ ہے، جب کہ لوگوں کا حال یہ ہے کہ ان کے پاس کافی نقدی مال و دولت موجود ہوتی ہے، وہ لاکھوں روپے کے مالک ہوتے ہیں، مگر مذکورہ تصور نے ان کو یہ سوچنے پر مجبور کر دیا ہے کہ جب ہم بوڑھے ہو جائیں گے، دنیا کے تمام کاموں سے فراغت ہو جائے گی، سب بچے بچیوں کی تعلیم مکمل ہو جائے گی سارے بچے ملازمت پر لگ جائیں گے، سب بچے بچیوں کی

شادیاں ٹھاٹ باٹ سے ہو جائیں گی؛ تب ہم حج کو جائیں گے؛ تو اچھے لگیں گے، ورنہ لوگ کیا کہیں گے کہ ابھی بچیوں کی شادی باقی ہے اور باپ کو حج کی سوجھی ہے، حالاں کہ برسوں سے اس پر حج فرض ہو چکا ہوتا ہے، شاید تاخیر سے اور بڑھاپے کے بعد حج کو جانے کی وجہ برِ صغیر میں یہ بھی رہی ہو گی کہ یہ سفر پہلے زمانے میں بڑے خطرات کا حامل ہوتا تھا، اب بھی کسی نہ کسی درجے میں خطرہ تو رہتا ہی ہے، تو انسان سوچتا تھا کہ نہ معلوم زندہ لوٹ کر آسکے یا نہ آسکے، اس لیے بڑھاپے میں جاؤ، تا کہ سب کاموں سے فراغت ہو جانے کے بعد اگر مر بھی گئے تو کوئی بات نہیں، اچھی جگہ دفن ہونا نصیب ہو جائے گا۔

مسلمانوں کو خوب اچھی طرح یہ سمجھ لینا چاہئے کہ حج مالی عبادت ہے، اگر مال موجود ہے تو چاہے آپ بے نمازی ہوں، چاہے آپ بد عمل ہوں، چاہے آپ کتنے ہی دنیادار ہوں، بچوں کی تعلیم شادی اور ملازمت کا نظم ہوا ہو یا نہ ہوا ہو، حج تو مالی اور بدنی استطاعت کے بعد فرض ہو جاتا ہے، کسی فرصت کا انتظار کیے بغیر اس کی ادائیگی کی فکر کرنا چاہئے، انشاء اللہ حج کی عبادت، وہاں کی دعائیں، اتنے اللہ والوں کے ساتھ اتنے دن کی عبادت، کعبہ کی زیارت، اس کا طواف خود آپ کو دیندار بنا دے گا، اور اس کی برکت سے آپ کے سارے ادھورے کام پورے ہو جائیں گے، اگر ایسا نہ بھی ہو تب بھی جب مال موجود ہے تو یہ مالی عبادت ادا کرنا فرض ہے، جنید و شبلی بننے، بوڑھے ہونے اور سب کاموں سے فراغت کا انتظار نہیں کرنا چاہئے، اچھی طرح سمجھ لیں کہ اس عبادت کی فرضیت کے لیے مالی استطاعت شرط ہے، نیک، متقی، دین دار، پرہیزگار، نمازی ہونا حج کی فرضیت کے لیے شرط نہیں ہے، انتہائی گنہگار بے نمازی آدمی بھی جب مالدار ہو تو اس پر حج فرض ہو جاتا ہے، شرابی، کبابی، بدکردار پر بھی فرض ہو جاتا ہے، جیسے زکوۃ جو مالی فریضہ ہے وہ ہر صاحبِ نصاب پر فرض ہے، چاہے وہ نیک ہو یا بد ہو، یہ بات الگ ہے کہ آدمی اپنے آپ کو متقی بنائے، صوم وصلوۃ کا پابند ہو، گناہوں سے بچے اس حال میں حج کی عبادت کا کیف ہی عجیب ہوگا،

روحانیت بڑھے گی، دل کی صفائی ہوگی، زندگی بدل جائے گی، مگر حج کی فرضیت کے لیے یہ سب باتیں موقوف علیہ نہیں ہیں، بعض لوگ حج کو فخر اور سماج میں اپنی اہمیت بڑھانے اور حاجی کہلانے کے جذبے اور غیر حاجیوں میں اپنی بڑائی اور پارسائی جتلانے کے لیے حج کرتے ہیں اپنے اوپر فرض ہونے کی وجہ سے اس کی ادائیگی سے سبکدوش ہونا مقصود نہیں ہوتا اللہ تعالیٰ اس ریا اور نمود سے حفاظت فرمائے۔ آمین!

فلسفۂ ارکانِ اربعہ و وجہِ حصر

ارکان اربعہ کی پہلی وجہِ حصر: بلاشبہ انسان کی پیدائش کا مقصد اللہ کی معرفت اور اس کی بندگی ہے، کیوں کہ انسان اللہ کا بندہ ہے، بندگی ہی کے لیے اس کی پیدائش عمل میں آئی ہے، چناں چہ قرآن پاک میں ارشاد فرمایا گیا ہے: وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَ الْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنَ. (الطور: ۲۷/۵۶) ہم نے جن و انس کو اپنی بندگی ہی کے لیے پیدا کیا ہے، لہٰذا بندگی کے اظہار کے لیے چار عبادتیں فرض فرمائی گئی ہیں جن کو ارکان اربعہ کہتے ہیں: نماز، روزہ، حج، زکاۃ: یہ چار عبادتیں جو اپنے اندر شانِ بندگی و شانِ عبدیت رکھتی ہیں اور کبر و غرور کو توڑتی ہیں جو شانِ بندگی کو مجروح کرتا ہے۔ چناں چہ چاروں عبادات میں ہر ایک سے شانِ عبدیت ظاہر ہوتی ہے اور کبر و غرور ٹوٹتا نظر آتا ہے، اس لیے کہ کبر و غرور کے عموماً چار ہی اسباب ہیں: (۱) کمال (۲) مال (۳) جمال (۴) جاہ و جلال۔

کبر کا پہلا سبب کمال ہے: چناں چہ ہر قسم کا کمال چاہے حسب و نسب کا کمال ہو، چاہے ہنر و فن کا کمال ہو، چاہے مقام و منصب کا، چاہے عزت و وقار کا، ان سب کا کبر و غرور نماز اور اس کے افعال و اقوال سے ختم ہو جاتا ہے، جب کہ بندہ نماز میں انتہائی عاجزانہ صورت میں غلاموں کی طرح ہاتھ باندھ کر بلا امتیاز کالے گورے،

غریب وامیر، دیہاتی وشہری، شاہ وگدا، شریف ووضیع، ایک ہی صف میں کاندھے سے کندھا ملاکر کھڑا ہوتا ہے، اب نہ کوئی بڑا، بڑا نظر آتا ہے اور نہ کوئی چھوٹا، چھوٹا۔

ایک ہی صف میں کھڑے ہو گئے محمود و ایاز
نہ کوئی بندہ رہا نہ کوئی بندہ نواز

کا منظر ہوتا ہے، پھر جب قیام ورکوع وسجدہ میں ''اللہ سب سے بڑے ہیں'' کی صدا اللہ اکبر کہہ کر لگاتا ہے، تو زبان سے بھی اللہ کی بڑائی کا اقرار کرکے اپنے چھوٹے ہونے اور عجز واحتیاج کا اعتراف کرتا ہے، اسی طرح نماز کی سب ادائیں بندے میں شانِ عبدیت اور بندگی پیدا کرتی ہیں، جس کے نتیجے میں کبر وغرور کی گنجائش ہی ختم ہوجاتی ہے۔

کبر کا دوسرا سبب: مال ومنال ہے، جس کے بل بوتے پر انسان اپنے آپ میں مست رہتا ہے، اپنے آپ کو سب سے بڑا اور مال کے نشے میں غریبوں، بے کسوں کو انتہائی ہیچ سمجھتا ہے، اس کبر کو کنٹرول کرنے کے لیے شریعت نے زکاۃ کو فرض کیا ہے، زکاۃ سے مال کی محبت دل سے نکلتی ہے، اس کے ذریعہ غربا پروری اور ان کی ضروریات کی کفالت ہوتی ہے، مال کے ذریعے حقوق کی ادائیگی کی جاتی ہے، یہ احساس پیدا ہوتا ہے کہ یہ مال اللہ کا دیا ہوا ہے، اس کی امانت ہے، لہٰذا اس کو اللہ کی مرضی کے مطابق خرچ کرنا چاہئے، مال ومنال کو کبر وغرور کا ذریعہ نہ بناؤ، مال ہمیشہ رہنے والی چیز نہیں ہے، کب ختم ہوجائے ہاتھ ملتے رہ جاؤ گے، نہ معلوم کسی حادثے کا شکار ہوجاؤ، یا کسی مہلک مرض میں مبتلا ہوجاؤ اور کما کر رکھا ہوا ایک ساتھ ختم ہوجائے، زکاۃ کی عبادت انسان کے مالی غرور کو توڑتی اور اس میں تواضع پیدا کرتی ہے۔

کبر کا تیسرا سبب: جمال ہے، حسن وجمال جب حد سے بڑھا ہوا ہو تو غرور ومستی پیدا کرتا ہے، چنانچہ اس کو کنٹرول کرنے کے لیے روزے کی عبادت دی گئی ہے، روزہ مستی میں اضمحلال لاتا ہے اور حسن کے غرور کو کمزور کرتا ہے، نیز بھوکا رہنے کی وجہ سے دوسرے کی

بھوک پیاس کا بھی احساس ہوتا ہے، حلال چیزوں سے ایک ماہ تک رکے رہنے کی مشق سے پھر زندگی بھر حرام چیزوں سے پرہیز کی عادت پیدا ہوجاتی ہے اور شہوانی جذبے کو لگام لگ جاتی ہے۔

کبر کا چوتھا سبب: جاہ وجلال ہے، جو اقتدار، حکومت اور عہدے کے نشے سے پیدا ہوتا ہے، جس کی وجہ سے انسان یہ چاہتا ہے کہ ساری دنیا میں میری شہرت ہو، ہر جگہ میری قدر ہو، سیکڑوں لوگ میرے ساتھ غلامانہ انداز میں چلیں، میرے لیے لوگ آنکھیں بچھائیں، میری بڑائی کے نعرے لگائیں، سب جگہ میرا حکم چلے یہ جذبے بھی کبر کی پیداوار ہے، چنانچہ حج کی عبادت فرض کرکے اس سبب کبر کو کنٹرول کیا گیا ہے، چنانچہ ایک حاجی صرف دو چادروں میں ملبوس، فقیرانہ انداز میں اتنے بڑے مجمع میں دوڑتا بھاگتا چکر لگاتا نظر آتا ہے، چاہے وہ اپنے ملک کا صدر ہو، یہاں تو وہ بے قدر حالت میں اپنے مولائے حقیقی کے سامنے عاجزانہ صورت میں بلا شان وشوکت کے ہوتا ہے، جہاں کوئی اس کے آگے پیچھے نعرہ لگانے والا نہیں ہوتا، بلکہ وہ خود اللہ اکبر کا نعرہ لگاتا ہوا، بے حیثیت، پراگندہ بال، پراگندہ حال، بے جبہ ودستار نظر آتا ہے، شاہانہ کبر وغرور، منصب وعہدے، شہرت وعزت کا کوئی نشان نہیں ہوتا، عبدیت کی مکمل شان نمایاں ہوتی ہے، خصوصاً جب طواف وسعی کررہا ہو۔

بہرحال ان چاروں عبادات میں کبر وغرور، فخر وناز کو توڑنے کی پوری صلاحیت موجود ہے اور بندے میں شانِ عبدیت پیدا کرنے کی وافر قوت رکھی ہوئی ہے، اس لیے ان چاروں عبادات کو انسانی پیدائش کے مقصد کو پورا کرانے کے لیے فرض کیا گیا ہے!

دوسری وَجہِ حصر: نماز روزہ حج وزکوۃ کی فرضیت کی حکمت اور صرف چار ہی میں حصر کی ایک اور وجہ بیان کی جاسکتی ہے، وہ یہ کہ انسانی حیات کے ۲ مسئلے اہم ترین ہیں: مسئلہ معاد اور مسئلہ معاش۔ بعض نے صرف مسئلہ معاد ہی کو اہمیت دی اور معاش سے فرار اختیار کیا، لہٰذا انہوں نے رہبانیت اختیار کرلی، پہاڑوں اور جنگلوں میں

ملنگ بن کر لنگوٹی لگا کر بیٹھ گئے اور زندگی اور اس کے مسائل سے کلیتاً علیحدگی اختیار کر کے صرف عبادت کے لیے اپنے آپ کو فارغ کرلیا، بعض نے مسئلہ معاش ہی کو انسان کا اصل مسئلہ سمجھا اور روٹی کپڑا مکان ہی ان کا دین وایمان بن گیا، انہوں نے آخرت اور وہاں کے حساب کتاب اور جنت اور دوزخ کا انکار کر دیا اور مکمل الحاد اختیار کرلیا، کمیونسٹ ہوگئے، اسلام نے اس افراط وتفریط سے بچا کر ایسا طریقہ سکھلایا کہ دنیا کا بھی انکار نہ ہو اور دین کو بھی ہاتھ سے نہ جانے دیا جائے، اس لیے دنیا کی ذمے داریاں اٹھا کر آخرت کے لیے بھی تیاری کرو، آخرت اور معاد یقینی ہے، ایمان کا جز ہے، سینکڑوں عقلی اور نقلی دلائل مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہونے اور دنیا کی زندگی کا حساب کتاب ہونے پر موجود ہیں، جب زندگی کے یہی دو مسئلے ہیں معاش اور معاد، تو شریعت نے ہر ایک مسئلہ کے لیے دو دو عبادتیں فرض کی ہیں: مسئلہ معاد کے استحضار اور خدا کے اقرار اور اس کے سامنے حاضر ہو کر اپنی بندگی کے اظہار اور آخرت پر یقین کی علامت کے طور پر اسلام نے دو عبادتیں: نماز اور حج عطا کیں، نماز چھوٹے بیت اللہ یعنی مسجد میں ادا کی جاتی ہے اور حج بڑے بیت اللہ، کعبہ جا کر ادا ہوتا ہے، دونوں عبادتوں کی ادائیگی سے بندے کا معاد (آخرت) کا قائل ہونا اور ایک معبود کے آگے غلامانہ حاضری اور آخرت پر یقین کا اظہار ہوتا ہے، دوسرے، مسئلۂ معاش کے حل کے لیے اسلام نے روزہ اور زکاۃ کی دو عبادتیں عطا کیں ہیں، روزے کے ذریعہ دوسرے کی بھوک پیاس اور ضرورتوں کا احساس پیدا کرایا گیا ہے، اور زکاۃ کے ذریعہ غربا کی ضرورت کے لیے پیسہ، غلہ اور سواریاں مہیا کرائی گئی ہیں، تاکہ لوگوں کا مسئلۂ معاش (روزی) حل ہو، اگر مسلمان ان چاروں عبادتوں کو اخلاص کے ساتھ پابندی سے ادا کرے تو زندگی کے دونوں مسئلے: مسئلۂ معاد (آخرت) ومسئلۂ معاش (دنیا) حل ہوجائیں گے؛ اور پوری انسانیت سکھی اور تمام دنیا خوش حال ہوجائے گی۔ چنانچہ قرآن پاک نے نماز جو معاد (آخرت) کا استحضار کراتی ہے، اس کے ساتھ اکثر جگہ زکوۃ کا ذکر کیا ہے، جو مسئلۂ معاش کو حل کرتی ہے

اور اقتصادیات کی دشواریوں کا اپنے اندر مکمل حل رکھتی ہے، نیز نماز کے ساتھ زکاۃ کے ذکر سے اس طرف بھی اشارہ ہے کہ صرف معاد و آخرت ہی کی تبلیغ میں نہ لگے رہو، بلکہ لوگوں کے معاشی مسائل بھی زکاۃ پابندی سے دے کر حل کرو، تاکہ وہ تم کو آخرت کی دعوت دینے میں مخلص اور اپنا محسن سمجھیں، ورنہ تو وہ تم کو دوسروں کو آخرت کی یاد دلا کر خود کی دنیا بنانے والا سمجھ کر ٹھکرا دیں گے۔

تیسری وجہِ حصر: نیز اسلام کی ان چار عبادات کیلیے ایک اور تعبیر بطورِ فلسفہ کے بیان کی جاسکتی ہے، وہ یہ کہ انسان چار عناصر سے مرکب ہے، اور یہ چار عناصر جن سے انسان کی ترکیب ہوتی ہے وہ اپنی اپنی خاصیات کے ساتھ انسان میں موجود ہیں، جن کا اثر انسانی عادات و اخلاق پر پورے طور پر پڑتا ہے۔

چنانچہ ایک عنصر پانی ہے: جس پر انسانی حیات کا مدار ہے، پانی کی ایک مقدار ہر وقت انسان کے بدن کے لیے ضروری ہے، ورنہ وہ زندہ نہیں رہ سکتا، چنانچہ آیت "وَجَعَلْنَا مِنَ الْمَاءِ كُلَّ شَيْءٍ حَيٍّ" (اور ہم نے پانی سے ہم زندہ چیز کو بنایا) (القرآن الکریم): اس پر دال ہے، انسانی بدن میں پانی ہے اس کی علامت بدن سے پیشاب اور پسینے کا نکلنا ہے، پانی کے اسی عنصر کی خاصیت یہ ہے کہ پانی نشیب کی طرف دوڑتا ہے، جہاں پانی کو نشیب نظر آتا ہے پانی فوراً ادھر مڑ جاتا ہے، اس میں ضبط و رکاوٹ کا مزاج نہیں ہے، انسان کی ترکیب میں چوں کہ پانی کا یہ عنصر موجود ہے، اس لیے پانی کی یہ حرص اور عدمِ ضبط کی خاصیت انسان میں موجود ہے، چنانچہ انسان کا حال یہی ہے کہ اپنی مرغوبات کی طرف اس کا میلان شدت کے ساتھ ہوتا ہے، اس کی تحصیل کے لیے بے چین رہتا ہے

جہاں دیکھی بھلی صورت مچل بیٹھے کہ یہ لیں گے

والا معاملہ ہے پانی کے اس عنصر کی خاصیت کو کنٹرول کرنے کے لیے شریعت نے روزے کی عبادت فرض کی ہے، تاکہ صبر و ضبط اور مرغوبات کے ترک کی عادت پیدا

ہو، چنانچہ رمضان شریف میں بارہ گھنٹے حلال اور جائز اور اپنی مرغوب بلکہ طبعی چیزوں کو اپنے ارادے سے ترک کرنے کی عادت ڈالی گئی ہے، تاکہ حرص وعدمِ ضبط کی عادت کو کنٹرول کیا جاسکے، اس لیے اکل وشرب وبعال (جماع) جیسی طبعی ضرورتوں سے بھی پورے رمضان دن میں روک دیا جاتا ہے، اسی کا نام روزہ ہے۔

دوسرا عنصر انسان میں مٹی ہے: جو اس کے وجود میں شامل ہے، چنانچہ مٹی سے پیدا شدہ اجناس بطور غذا روزانہ انسان کو لینی پڑتی ہیں، تاکہ بدل ما یتحلل پیدا ہوتا رہے، یعنی روزانہ کے کام کاج سے جو بدن میں کمی ہوتی ہے اس کی مکافات روزانہ کھائی جانے والی غذا سے ہوتی رہے، بدن میں مٹی کی ظاہری علامت بدن سے میل کچیل کا جھڑنا ہے، مٹی کی خاصیت یہ ہے کہ اس میں بخل ہے، اس پر پانی وغیرہ ڈالو تو فوراً جذب کرلیتی ہے، اپنے اندر لے جانا چاہتی ہے، اپنے اندر چھپانا چاہتی ہے، اگر اس میں کوئی خزانہ یا دفینہ یا کوئی معدینات ہوں تو خود سے دینے کا جذبہ نہیں ہے، اس کو کھودو توڑو جب جاکر مشکل سے اس کے پیٹ اور گہرائی سے دھاتیں نکال پاتے ہیں؛ یا پٹرول وغیرہ نکالا جاتا ہے۔

بہر حال مٹی میں بخل، ضبط، جذب اور کھینچنے کی خاصیت ہے، چنانچہ کششِ ارض کا فلسفہ اس پر دال ہے، قرآن نے بھی "اَلَمْ نَجْعَلِ الْاَرْضَ كِفَاتًا" (المرسلات:۲۵/۷۷) (ترجمہ: کیا ہم نے زمین نہیں بنائی سمیٹنے والی) کہا ہے، جس سے زمین کے اندر کسی چیز کو جمع کرنے اور کھینچنے کی صلاحیت کا پتہ چلتا ہے، مٹی کی یہ خاصیت انسان میں موجود ہے، چنانچہ بچے کا ہر چیز کو اولاً مٹھی میں لینا اور پھر منہ میں لینے کی کوشش کرنا ہے، اگر اس سے چھین لینا چاہو تو روتا ہے، بچپن ہی سے اس میں بخل اور ہر اچھی اور مزے دار چیز کو حریصانہ نظروں سے دیکھنے اور حاصل ہوجانے پر اس کو اپنے لیے خاص کرلینے کی عادت ہوتی ہے، دوسرے کو دینا نہیں چاہتا، جوانوں میں بھی یہ عادت کسی نہ کسی شکل میں موجود رہتی ہے، یہ مزاج انسان میں مٹی

کی خاصیت سے پیدا ہوتا ہے، جو اس کے عناصرِ ترکیبی کا ایک جز ہے، اسلام نے زکوۃ کی عبادت کے ذریعے اس حرص وبخل کو کنٹرول کیا ہے اور خرچ کرنے، دوسرے کو دینے اور اس کی ضرورت کا احساس کر کے اپنے مال سے فرض، واجب، نفل اور تبرع کے طور پر مال غریب کو دینے کو کہا، تا کہ اس طبعی بخل کو کسی نہ کسی درجے میں کنٹرول کیا جاسکے۔

تیسرا عنصر آگ اور حرارت ہے: جو بدنِ انسانی میں ایک ضروری عنصر ہے، اگر حرارت ختم ہو جائے تو انسان زندہ نہیں رہ سکتا، بدن کو جتنی حرارت کی ضرورت ہے، یہ حرارتِ غریزی اس میں ہر وقت موجود رہنا چاہئے، حرارت کی وجہ سے انسان کا بدن چست وچاق وچوبند اور عمل کے لیے مستعد رہتا ہے، اس میں اضمحلال نہیں آنے پاتا۔

مگر آگ کی خاصیت تعلی، بلندی اور اپنے کو اونچا اٹھانا ہے، مشتعل ہونا ہے، اس میں عجز وانکساری وتواضع کا نام نہیں ہے، آگ کی یہ خاصیت انسان میں بھی منتقل ہوئی ہے، اس میں بھی بڑائی کبر، تعلّی اور فخر کے جذبات اتنے موجزن ہوتے ہیں کہ وہ اپنے آگے کسی کو بڑا ہی نہیں سمجھتا، اور جب وہ کسی کو بڑا نہ سمجھے تو اس سے عاجزی اور تواضع کا کیا سوال؟ لہٰذا اسلام نے اس جذبہ کو کنٹرول کرنے کیلیے نماز کی عبادت فرض کی، جس کی جملہ ادائیں اور ارکان انسان کو ایک عاجز، متواضع اور ایک ذات کے سامنے سر جھکانے اور سجدہ ریزی کرنے والا بنا دیتے ہیں، نماز کی ہر ادا سے انسان ایک غلام اور بندہ کی طرح عبادت کرتا دکھائی دیتا ہے، اس عبادت میں بندہ ہر ادا میں اللہ کی بڑائی کا نعرہ یعنی اللہ اکبر کہتا نظر آتا ہے۔

چوتھا عنصر ہوا ہے: جو انسان کی ترکیب میں شامل ہے اور اس کی علامت ہر آن سانس کے ذریعہ انسان ہوا اندر لے جا کر پھیپھڑوں کے ذریعے اس اندر آجانے والی آکسیجن سے خون کو صاف کرتا ہے، اگر ہوا اندر نہ جائے یا اندر کی ہوا باہر نہ آئے تو

انسان مر جاتا ہے، اس سے ہوا کے عنصر کی اہمیت ظاہر ہے، مگر ہوا کی ایک خاصیت یہ ہے کہ وہ ہر جگہ پہونچنے کو بے قرار رہتی ہے، اسی لیے کہا جاتا ہے کہ خلا محال ہے، اگر شیشی پانی سے آدھی بھری ہو تو آدھی خالی نہیں، بلکہ اس میں ہوا ہوتی ہے، جہاں کوئی جگہ کسی مادہ یا جسم سے خالی ہوئی کہ ہوا وہاں پہونچ جاتی ہے، ہوا یہ چاہتی ہے کہ میں ہر جگہ رہوں، ہر جگہ پھیلوں، کوئی جگہ بھی مجھ سے خالی نہ رہے، انسان میں بھی ہوا کی یہ خاصیت منتقل ہوئی ہے کہ وہ چاہتا ہے کہ اس کی ہر جگہ شہرت ہو، وہ ہر جگہ پہچانا جائے، ہر جگہ اس کی پہونچ ہو، کوئی جگہ اس کے ذکر سے خالی نہ رہے، اس کی ہر جگہ پذیرائی ہو، عزت ملے، ظاہر ہے کہ انسان میں یہ جذبہ بڑائی شہرت طلبی، فخر اور کبر پیدا کرتا ہے۔

اسلام نے حج کی عبادت فرض کر کے اس فخر وغرور، عالمی شہرت اور خود پسندی کے اس جذبے کو کنٹرول کیا ہے، چناں چہ حج کی عبادت میں بندے کو صرف ۲ ربِلا سِلی چادروں میں ملبوس کر کے، پراگندہ بال اور پراگندہ حال، ایک ایسے مجمع میں پہونچا دیا جاتا ہے، جہاں لاکھوں لوگ ایسے ہیں جو اس کو نہیں جانتے، اور ایسے افعال اس سے کرائے جاتے ہیں، جن میں وہ عاشق زار از خود رفتہ نظر آتا ہے، اپنے وطن میں جو اس کا عہدہ، مقام، لباس اور جو عرفی حیثیت تھی، وہ یہاں سب غائب ہو جاتی ہے، انسانوں کے سمندر میں گمنام شخص کی طرح ادھر ادھر چکر کاٹ کر اپنی بے بسی اور بے نامی کے عالم میں صرف ایک خدا کی بڑائی اور ایک خدا کے حکم پر گھومتا نظر آتا ہے، اپنے ملک کا صدر تھا مگر یہاں آکر بے قدر ہے، کوئی اس کا نام لینے والا نہیں ہوتا، مشائخ کی مشیخت بھی یہاں آکر مریدی اور غلامی میں تبدیل ہو جاتی ہے، یہ ہے ان چار عبادتوں کی فرضیت کا فلسفہ، جن کے ذریعے انسان کو عبدیت کے سانچے میں ڈھالا جاتا ہے۔

چھوتھی وجہِ حصر: نیز ارکانِ اربعہ کی فرضیت کی حکمت کو اس طرح بھی تعبیر کیا جاسکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ہزاروں شئون ہیں، جن میں دو شانیں اصل ہیں، ان کے

تحت تمام شئون آجاتی ہیں:

ایک شان حاکمیت ہے اور ایک شان محبوبیت ہے، اللہ کی شانِ حاکمیت کے دو تقاضے ہیں: ایک یہ کہ بندہ اللہ کے آگے جھکے، عاجزی کرے، غلامانہ حیثیت میں کھڑا ہو، دوسرا تقاضہ یہ ہے کہ اللہ کی طرف سے اس پر جو مالی واجبات عائد ہوتے ہیں ان کو وقت پر بلا کم کاست مسلسل ادا کرتا رہے، کوئی مالی محصول اس پر بقایا نہ ہو، تبھی وہ اللہ کے دربار میں حاضری کی جرأت کر سکے گا، ورنہ ڈرے گا کہ میں نے مالی واجبات ادا نہیں کیے ہیں، کس منھ سے اللہ کے دربار میں حاضری دوں، لہٰذا اسلام نے اس شانِ حاکمیت کے ان دونوں تقاضوں کو پورا کرنے کے لیے نماز اور زکوۃ دو عبادتیں فرض کیں، ان میں نماز دربار میں بندگانہ انداز میں عاجزانہ حاضری کا نام ہے، تو زکوۃ اپنے اوپر واجب مالی واجبات کو ادا کرنا ہے، تاکہ اللہ کی مخلوقات کی ضروریات پوری ہو سکیں، اسی لیے نماز کے ساتھ بار بار زکوۃ کا ذکر ہے، کہ یہ دونوں عبادتیں شانِ حاکمیت کے تقاضے سے بندے پر واجب ہیں، دوسری شان اللہ کی شانِ محبوبیت ہے، اس شان کے بھی دو تقاضے ہیں: ایک تقاضہ بندے کا اللہ کا محبّ اور عاشق ہونا ہے، بندہ اللہ کا محبّ اور عاشق ہے، ’’ وَالَّذِيْنَ آمَنُوْا اَشَدُّ حُبًا لِلّٰه‘‘ (البقرۃ:) اس پر دال ہے، اس لیے کہ شدتِ محبت ہی کا نام عشق ہے، اللہ تعالیٰ بندے کے محبوب ہیں، بندہ اللہ پر فدا ہونا چاہتا ہے، اس کی محبت میں اس کو کھانے پینے کا بھی خیال نہیں رہتا، وہ بھوک پیاس کو بھی برداشت کر لیتا ہے، مگر اللہ کے خیال کو نہیں چھوڑ سکتا، روزے کی عبادت کے ذریعے خدا کی شانِ محبوبیت کے اس تقاضے کو پورا کر دیا گیا ہے، بندہ اس کی یاد میں بھوک پیاس بھی برداشت کر لیتا ہے اور ان طبعی ضروریات کے چھوڑنے کا عزم کر لیتا ہے، شانِ محبوبیت کا دوسرا تقاضہ بندے کا اپنے محبوب کے لیے سرگرداں ازخود رفتہ اور فدا ہونا ہے، لہٰذا حج کی عبادت کے ذریعے اس دوسرے تقاضے کو پورا کیا گیا ہے، حج کی ادائیں ایسی ہیں جن سے اللہ کا محبوب ہونا اور بندہ کا اس کی محبت میں سرگرداں ہونا پوری طرح ظاہر ہو جاتا

ہے، صرف دو بلا سلی چادروں میں ننگے سر بلا خوشبو بلا ٹیپ ٹاپ؛ عاشق زار کی طرح دوڑتا، چکر لگاتا، کنکریاں مارتا نظر آتا ہے، بہر حال ان چاروں عبادتوں سے بندے کی بندگی اور عبدیت پوری طرح ظاہر ہو جاتی ہے۔

پانچویں وجہِ حصر: نماز، روزہ، حج، زکوۃ ان چار عبادات کی حکمت اور وجہِ حصر یہ بھی بیان کی جاسکتی ہے کہ ۲ر تعلق ہیں، ایک تعلق مع اللہ، اور ایک تعلق مع الخلق، تعلق مع اللہ کو نماز اور حج کے ذریعہ نمایاں کیا گیا ہے، اور تعلق مع الخلق کو زکوۃ اور روزہ کے ذریعے پورا کیا گیا ہے، زندگی میں یہی دو تعلق اہم ہیں، جن کے ذریعے بندہ اللہ اور بندوں کے حقوق ادا کرتا ہے، نماز اور حج کے ذریعے اس کے دربار میں اپنی عاجزانہ حاضری اور زکوۃ اور روزے کے ذریعہ مخلوقِ خدا کی ضروریات کا احساس اور ان کے ساتھ سلوک۔

چھٹی وجہِ حصر: عبادات دو حال سے خالی نہیں، وجودی ہوں گی یا عدمی، پھر مالی ہوں گی یا بدنی، وجودی کی مثال: نماز، زکوۃ، حج کہ ان میں مقررہ افعال کے کرنے کا حکم ہے۔

عدمی کی مثال: روزہ ہے کہ اس میں بعض افعال اکل وشرب وبعال (کھانے، پینے، جماع) کے نہ کرنے یعنی چھوڑنے کا حکم ہے، پھر وجودی میں نماز خالص بدنی ہے، اور زکوۃ خالص مالی ہے، اور عدمی میں روزہ خالص بدنی ہے، اور حج بدنی بھی ہے اور مالی بھی ہے۔

فلسفۂ حج

اصلاً سارے انسانوں کے ماں باپ حضرت آدمؑ اور حضرت حوأ ہیں، لہٰذا حج کے افعال میں ان دونوں کی یادگار میدانِ عرفات ومزدلفہ کو اہمیت دی گئی ہے، میدانِ عرفات میں یہ دونوں حضرات دنیا میں الگ الگ جگہ اتارے جانے کے بعد آپس میں ملے تھے، اور وہاں ایک دوسرے کو پہچانا تھا، اور ایک دوسرے کی معرفت ہوئی تھی، اس لیے اس میدان کو ''میدانِ عرفات'' کہتے ہیں، عرفات میں ملاقات کے بعد ان دونوں نے ایک شب مزدلفہ میں گزاری تھی، اس طرح یہ دونوں مقامات عرفات اور مزدلفہ تمام مسلمانوں کے جدِ امجد حضرت آدمؑ اور والدہ ماجدہ حضرت حوّا کی یادگار ہیں، چنانچہ حج کی عبادت میں ان دونوں کی یادگار جگہوں کو زبردست اہمیت حاصل ہے، چنانچہ حج کی عبادت میں اہم ترین فریضہ میدانِ عرفات میں ٹھہرنا ہے جس کے بغیر حج ادا ہی نہیں ہوتا، اور مزدلفہ میں حجاج کا رات کا قیام واجب ہے، گویا حج کا ایک فرض اور ایک واجب جدِ امجد حضرت آدمؑ اور جدہ ماجدہ حضرت حوأ کی یادگار جگہوں پر ادا کیا جاتا ہے، اس طرح دُور کے اجداد کی دو یادگار جگہیں حج کی عبادت میں فرض واجب کی حیثیت سے شامل ہیں، پھر قریبی اجداد میں ہمارے پیغمبر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اجداد میں حضرت ابراہیمؑ اور اسماعیل علیہ السلام اور ان کی والدہ ماجدہ حضرت ہاجرہؓ ہیں، ان تینوں کی یادگاروں کو بھی حج کی عبادت میں شامل کیا گیا ہے، چنانچہ کعبہ کا طواف جو حج کی عبادت کا دوسرا اہم ترین فرض ہے یعنی طوافِ زیارت، یہ طواف حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے جدامجد حضرت ابراہیم علیہ السلام اور ان کے صاحبزادے حضرت اسماعیلؑ ہی کی تعمیر کردہ عمارت خانۂ کعبہ کے گرد ہوتا ہے، خانہ کعبہ دنیا میں آسمانی حکومت کی راجدھانی ہے، ہر آسمان پر کعبہ کے

بالمقابل ایک خانہ کعبہ ہے، پھر ساتویں آسمان پر بیت المعمور ہے، جس کا ہر روز ستر ہزار فرشتے طواف کرتے ہیں، اور جو ستر ہزار پہلے دن طواف کر چکے قیامت تک ان کا نمبر نہیں آتا، ہر دن نئے ستر ہزار فرشتے طواف کرتے ہیں، اس سے فرشتوں کی بے شمار تعداد کا اندازہ کیا جا سکتا ہے، ساری دنیا کے مسلمانوں کو نماز کے وقت اسی کعبہ یا اس کی سمت کی طرف رخ کر کے نماز پڑھنے کو فرض قرار دیا گیا ہے، حضرت ابراہیمؑ اور ان کے صاحبزادے حضرت اسماعیلؑ کی دوسری یادگار منیٰ اور جائے قربانی ہے، جہاں انہوں نے اپنے اکلوتے بیٹے حضرت اسماعیلؑ کی قربانی پیش کی تھی، جس کے بدلے میں ایک دنبہ قبول کر لیا گیا تھا، قربانی کی یہ یادگار حج کی عبادت میں متمتع اور قارن کی طرف سے ایک چھوٹے جانور یا بڑے جانور میں ایک حصہ کی شکل میں واجب ہے، جو منیٰ میں کرنی ہوتی ہے، تیسری یادگار ۳ شیطانوں کے علامتی ستونوں کو ۳ روز تک کنکریاں مارنا حاجی پر واجب ہے، ہر شیطان کو سات کنکریاں مارنی ہوتی ہیں، سات کے عدد کی وجہ شاید یہ ہو کہ یہاں کے دوسرے اعمال بھی سات کے عدد کے ساتھ ہوتے ہیں، جیسے طواف کا عدد بھی سات ہے، سعی بھی سات ہے، نیز جن چیزوں پر ایمان لانا ضروری ہے جن کا تذکرہ ایمان مفصل میں ہے، وہ مؤمن بہ بھی سات ہیں، نیز حج کے اہم اعمال بھی سات ہیں: (۱) وقوفِ عرفہ (۲) قیامِ مزدلفہ (۳) رمی (۴) قربانی (۵) حلق (۶) طوافِ زیارت (۷) سعی۔ جس جگہ شیطان نے حضرت ابراہیمؑ کو بہکانا چاہا وہاں بڑے شیطان کا پتھر لگا ہے، اور جس جگہ حضرت اسماعیلؑ کو بہکانا چاہا وہاں درمیانی شیطان کی علامت کا ستون ہے اور جس جگہ حضرت ہاجرہؑ کو بہکانا چاہا وہاں چھوٹے شیطان کا علامتی ستون لگا ہوا ہے، ان تینوں کو کنکریاں ماری جاتی ہیں۔

رمی کی ایک دوسری وجہ: بعض لوگوں نے اس رمی کو یادگار قرار دیا ہے، حبشہ کے بادشاہ ابرہہ کی فوج پر ابابیل کے ذریعے پتھر برسا کر دفع کرنے کے واقعے کو۔

چناں چہ بطور علامت یا تمثیل کے حاجی حج کے موقع پر کنکریاں مار کر یہ بتلا دیتا ہے کہ ہم سب دنیا کے مسلمان اس گھر کے محافظ ہیں، اگر کوئی بصورتِ ابرہہ اس پر حملہ کرے گا تو ہم سب اس کی فوج پر ابابیل کی طرح پتھر برسا کر اس کو دفع کریں گے، گویا چاہے انسانی شیطان ہو جیسے ابرہہ جس نے کعبہ پر حملہ کیا، چاہے جناتی شیطان ہو جس نے ابرہیمؑ اور ان کے بیٹے اور ماں ہاجرہؑ کو بہکانا چاہا، ہم ہر قسمی شیطان کو پتھر برسا کر دفع کریں گے، تیسری یادگار حضرت ہاجرہؑ کی سعی کی جگہ ہے جہاں انہوں نے اپنے شیرخوار بچے کے لیے پانی کی تلاش میں صفا و مروہ کے سات چکر لگائے تھے، یہ ماں کی ممتا کی مضطرب انداز میں دوڑنے کی وہ کیفیت تھی جو اللہ کو اتنی پسند آئی کہ سعی کو حج کے واجبات میں شامل کر لیا گیا، اسی طرح زمزم اور مقامِ ابراہیم اسی خاندانِ ابراہیمی کی یادگار جگہیں ہیں جو حُجاج لیے بطور تبرک قیامت تک قائم ہیں، خانہ کعبہ میں نصب حجرِ اسود گویا بمنزلۂ یمینِ رحمٰن کے ہے جس کا ہر طواف کے شروع کرتے وقت بوسہ لیا یا استیلام کیا جاتا ہے اور بچے کی طرح جیسے وہ ماں کے گرد گھومتا ہے حاجی کعبہ کے گرد سات چکر لگاتا ہے اور آخر میں جدِ امجد حضرت ابرہیم علیہ السلام کے قدمین کے نشان کے پاس مقام ابراہیم علیہ السلام پر آکر دو رکعت نماز بطورِ شکرانۂ طواف ادا کرتا ہے جو واجب ہے۔

بہرحال حج کا یہ اہم فریضہ جو حضرت ابرہیمؑ کی یادگاروں کے مقام پر ادا کیا جاتا ہے، جو دور دراز کے سفر اور مشقت بھری مصروفیات کے ساتھ اتنے بڑے مجمع کے ساتھ ادا ہوتا ہے، تب بھی توفیق پائے ہوئے دنیا بھر کے اہلِ ایمان ذوق وشوق سے اس عبادت کو ادا کرنے کے لیے حاضر ہوتے ہیں، باوجود اس کے کہ اب زندگی بڑی لکزریس (Luxuvious) اور بڑی راحت بھری ہوگئی ہے، تب بھی اپنے گھر کا عیش آرام چھوڑ کر عورت، مرد، بوڑھے، کمزور اور بیمار لوگ بڑی تعداد میں اس فریضے کو ادا کرنے خوشی خوشی حاضر ہوتے ہیں، جو اپنے دین اور اس کے فرائض سے محبت اور اس کی ادائیگی کی فکر کی بات ہے۔

احرام کی حکمت: جیسے بادشاہوں کے یہاں حاضری کے آداب ہوتے ہیں، وہاں حاضری کے اوقات ہوتے ہیں، مخصوص قسم کا لباس ہوتا ہے، مخصوص قسم کے تعظیمی کلمات ہوتے ہیں، اس کے حضور پیش کرنے کے لیے تحائف ہوتے ہیں، پھر اس عجز و انکسار و بندگی پر اس کی طرف سے قبولیت اور فضل و کرم کا اظہار ہوتا ہے، جب تک واپسی کی اجازت نہ ملے واپسی نہیں ہوتی ہے، ایسے ہی احکم الحاکمین، بادشاہوں کے بادشاہ اللہ تعالیٰ کے بڑے دربار خانۂ کعبہ، جو دنیا میں اس کی راجدھانی کے مثل ہے، اور براہِ راست تجلی گاہ ربانی ہے، اس کے اس بابرکت دربار کی حاضری کے لئے کچھ حدود مقرر ہیں، جہاں سے حاضر ہونے والے اور ان حدود میں داخل ہونے والے کو ایک مخصوص یونیفارم (Uniform) میں آنا ضروری قرار دیا گیا ہے، چاہے بادشاہ ہو یا غریب، شہری ہو یا دیہاتی، جوان ہو یا بوڑھا سب کو ایک ہی لباس میں حاضر ہونا ہے، وہ لباس احرام ہے، اور مخصوص مسافتیں مختلف ملکوں سے آنے والے حجاج کے لئے مقرر کی گئی ہیں جن کو "میقات" کہتے ہیں، جہاں سے یہ یونیفارم پہن کر سب کو آنا ہے، بلا احرام کے ان حدود میں داخل ہونا جرم قرار دیا گیا ہے جیسے قبر اور برزخ میں داخلے کے لیے مردہ کا ایک یونیفارم ہے ایسے ہی حج کے لیے ایک یونیفارم ہے، اگر حج کے لیے احرام کا یہ فقیرانہ اور عاشقانہ لباس مقرر نہ کیا جاتا تو لوگ اللہ کے دربار کی اس حاضری کے وقت اپنی اپنی حیثیتِ عرفی کے اظہار کے لیے نہ معلوم کون کون سے اعلیٰ لباس زیبِ تن کر کے خوشبوؤں میں تربتر ہو کر حاضر ہوتے اور غریب و امیر الگ الگ نظر آتے اور فخر و تعلّی کا خوب خوب مظاہرہ کرتے، اور بڑے کے دربار میں غلام کی اپنی بڑائی کا اظہار عبدیت کے منافی اور خدائی ناراضگی کا سبب بنتا، لہٰذا جیسے اسکولوں میں سب بچوں کا ایک رنگ اور ایک کوالیٹی کا یونیفارم ہوتا ہے، تاکہ غریب امیر کا فرق نمایاں نہ ہو سکے، سب یکساں نظر آئیں، امیروں کے بچے اپنے آپ کو ممتاز نہ کر سکیں، اسی طرح حج کے موقع پر سارے حُجاج کو ایک ہی وضع کے

لباس اور عدداً دو ہی چادروں میں غریب و امیر سب کو ملبوس کر کے بلایا تا کہ کوئی اپنی بڑائی اپنے لباس یا تراش وخراش سے نمایاں نہ کر سکے۔

تلبیہ اور دوسرے افعال کی حکمت: نیز ان حدود میں داخلے کے لیے مخصوص کلمات ہیں جو پکارتے ہوئے داخل ہونا ہے جن کو ''تلبیہ'' کہتے ہیں، پھر بالکل کعبۃ اللہ کے پاس پہنچ کر اس کا طواف اور حجر اسود جو بہ منزلہ ید رحمٰن ہے اس کا بوسہ دینا ہے، طواف کے بعد دو رکعت اپنی سجدہ ریزی اور شکر کا اظہار ہے، جو واجب ہے، پھر ملتزم پر چمٹنا ایک طرح کا معانقہ ہے، اور محبت وعقیدت کے جذبات کا اظہار ہے، پھر ان کی طرف سے ملنے والے تحفے اور اکرام کے طور پر زمزم کا پینا ہے، پھر اس شرف وعزت افزائی پر فرطِ مسرت اور مزید اظہارِ شوق ومحبت میں سعی بین الصفا و المروہ ہے، اور اس کے بعد سجدۂ شکر کے طور پر دو رکعت نماز ہے، اور اگر اپنے ساتھ یہ حاجی ''ہدی'' لایا ہے تو جب تک بادشاہ اس تحفے کو قبول نہ کر لے یعنی ہدی اپنے وقت اور اپنی جگہ پر ذبح نہ کر دی جائے، تب تک یہ بندگانہ لباسِ احرام نہیں کھولا جاسکتا، ہاں جو حاجی تحفہ یعنی ہدی نہ لایا ہو وہ ضرور اس لباس کو اتار سکتا ہے، طواف کے دوران حجرِ اسود کے بوسے اور ملتزم پر معانقہ کے ذریعہ انفرادی ملاقاتیں تھیں، میدان عرفات میں اجتماعی ملاقات اور خطاب سننا ہے، جو وہاں جمع بین الصلاتین سے پہلے ہوتا ہے، پھر مزدلفہ میں آ کر رات اپنی اجتماعی ملاقات کا احتساب ہے، اور اس حاضری پر شکر گذاری کے جذبات کی خوشی میں رات بیداری اور دعا ومناجات میں گذاری جاتی ہے، اور پھر منیٰ آ کر خود سپاری اور فداکاری کے آخری جذبے کے طور پر اپنی جان کے بدلے میں قربانی کی جاتی ہے، اور اپنے سر کٹانے اور سر افگندگی کے مظاہرے کے طور پر سر منڈایا جاتا ہے، منیٰ سے واپسی میں پھر مکۃ المکرّمہ حاضر ہو کر فرض طواف جس کو ''طوافِ زیارت'' یا ''طوافِ افاضہ'' بھی کہتے ہیں۔ اجتماعی طور پر بندگی، نیازمندی نیز پروانہ وار اس شمع کے گرد طواف کیا جاتا ہے، جو براہِ راست تجلی گاہ ربانی

ہے، اور دنیا میں اللہ رب العزت کی راجدھانی ہے، یہ طواف حج کا اہم رکن ہے، اس کے بغیر حج نہیں ہوتا، پھر جیسے واپسی میں آخری ملاقات ومصافحہ کیا جاتا ہے لہٰذا طواف وداع واپسی کے وقت واجب قرار دیا گیا ہے۔

رمی کی حکمت: کیوں کہ حاجی سب سے اہم رکن اور بڑی عبادت وقوفِ عرفہ اور اس کے دوران رودھو کر دعائیں کر کے گناہوں کو بخشوا کر میدانِ عرفات سے واپس ہوتا ہے، اس نعمت کو شیطان کہیں اپنی شرارت سے برباد نہ کرادے، اس لئے پہلے دن دس تاریخ کو منیٰ میں بڑے شیطان کے علامتی ستون کی رمی کی جاتی ہے، اس کے بعد قربانی، حلق اور طوافِ زیارت کیا جاتا ہے، یہ ۳ر اعمال اس دن ادا ہوتے ہیں، ان تینوں عبادات کو شیطانوں کے شر سے بچانے کے لیے دوسرے اور تیسرے دن تینوں شیطانوں کے علامتی ستونوں کو دو دن تک مارا جاتا ہے، اور اس مارنے کا اتنا اہتمام کیا جاتا ہے کہ ان دنوں کی رات کو بھی منیٰ میں رُکا جاتا ہے، وہیں پڑاؤ ڈال کر ہر روز زوال کے بعد ان کی پٹائی کی جاتی ہے، دس تاریخ کو چونکہ حاجی کو قربانی اور حلق کرنا ہے اور پھر طوافِ زیارت کے لیے جانا ہوتا ہے، اس لیے جلدی اور مصروفیت کی وجہ سے صرف بڑے شیطان کو کنکری مار کر چلا جاتا ہے۔

دو دن تینوں جمروں کی رمی کی وجہ: دوسرے اور تیسرے دن کیونکہ کوئی دوسری مصروفیت نہیں ہوتی اس لیے دو دن تک ہر دن تینوں شیطانوں کو پتھر مارے جاتے ہیں، رج میں دس تاریخ کی رمی اور ۱۱، ۱۲ر کو تینوں جمرات کی رمی کے وقت، رمی شروع کرنے سے پہلے تلبیہ بند کر دیا جاتا ہے۔

رمی کے وقت تلبیہ بند کرنے کی وجہ: اس لیے کہ تلبیہ میں جو کلمات پڑھے جاتے ہیں ان کا مفہوم یہ ہے کہ بندہ اپنے اللہ سے یہ کہہ رہا ہے کہ اے اللہ میں آپ کے دربار میں حاضر ہو گیا ہوں، تو اگر رمی کے وقت شیطانوں کے علامتی ستونوں کے پاس یہ کلمات کہے گا تو کہیں یہ نہ سمجھا جائے کہ یہ شیطان کو خدا مان کر اس کے پاس

حاضر ہو جانے کی صدا لگا رہا ہے، اس ظاہری شبہ کی وجہ سے رمی سے پہلے ہی تلبیہ بند کرا دیا جاتا ہے۔

طواف کے وقت تلبیہ بند کرنے کی وجہ: اسی طرح کعبہ کا طواف شروع کرتے ہوئے بھی تلبیہ بند کر دیا جاتا ہے تا کہ کہیں خانۂ کعبہ کو خدا ماننے کا تصور نہ آ جائے کہ اس کو خدا مان کر اس کیلئے لبیک کہہ رہا ہے، بہر حال شرک کے ذرا ذرا سے شبہ سے بھی بچایا جاتا ہے، بلکہ حج کے دوران چوں کہ یہ عبادت مخصوص عمارت اور مخصوص مقامات کے گرد ادا کی جاتی ہے، تو ان مقامات کے قابلِ پرستش سمجھنے کا خیال نہ پیدا ہو جائے، اس لیے ان موقعوں پر کی جانے والی تمام دعاؤں اور کلمات میں اللہ کی بڑائی اور اللہ کی حمد اور اسی کی ذات سے دنیا و آخرت کی بھلائی طلب کرنے کا مضمون ادا کرایا گیا ہے، تا کہ کسی بھی طرح غیر اللہ پرستی یا ان مقامات کو خدا سمجھنے کا خیال شیطان نہ لا سکے، چنانچہ کعبہ کا طواف، حجرِ اسود کا بوسہ، مقامِ ابراہیم کے پاس نماز، ملتزم سے چمٹنا وغیرہ افعال سے غیر مسلم مسلمانوں پر کعبہ کی پوجا اور اس کے گرد چکر لگانے کو مندر کی مورتی کے گرد چکر لگانے کی طرح مان رہے ہیں، حالاں کہ ان کو جاننا چاہیے کہ ان مواقع پر جو کلمات کہے جاتے ہیں ان میں سوائے خدا کے کسی اور سے استمداد یا اس کو خدا ماننے کا دور دور تک بھی تصور نہیں ہے، کسی بھی دعا یا جملے میں شرک کے کلمات نہیں ہیں، اور نہ یہ تصور ہے کہ یہ مقامات خدا کی مورتی ہیں۔

حج کیوں کہ ایک ایسی عبادت ہے جو مالداروں پر فرض کی گئی ہے، اس لئے اس کے آداب و اعمال اس قسم کے مقرر کیے گئے ہیں جن میں مالداروں کا کبر و غرور، حیثیتِ عرفی کی پاسداری، اپنے وطن میں اختیار کردہ رکھ رکھاؤ، وضع قطع میں تعلی و تفوق دکھانے کے رنگ ڈھنگ، ٹیپ ٹاپ، سنگار، لباس، تراش و خراش کے جو نئے نئے فیشن اس نے اپنا رکھے تھے حج کے اعمال اور یونیفارم اس قسم کا رکھا گیا ہے کہ ان تمام اسبابِ غرور کا خاتمہ ہو جاتا ہے۔

خوشبو سے اجتناب، بناؤ سنگار سے بے تعلقی، بال جن پر ناز تھا ان کو

منڈوانا، پھر کہیں دوڑنا، کہیں کنکری مارنا، کہیں چکر لگانا، بلا سِلے کپڑوں میں چلنا پھرنا، میدان میں آہ وزاری کرنا، بیوی سے بھی پرہیز، خفا ہونے، لڑنے بھڑنے، گالی گلوچ، ان سب باتوں سے روک کر مال دار کی مال داری اور وطن پر اختیار کردہ بڑائی اور خود پسندی کو ختم کر دیا گیا ہے، تاکہ چند دن اس جگہ اس طرح رہ کر زندگی بھر تواضع، عاجزی اور بے ضرر بن کر رہنا آجائے، اور مال داری کا غرور ختم ہو جائے۔

حج کے افعال بظاہر مجنونانہ اور خلافِ عقل معلوم ہوتے ہیں، مگر ان کو جس مصلحت اور جن منقول آثار کے تحت بطورِ یادگار مقرر کیا گیا ہے وہ اپنی عقل کے مقابلے میں خدائی حکم کے آگے سرِ تسلیم خم کر دینے کا مکمل مظاہرہ ہے جس کا عبدیت تقاضہ کرتی ہے۔

اسی طرح حج کیوں کہ مالداروں پر فرض ہے اس لئے حاجی سے قصداً یا بلاقصد، عذر کی وجہ سے یا بلا عذر، خود سے یا کسی کے جبر و اکراہ سے خطائیں اور جنایات چاہے وہ احرام سے متعلق ہوں یا حرم کے احترام کے خلاف، ہر خطا پر کہیں دم، کہیں صدقہ، کہیں بڑے جانور کی قربانی، کہیں روزے رکھوا کر غربا پروری، مال کا خرچ، حکم کی تعمیل، غلطی کا اعتراف، سزا بھگتنے اور کفارہ ادا کرنے کا عادی بنایا ہے، نیز عمر میں ایک مرتبہ فرض ہونے والی عبادت کو انتہائی توجہ، احتیاط اور جنایات سے بچ کر ادا کرنے کی ہدایت کی ہے۔

حج کی فرضیت قرآن سے

وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا وَمَنْ كَفَرَ فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ عَنِ الْعٰلَمِيْنَ. حج کی فرضیت کا حکم مختلف آیات میں موجود ہے، مگر آیتِ مذکورہ میں سب سے صاف اور صریح ہے، اللہ تعالیٰ کی عبادت کیلئے لوگوں پر حج فرض ہے جس شخص کو وہاں تک پہنچنے کی استطاعت ہو، اور جس نے انکار کیا تو اللہ

تعالیٰ بے شک تمام جہانوں سے بے نیاز ہے، پس آیت شریفہ میں حج کی فرضیت کے ساتھ ہی ساتھ اس بات پر بھی تنبیہ کی گئی ہے کہ جو حج کا انکار کرے وہ کافر ہے یا باوجود قدرت رکھنے کے حج نہ کرے اور مر جائے تو وہ کفار کے مشابہ ہے، چنانچہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ جو شخص ایسی سواری اور زادِ راہ کا مالک ہے کہ اس کو بیت اللہ تک پہنچا سکتا ہے اور اس نے پھر بھی حج نہیں کیا تو اس کے یہودی یا نصرانی ہو کر مر جانے میں کوئی فرق نہیں اور یہ اس لئے کہ حق تعالیٰ شانہ کا ارشاد ہے: وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيْلًا۔

حج کوئی نئی چیز نہیں ہے، قدیم زمانے سے حج ہوتا آرہا ہے، سب سے پہلے جب آدم علیہ السلام نے ہندوستان سے جا کر حج کیا تو حضرت جبرئیلؑ نے فرمایا کہ فرشتے اس بیت اللہ کا طواف تم سے سات ہزار سال پہلے سے کرتے ہیں، تمام عالم میں ہندوستان کو ہی یہ فخر حاصل ہے کہ پہلا حج ہندوستان سے کیا گیا ہے، نقل کیا جاتا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام نے ہندوستان سے پیدل چل کر چالیس حج کیے تمام انبیا علیہم السلام نے حج کیا ہے، زمانۂ جاہلیت میں بھی لوگ حج کرتے تھے؛ مگر بہت سی چیزیں نخوت اور جہالت اپنے قیاساتِ فاسدہ سے اختراع کر کے شامل کر لی تھی۔ شریعتِ محمدیہ (صلی اللہ علیہ وسلم) میں ان کی اصلاح کی گئی ہے، اور اصل عبادت کو باقی رکھا گیا ہے، تاکہ یہ قدیم عبادت باقی رہے اور شعائر الہیہ کی عظمت اور شوکت کا اظہار ہوتا رہے۔

جن مقامات پر حج کے افعال ادا کیے جاتے ہیں وہ خاص مقاماتِ مقدسہ ہیں جہاں انبیاء اور رسولوں پر اللہ کی رحمتِ بیکراں اور فیوضِ غیر متناہیہ کا فیضان ہوا تھا، جب حاجی وہاں جائے گا تو وہ سب حالات یاد آئیں گے، اور ان کے واقعات کی یاد تازہ ہو جائے گی، اور دل میں ان کی اتباع کا شوق اور ولولہ پیدا ہوگا، اور جب ان کا اتباع کرے گا اور ان افعال کو ادا کرے گا تو اس پر بھی باری تعالیٰ کی رحمت نازل ہوگی۔

سفرِ حج سفرِ آخرت کا نمونہ ہے، جس وقت حاجی گھر سے چلتا ہے اور احباب واقارب سے رخصت ہوتا ہے، تو جنازے کا سماں نظر آتا ہے کہ ایک وقت اس عالم سے سب عزیز واقارب کو چھوڑ کر آخرت کا سفر کرنا ہوگا، جب احرام کا لباس پہنتا ہے تو کفن کا وقت یاد آتا ہے، اور میقات گویا میقاتِ قیامت کی نظیر ہے، اور عرفات کے میدان میں ہزاروں آدمیوں کا اجتماع اور وہاں کی تمازت روزِ محشر کا نمونہ ہے، اسی طرح اگر اور تمام افعال مین غور کروگے تو سفرِ آخرت کا نمونہ نظر آئے گا۔

حج میں توحید اور اطاعتِ خالق وحدہ لاشریک لہ کا مظاہرہ ہے، کیونکہ افعالِ حج سے مقصود اطاعتِ ربِ البیت ہے، نہ کہ در و دیوار۔ جب ہم کو وہاں حاضری کا حکم کیا گیا تو ہم محض اظہارِ عبودیت اور کامل انقیاد ظاہر کرنے کے لیے اپنے مالک وخالق کے حکم پر لبیک کہتے ہوئے حاضر ہوگئے۔

سفرِ حج کے مصارف: جہاں تک ممکن ہو روپیہ حلال ہونا چاہیے، حرام مال سے حج قبول نہیں ہوتا، گو فرض ساقط ہوجاتا ہے، اگر کسی کا مال مشتبہ ہو تو کسی غیر مسلم سے بقدر ضرورت بلا سود قرض لے لو اور پھر اس مشتبہ مال سے اس کا قرضہ ادا کردو۔

حج ایک آسان عبادت ہے

حج کی عبادت بہت ہی آسان عبادت ہے، اگر دشوار اور انسانی طاقت سے باہر ہوتی تو قدرت اس کو فرض ہی نہیں کرتی، اس لئے کہ "**لَا یُکَلِّفُ اللّٰہُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَھَا**" (البقرہ:۳/۲۸۶)۔ خود قرآن مجید میں مذکور ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کسی انسان کو اس کی طاقت سے زیادہ کے امور کا مکلّف نہیں بنایا، حج پوری زندگی میں صرف ایک بار فرض ہے وہ بھی ان مالداروں پر جو اس پورے سفر کے اخراجات اور واپسی کی مدت تک اہلِ خانہ کے خرچ پر قادر ہوں، سخت بیمار یا معذور نہ ہوں، راستے مامون ہوں، پھر اس عبادت کی ادائیگی میں بڑی سہولتیں اور رخصتیں دی گئی ہیں، اگرچہ مسائل سے

ناواقفیت یا شرعی توسعات اور رخصتوں سے فائدہ نہ اٹھا کر، یا باوجود معذوری اور مجبوری کے اعلیٰ اور افضل عمل کی تلاش میں پڑ کر نیز عجلت پسندی و بے صبری کی وجہ سے بعض حجاجِ کرام خود اپنے لیے دشواری اور موت کا سامان پیدا کر لیتے ہیں؛ جس کی وجہ سے ایسے حادثات پیش آجاتے ہیں جن کی وجہ سے؛ حج کی عبادت کا ایسا بھیانک تصور لوگوں کے دلوں پر چھا جاتا ہے کہ بعض لوگ حج فرض ہو جانے کے باوجود حج کی ہمت نہیں کر پاتے، حالانکہ حج کی عبادت میں کمزوروں اور مریضوں و معذوروں اور بوڑھوں اور عورتوں کو شرعی طور پر کافی رعایتیں اور سہولتیں عطا کی گئی ہیں، حج کے تمام ارکان میں اوقات کی اتنی وسعت رکھی گئی ہے جن میں بلا دشواری، ہجوم کے باوجود آسانی کے ساتھ ادائیگی ممکن ہے، اسی طرح افعالِ حج کی ادائیگی کے لیے جگہ کے انتخاب میں وسعتِ مکانی کو پوری طرح ملحوظ رکھا گیا ہے، پھر چوں کہ اس عبادت کو بعض مرتبہ میاں بیوی دونوں ساتھ ادا کرتے ہیں، نیز دوسری نامحرم عورتوں کا بھی ایک بڑا ہجوم اس موقع پر ہوتا ہے، اس لیے حج کی اس عبادت کے دوران ایسی ہدایات دی گئیں ہیں، جن کی رعایت سے کوئی ایسی صورت پیش نہیں آتی جو حج کی اس عبادت کو فاسد کر سکے، پھر بھی بشری کمزوریوں کی وجہ سے کوئی قصور وہاں کے قیام یا حالتِ احرام میں سرزد ہو جائے، تو اس کا تدارک اور انجبار وہاں کی مخصوص عبادت قربانی کے ذریعہ کر دیا جاتا ہے، جس کو حج کی اصطلاح میں ''دم'' کہتے ہیں یا صدقہ کرا کر، یا روزے رکھوا کر یا فوت شدہ رکن کو دوبارہ کرا کر، مکافات کرا دی جاتی ہے۔

بعض طبعی یا فطری اعذار کے وقت بعض اعمال کا وجوب ہی ختم کرا دیا جاتا ہے یا دم دلا کر تدارک کر دیا جاتا ہے۔ بعض اقتصادی مجبوریوں کی صورت میں روزوں کو اس کا بدل قرار دیا گیا ہے، یا اس رکن کی ادائیگی کے وقت میں توسیع کر دی گئی ہے، بعض مکافاتی صدقات کے لیے وقت کے ساتھ ساتھ جگہ کی پابندی بھی ساقط کر دی گئی ہے، ہنگامی اعذار یا بیماری یا سفر کے انقطاع کی صورتوں میں تدارک کی شکلیں یا سہولتیں بتلا دی گئی ہیں، پھر بھی ہجوم کی وجہ سے کچھ مشکلات پیش آ ہی جاتی ہیں، خصوصاً مستورات

کو تو ان کے لیے حج کو جہاد کا درجہ دے کر ہمت دلائی گئی ہے، ان سب کے باوجود اگر کوئی حاجی تقدیراً کچل کر یا دب کر مر جائے تو شہادت کے ثواب کے ساتھ ساتھ قیامت میں اس کے لبیک پکارتے ہوئے اٹھنے اور اس کو ہر سال حج کا ثواب ملنے کی بشارت لسانِ نبوت سے سنائی گئی ہے۔

مذکورہ آسانیوں کی تفصیلات

(۱) مکہ شہر میں آبادی کافی ہے، چاروں طرف عمارتیں اور بازار ہیں، مسجدِ حرام بھی حاجیوں کی تعداد کے اعتبار سے زیادہ وسیع نہیں ہے، ادھر وقوفِ عرفہ جو حج کا اہم ترین فرض ہے، اس کو ایک ہی جگہ سارے حجاج کو ایک ساتھ ٹھہر کر ادا کرنا ہوتا ہے، دو وقت کی نمازیں ظہر و عصر ایک ساتھ ایک ہی امام، امامِ حج کے پیچھے ادا کرنی ہوتی ہیں، اس لیے حُجاج کی آسانی کی خاطر اس فریضہ یعنی وقوفِ عرفہ کو میدانِ عرفہ میں جا کر ادا کرایا تا کہ اس وسیع میدان میں آسانی کے ساتھ تمام لوگ ایک ساتھ پورا دن گزار سکیں، عبادت کریں، دعائیں مانگیں، آہ وزاری کریں، مکۃ المکرّمہ اور مسجد حرام میں یہ وقوف دشوار ہوتا، نیز مقامی حجاج کو بھی مکہ سے باہر جا کر اس عبادت کو ادا کرنے کا موقع دے دیا گیا ہے اور قدرے سفر کرا دیا گیا۔

(۲) عرفات میں چوں کہ ظہر عصر دو نمازیں جمع کی جاتی ہیں، عصر کو ظہر کے وقت میں ادا کیا جاتا ہے، اس میں بھی یہ سہولت دی گئی ہے کہ اگر حکومت کی طرف سے مقرر کردہ امام کے پیچھے مسجد ''نمرہ'' میں نماز نہ پڑھ سکے، تو اپنے خیمے میں پڑھ لے، چاہے تنہا پڑھ لے، چاہے اپنے خیمے کے ساتھیوں کے ساتھ جماعت سے پڑھے، اس صورت میں اس کو دونوں نمازوں کو جمع کرنے کی ضرورت نہیں، ہر نماز کو اپنے اپنے وقت پر پڑھے: یعنی ظہر کو ظہر کے وقت میں اور عصر کو عصر کے وقت میں۔

(۳) عرفات میں دن میں یعنی ظہر سے غروبِ آفتاب تک قیام کیا جاتا ہے، اگر

کسی وجہ سے دن میں وہاں نہ پہنچ سکے تو رات میں کسی بھی وقت صبح صادق سے پہلے وہاں موجود رہے تو وقوفِ عرفہ معتبر ہو جائے گا، دم واجب نہ ہوگا۔

(۴) عرفات سے غروب کے بعد واپس آ کر مزدلفہ میں ٹھہرنا واجب ہے، تو مزدلفہ میں بھی جگہ بڑی وسیع ہے اور شہری ہماہمی سے دور ہے، پورے مزدلفہ میں جہاں چاہے ٹھہرے اور پوری رات ٹھہرنا ضروری نہیں، رات کے کسی بھی حصے میں ٹھہر جائے گا تو واجب ادا ہو جائے گا۔

(۵) یہاں دو نمازیں مغرب اور عشا جمع کر کے ایک ہی وقت یعنی عشا کے وقت میں ادا کی جاتی ہیں، ان دونوں کو جمع کرنے میں امامِ حج کی بھی ضرورت نہیں، چاہے تنہا پڑھے، چاہے اپنے ساتھیوں کے ساتھ جماعت سے پڑھے، ہر شکل میں دونوں نمازیں عشا کے وقت میں پڑھی جاتی ہیں اور عشا کے بعد مغرب اور عشا دونوں نمازوں کی سنتیں ونوافل پڑھی جاتی ہیں اور مغرب کی نماز قضا نہیں سمجھی جائے گی، بلکہ وہ ادا ہی کے وقت میں ادا سمجھی جائے گی۔

(۶) حج کی عبادت میں رمی، قربانی، طوافِ زیارت اور سعی ان چار مواقع پر ہجوم شدید ہوتا ہے، تو شریعت نے چاروں عبادات میں کافی سہولت عطا کی ہے، مثلاً: رمی اور قربانی کے سلسلے میں شدید درجے کے معذورین کو اپنا نائب بنا کر نائب کے ذریعے رمی اور قربانی کرا دینے کی اجازت دی گئی ہے۔

(۷) اور اگر کسی معذور کو یا بوڑھے کو خود ہی کرنے کا شوق ہو، تو اوقات کے اعتبار سے وسعت دی گئی ہے، مثلاً ۱۰ ر تاریخ کی رمی جو بڑے شیطان کی، کی جاتی ہے، اس کو ۱۱ ر تاریخ کی صبح صادق سے پہلے تک کر سکتا ہے، لہٰذا یہ رمی شب میں کسی وقت بھی جب ہجوم کم ہو، کی جا سکتی ہے۔

(۸) اسی طرح ۱۱، ۱۲ ر کی رمی زوال کے بعد سے رات کے کسی بھی حصے میں صبح صادق سے پہلے تک کر سکتا ہے، دن ہی میں کرنا ضروری نہیں۔

(۹) حاجی کے لیے ایک زبردست اور عجیب رعایت یہ دی گئی ہے کہ حج کے چاروں

دنوں میں دن کو، مغرب کے بعد سے پوری رات صبح صادق تک جاری مان لیا گیا ہے، تاکہ دن میں کی جانے والی عبادت اگر دن میں کسی وجہ سے نہ کر سکا ہو تو رات میں صبح صادق تک کر لینے سے وہ دن میں ہی کی جانے والی شمار ہوگی، گویا ان چار دنوں ۹، ۱۰، ۱۱، ۱۲؍ میں دن کو رات کے تابع کر دیا گیا ہے، مثلاً: اگر ۹؍ تاریخ ذی الحجہ میں دن میں وقوفِ عرفہ نہ کر سکا، تو ۹؍ کا دن گزار کر جو رات آئے گی، اس رات میں کسی وقت بھی صبح صادق سے پہلے تک وقوف کر لے، اس وقوف کو ۹؍ تاریخ ہی کا وقوف مانا جائے گا اور یہ رات ۱۰؍ ذی الحجہ کی رات نہ کہلائیگی، بلکہ ۹؍ تاریخ ہی کی رات کہلائیگی، گویا حاجی کے حق میں دن کی یہ تاریخ غروب کے بعد بدلے گی نہیں، بلکہ وہی تاریخ صبح صادق تک جاری رہے گی۔ اسی طرح ۱۰، ۱۱، ۱۲؍ کی رمی دن میں نہ کر سکا، تو ۱۰، ۱۱، ۱۲؍ کا دن گزار کر جو رات آئے اس میں رمی کر لے، وہ رمی ۱۰، ۱۱، ۱۲؍ ہی کی مجھی جائے گی، حاصل یہ کہ ۹، ۱۰، ۱۱، ۱۲؍ کی راتیں انہیں دنوں کی راتیں مانی گئی ہیں۔ اگلے دن کی راتیں نہیں کہلائیں گی، جیسا کہ سال بھر اگلے دن کی شمار ہوتی ہیں، پورے سال رات دن کے تابع ہوتی ہے، اور ہر رات اگلے دن کی شمار ہوتی ہے، مگر حج کے ان چار دنوں میں دن رات کے تابع ہو جاتا ہے، رات کے ساتھ چلتا ہے، تاکہ حاجی کو عبادت کرنے میں سہولت رہے اور ہجوم کی وجہ سے جو عبادت دن میں ادا نہ ہو سکے اس کو رات میں ادا کر سکے۔

(۱۰) ایک سہولت حنفی مذہب میں یہ ہے کہ ۱۰، ۱۱، ۱۲؍ کی شب میں منیٰ میں قیام احناف کے یہاں صرف سنتِ مؤکدہ ہے، ترک سے دم واجب نہ ہوگا، اگر منیٰ میں رات نہ گذارے بلکہ مکہ آکر رات رہے تب بھی دم واجب نہ ہوگا، اگرچہ منیٰ میں یہ راتیں گزارنا سنت ہے شافعی مسلک میں منیٰ میں رات قیام کرنا واجب ہے، ترک سے دم واجب ہوگا، مگر انھوں نے ایک رعایت یہ دے رکھی ہے کہ دو دن کی رمی ایک ہی دن اکٹھا کر سکتا ہے، حنفیہ اس کی اجازت نہیں دیتے۔

(۱۱) رمی اور قربانی کے بعد حلق کرانا ہوتا ہے، اس میں بھی ایک رعایت یہ ہے کہ

منی میں حلق کرانا ضروری نہیں، بلکہ مکہ جا کر بھی حلق کرا سکتا ہے۔

(۱۲) پھر مکہ جا کر جو طوافِ زیارت ۱۰ ر تاریخ کو کیا جاتا ہے، اس کے وقت میں توسیع رکھی گئی ہے، اس لئے کہ ۱۰ ر تاریخ کو طوافِ زیارت کے وقت بہت ہجوم ہوتا ہے، لہٰذا یہ سہولت دی گئی ہے کہ طوافِ زیارت ۱۲ ر تاریخ کے غروبِ آفتاب سے پہلے تک کیا جا سکتا ہے۔

(۱۳) اسی طرح ۱۰ ر تاریخ کو طوافِ زیارت کے بعد سعی میں کافی ہجوم ہوتا ہے، تو اس سعی میں ہجوم سے بچنے کی ایک شکل یہ رکھی گئی ہے کہ ۸ ر تاریخ کو منی جانے سے پہلے دن میں یا ۸ ر تاریخ کی رات کو جو ۷ ر کا دن گذار کر آتی ہے، رات میں ایک نفلی طواف کر کے اس کے بعد سعی کر لی جائے، تو یہ سعی ۱۰ ر تاریخ کے طوافِ زیارت کے بعد کی سعی شمار ہو جاتی ہے، اور ۱۰ ر تاریخ کو طوافِ زیارت کے بعد سعی نہیں کرنی پڑتی، خود طوافِ زیارت کو ۱۲ ر تاریخ کے غروب سے پہلے تک مؤخر کرنے کی گنجائش دی گئی ہے، کوئی دم اس تاخیر کی وجہ سے واجب نہ ہوگا، لہٰذا حج میں ہجوم اور اپنی کمزوری کا شکوہ غلط ہے، جب کہ شریعت نے خود ہر موقع پر عبادات اور اس کے اوقات میں وسعت اور سہولت دے رکھی ہے۔

(۱۴) چوں کہ سعی اور طواف میں نیابت کی اجازت نہیں ہے کہ دوسرے سے کرا سکے، تو گاڑی یا ڈولی میں بیٹھ کر سعی اور طواف کی اجازت دی گئی ہے، تاکہ معذور لوگوں کو دشواری نہ رہے۔

(۱۵) سعی کے دوران طہارت بھی شرط نہیں، اگر بلا وضو سعی کی، تو کوئی دم واجب نہ ہوگا۔

(۱۶) طواف کی حالت میں اگر چہ وضو شرط ہے، مگر بلا وضو کرنے کی شکل میں اس کی مکافات دم کے ذریعے ہو جاتی ہے۔

(۱۷) حالتِ طواف میں نمازی کے سامنے سے گزرنے کی بھی اجازت ہے، اگر یہ ممنوع رکھا جاتا، تو طواف میں بڑی دقت ہوتی۔

(۱۸) سر منڈانا اگر نقصان دہ ہو تو قصر کرایا جا سکتا ہے۔
(۱۹) عورت کو یہ سہولت دی گئی ہے کہ اس کو احرام کی دو چادریں پہننا ضروری نہیں، وہ سلے کپڑے حج کی پوری مدت میں پہنے رہے، زیور بھی پہنے رہ سکتی ہے۔
(۲۰) اگر طوافِ وِداع کے وقت حیض لاحق ہو جائے اور رکنا دشوار ہو، تو طوافِ وداع باوجود اس کے کہ واجب ہے مگر ایسی عورت سے معاف ہو جاتا ہے، وہ بلا طوافِ وداع کیے واپس جا سکتی ہے، دم بھی واجب نہ ہوگا۔
(۲۱) اور اگر حالتِ حیض میں عورت طوافِ زیارت۔ جو اس حالت میں ممنوع ہے۔ کرلے، تو اس جرم کی مکافات ایک مکمل بڑے جانور سے ہو جاتی ہے، کیوں کہ اس نے سات شوط بلا طہارت کیے، تو سات حصہ والے بڑے جانور کی قربانی ہی سے اس کا تدارک رکھا گیا ہے۔
(۲۲) جن ائمہ کے یہاں عورت کے مس سے وضو ٹوٹ جاتا ہے، ان حضرات کے یہاں سعی کے دوران یا طواف کے دوران مسِ مرأۃ ہو جائے، تو ناقض نہیں ہے۔
(۲۳) ۹ر تاریخ عرفہ کا روزہ مستحب ہے، مگر حاجی کے حق میں یہ مستحب نہیں ہے۔
(۲۴) عورت کو مسجد حرام اور مسجد نبوی میں نماز ادا کرنے کی ضرورت نہیں ہے، وہ اپنی قیام گاہ ہوٹل وغیرہ کے کمرے ہی میں نماز پڑھے، اس کے لیے یہی افضل ہے، اور مسجد حرام کا ایک لاکھ کا ثواب اس کو وہیں مل جائے گا، بلکہ شرعی حکم پر عمل کرنے کی وجہ سے اور زیادہ ملے گا۔
(۲۵) اگر دمِ قران اور دمِ تمتع کی قدرت نہ ہو، تو حجِ افراد کر سکتا ہے اور اگر تمتع یا قِران کیا ہے اور دمِ تمتع یا دمِ قران کی سکت نہیں ہے، تو اس کے عوض دس روزے رکھ سکتا ہے۔ تین، ۱۰ر ذی الحجہ سے پہلے، اور سات روزے گھر جا کر رکھ لے۔ اور اگر ایامِ تشریق کے بعد وہیں رکھ لے تو بھی جائز ہے۔
(۲۶) حج کے ایام میں حاجی سے عید الاضحیٰ کی نماز بھی رمی، قربانی، حلق وحج کے سفر اور ہماہمی کی وجہ سے ساقط ہے۔

(۲۷) ۸ر ذی الحجہ کو اگر مکہ میں قیام کے ۱۵ر دن نہ ہوئے ہوں، تو عیدالاضحیٰ کی واجب قربانی بھی ساقط ہوجاتی ہے۔

(۲۸) ایک سہولت یہ بھی ہے کہ دس ذی الحجہ کو منیٰ میں رمی اور قربانی کرکے اور حلق کرا کر منیٰ میں ہی رہے، مکہ نہ جائے اور زوال کے بعد ۱۱ر کو رمی کر لے، پھر ۱۲ر کو زوال کے بعد ظہر سے پہلے رمی کر کے ظہر پڑھ کر مکہ چلا جاوے، وہاں پہونچ کر غروب سے پہلے طواف زیارت کر لے، اس شکل میں اس کو ۱۰ر کو مکہ آکر پھر ۱۱، ۱۲ر کے لیے منیٰ نہیں جانا پڑے گا، اگرچہ سنت اور بہتر یہ ہی ہے کہ ۱۰ر کو مکہ آکر طواف کرے اور پھر منیٰ پہونچ جائے۔

(۲۹) ایک یہ شکل بھی سہولت کی ہے کہ مکہ سے ۸ر کو اگر منی نہ جائے، بلکہ مکہ سے ۹ر تاریخ کو ظہر سے پہلے براہ راست عرفات پہونچ جائے، تو اس پر کوئی دم واجب نہ ہوگا۔ ۸ر کو منی جانا سنت ہے، واجب نہیں، مجبوری میں ایسا کر سکتا ہے، اگرچہ سنت کے خلاف ہے۔

(۳۰) نفلی طواف اگرچہ بہ منزلہ نفلی نماز کے ہے، مگر طواف مکروہ وقت میں بھی کیا جاسکتا ہے، جب کہ نماز مکروہ وقت میں ممنوع ہے، مثلاً طلوع وغروب کے وقت کیا جاسکتا ہے مگر نماز ممنوع ہے، اگرچہ طواف کے بعد کی ۲ر رکعت ہی کیوں نہ ہوں ان کو بھی مکروہ وقت میں نہ پڑھے۔

(۳۱) حج کے چار دنوں میں ۹، ۱۰، ۱۱، ۱۲ر کا کوئی عمل چھوٹ جائے، تو رات میں صبح صادق سے پہلے کر لینے سے معتبر سمجھا جاتا ہے۔

حج بعض عبادات کو مقدم و مؤخر کر دیتا ہے: حج ایسی اہم ترین عبادت ہے کہ وہ دوسری عبادات کو بھی اوورا ٹیک کرتی ہے، یعنی ان کو روک دیتی ہے، بھی مقدم کر دیتی ہے بھی مؤخر کر دیتی ہے، بھی کسی کے استحباب کو ختم کر دیتی ہے بھی اس کی جگہ خود اپنا کوئی عمل جاری رکھنے کو کہتی ہے، بھی کسی کو اس کے مستحب وقت سے ہٹا دیتی ہے، بھی کسی اجازت کو ختم کر دیتی ہے، بھی خود کسی کے قائم مقام ہوجاتی ہے، مثلاً حج

کے موقع پر طواف نفل نماز کے قائم مقام ہو جاتا ہے اور طواف کے بعد کی ۲ رکعت بہ منزلۂ نماز کے سلام کے ہو جاتی ہیں۔

(۱) حج کے موقع پر میدانِ عرفات میں عصر کی نماز اپنے وقت سے مقدم کر کے ظہر کے وقت میں امام حج کے ساتھ جماعت سے پڑھی جاتی ہے۔

(۲) مزدلفہ جانے سے پہلے باوجود اس کے کہ مغرب کا وقت ہو چکا ہوتا ہے اس لیے کہ غروب کے بعد عرفات سے واپسی ضروری ہے، تب بھی مغرب عرفات یا مزدلفہ کے راستے میں نہیں پڑھی جاتی، بلکہ اس مغرب کی نماز کو عشا کے وقت میں مزدلفہ پہنچنے کے بعد دونوں نمازوں کو جمع کر کے پڑھا جاتا ہے۔

(۳) مزدلفہ میں ۱۰/ذی الحجہ کو فجر کی نماز بجائے اِسفار کے غلس میں پڑھی جاتی ہے۔

(۴) رمضان میں رات میں جماع حلال ہے، مگر حالتِ احرام میں رات میں بھی ممنوع ہے۔

(۵) حج عرفہ کے دن کے روزے کا استحباب بھی حاجی کے حق میں ختم کر دیتا ہے اِلّا یہ کہ دمِ تمتع یا دمِ قران کی طاقت نہ ہو، تو دم کے عوض جو دس روزے رکھے جاتے ہیں انہیں کے ۳/روزے ۷، ۸/اور ۹/تاریخ کو رکھے جا سکتے ہیں، حالانکہ یہ روزے ان تاریخوں سے پہلے ۶، ۷، ۸/کو بھی رکھے جا سکتے ہیں۔

(۶) حج عمرہ کو بھی روک دیتا ہے، چناں چہ حاجی کو ۹/ذی الحجہ سے ۱۳/ذی الحجہ تک ان پانچ دنوں میں عمرہ کرنا ممنوع ہے، البتہ ۹/ذی الحجہ سے پہلے اور ۱۳/ذی الحجہ کے بعد عمرہ کر سکتا ہے، بلکہ ۱۳/ذی الحجہ کا دن گذار کر رات کو بھی عمرہ کر سکتا ہے کہ یہ رات ۱۴/تاریخ کی رات شمار ہوگی، حضرت عائشہؓ نے اسی رات اپنا عمرہ کیا تھا۔

(۷) باوجود اس کے کہ ۸/تاریخ سے ۹/تاریخ کی صبح تک منیٰ میں کوئی کام حج سے متعلق نہیں ہے، پھر بھی ۸/تاریخ کو منیٰ پہنچنے کو کہا گیا ہے، اور ۵ نمازیں ظہر، عصر، مغرب، عشا اور ۹/تاریخ کی فجر منیٰ میں پڑھوائی جاتی ہیں، جب کہ ایک نماز کا ثواب حرم میں ایک لاکھ کے برابر تھا۔

(۸) اسی طرح حج کی بعض عبادات کیونکہ منی، عرفات، مزدلفہ وغیرہ میں ادا ہوتی ہیں لہٰذا ان مقامات پر جانے کی خاطر حرم کی نمازوں کو چھڑوا دیا گیا جہاں کی نمازوں کا ثواب ایک لاکھ نمازوں کا تھا۔

(۹) حتیٰ کہ خصالِ فطرت: ناخن کٹانا، بال کٹانا وغیرہ امور سے بھی حالتِ احرام میں روک دیا گیا ہے۔

(۱۰) شکار کھیلنا جائز ہے، مگر حاجی کو حالتِ احرام میں اس سے بھی منع کر دیا گیا ہے۔

(۱۱) کنکریاں مارنا تو بظاہر دیوانگی معلوم ہوتا ہے، مگر اللہ کے حکم کے آگے سرِ تسلیم خم کر دینا اپنی عبدیت کا اظہار اور اپنے عقلی فیصلوں کو بالائے طاق رکھ دینا ہے۔

(۱۲) عرفہ کے دن تکمیل دین کی آیت "الیوم أکملت" نازل ہوئی تھی، تو اس خوشی میں ۱۰ر تاریخ سے ۱۳ر تک **سید الطعام اللحم** کی دعوت کے ایام ہیں، روزے رکھنا بھی ممنوع، بلکہ کھانے پینے میں فراوانی مطلوب ہے۔

(۱۳) حج ایک عاشقانہ عبادت ہے جس میں بندہ اپنے معشوقِ حقیقی اللہ تعالیٰ کے پاس عاشقانہ انداز میں حاضری دیتا ہے، اس کی وضع قطع، سفر کی کیفیت، ادائیں اور وہ دعائیں جو وہ پڑھتا ہے: یہ سب اس کے عشق ومحبت پر دلالت کرتی ہیں، اسی لئے اس سفر میں معشوقِ مجازی کی طرف توجہ نہ ہو، اور بندہ اپنے اس دعوے میں سچا ثابت ہو کہ اس سفر میں فقط معشوقِ حقیقی ہی پیش نظر ہے، چنانچہ حج کے بعض اہم ترین اعمال کے درمیان مجازی معشوق بیوی سے جماع کا صدور ہو جائے تو حج ہی فاسد قرار دیا جاتا ہے، مثلاً حج کے احرام کے بعد وقوف عرفہ سے پہلے جماع کر لیا تو حج فاسد ہو جائے گا۔ بعض صورتوں میں جماع کی شکل میں جرمانے کے طور پر بڑا جانور دم میں دینا پڑتا ہے، مثلاً وقوفِ عرفہ کے بعد سر منڈانے سے پہلے جماع کے صدور پر کسی بڑے جانور مثلاً پورے اونٹ کی قربانی کرنی ہوگی، عمرہ کے احرام کے بعد عمرہ کے طواف سے پہلے جماع کر لینے سے بطورِ دم کے ایک بکری کی قربانی کرنی ہوگی۔

حج کے پانچ دن کی تفصیلات

پہلا دن: ۸/ذی الحجہ کو احرام مکۃ المکرّمہ سے باندھ کر حج کی نیت کر کے لبیک پڑھ کر منیٰ ظہر تک پہنچنا ہے، وہاں پانچ نمازیں ظہر-عصر-مغرب-عشا اور دوسرے دن ۹/ذی الحجہ کی فجر پڑھ کر، سورج نکلنے کے بعد عرفات کے لیے روانہ ہونا ہے، یہ رات منیٰ ہی میں گذارنی ہوتی ہے۔

دوسرے دن: یعنی ۹/ذی الحجہ کو منیٰ سے سورج نکلنے کے بعد چل کر ظہر تک عرفات پہنچنا ہے ظہر، عصر عرفات میں اگر امامِ حج ہو، اور اس کے ساتھ پڑھنے کا موقع ہے، تو ظہر، عصر دونوں کو جمع کرنا ہے۔

عرفات میں سورج غروب ہونے کے بعد بلا مغرب پڑھے، عرفات سے چل کر مزدلفہ آنا ہے، اور وہاں مغرب اور عشا دونوں نمازوں کو ایک ساتھ پڑھنا ہے، اور رات مزدلفہ میں گذارنا ہے۔

تیسرا دن: یعنی ۱۰/ذی الحجہ کو مزدلفہ میں فجر پڑھ کر واپس منیٰ آنا ہے، اور یہاں بڑے شیطان کو جو سب سے آخر میں ہے کنکریاں مارنا ہے، اس کے بعد منیٰ ہی میں قربانی کرنی ہے، قربانی کے بعد منیٰ ہی میں یا مکہ آ کر بال منڈا لیں، اب احرام اتار سکتے ہیں۔ پھر اسی دن اگر ممکن ہو تو مکہ آ کر طوافِ زیارت دن میں یا رات میں کر لیں اور رات منیٰ میں آجائیں۔

چوتھا دن: اگر ۱۰/تاریخ کو طوافِ زیارت نہ کر سکا ہو، تو چوتھے دن یعنی ۱۱/ذی الحجہ کو، دن میں یا رات میں طوافِ زیارت کر لے، اور زوال کے بعد تینوں شیطانوں کی رمی اس طرح کرے کہ پہلے چھوٹے کی، پھر درمیانی کی پھر بڑے کی اور رات منیٰ ہی میں رہے۔

پانچواں دن: ۱۲رذی الحجہ زوال کے بعد منیٰ میں تینوں شیطانوں کی رمی مذکورہ ترتیب سے کرے اور غروب سے پہلے پہلے منیٰ چھوڑ کر مکہ آجائے، اگر غروب کے بعد صبح صادق تک رات منیٰ میں رک گیا، تو پھر ۱۳رذی الحجہ کو زوال کے بعد تینوں شیطانوں کی رمی کر کے آنا پڑے گا۔

طوافِ زیارت ۱۰، ۱۱رتاریخ میں دن رات میں جب چاہے کرسکتا ہے، البتہ ۱۲رذی الحجہ کو غروب سے پہلے پہلے کرنا ہوگا، رات میں نہیں کرسکتا، ورنہ دم واجب ہوگا۔

ایامِ منیٰ کی راتیں، مزدلفہ میں گذارنے کی مجبوری

منیٰ کی حدود شرعاً متعین ہیں، اور سعودی حکومت نے حدودِ منیٰ کی ابتدا وانتہا کو بتلانے والے بڑے بڑے علامتی بورڈ بھی نصب کر رکھے ہیں، مگر موسمِ حج ۱۴۲۰ھ سے حکومتِ سعودیہ نے خیموں کے نظام کو مزید محفوظ و مستحکم کرنے کے لیے خیمے قائم کرنے کو منیٰ تک محدود نہ رکھتے ہوئے مزدلفہ کے اندر دور تک پھیلایا ہے، اور مزدلفہ کے اندر بنے ہوئے خیموں میں ہزاروں کی تعداد میں حجاجِ کرام کے قیام کا نظم کیا ہے۔

منیٰ کے دنوں کی راتیں منیٰ ہی میں گذارنا امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک سنتِ مؤکدہ، اور دیگر بعض ائمہؒ کے نزدیک واجب ہے، مذکورہ بالا حالات میں یہ نہایت اہم سنت چھوٹ رہی ہے، لہٰذا مزدلفہ میں بنے ہوئے خیموں میں قیام پذیر حجاجِ کرام اگر منیٰ کی حد میں اپنی شب گذاری کا کوئی نظم کرسکیں تو بہتر ہے، ورنہ ان راتوں کو مزدلفہ میں گذارنے کی وجہ سے کوئی دم وغیرہ واجب نہ ہوگا، نیز حکومتی نظم کی مجبوری کی وجہ سے یہ حاجی ترکِ سنت کے گنہگار بھی نہ ہوں گے۔ انشاء اللہ! علاوہ ازیں عرفات

سے واپسی پر مزدلفہ کا کھلے میدان میں قیامِ شب کے بجائے ان خیموں میں شب گذاری اور فجر کی نماز پڑھ لینے کی وجہ سے وقوفِ مزدلفہ کا واجب ادا ہو جائے گا۔

حج وعمرہ کے فرائض وواجبات وبعض اصطلاحات

حج کے فرائض تین ہیں: (۱) احرام (۲) وقوفِ عرفہ (۳) طوافِ زیارت

صحت حج کی دو شرطیں ہیں: (۱) ان تینوں فرائض کو ترتیب وار ادا کرنا، یعنی پہلے احرام پھر وقوفِ عرفہ پھر طوافِ زیارت، عدمِ ترتیب سے حج فاسد ہو جائے گا۔
(۲) ان فرائض (ارکان) کو معین مکان اور مخصوص وقت میں ادا کرنا جو شریعت نے اس کے لیے مقرر کیا ہے: یعنی وقوف کو عرفات میں، طواف کو کعبہ کے گرد، وقوف کے بعد۔

حج کے واجبات چھ ہیں: (۱) وقوف مزدلفہ (۲) سعی صفا مروہ (۳) رمیِ جمرات (۴) آفاقی کے لیے طوافِ قدوم (۵) حلق (۶) قارن یا متمتع کے لیے قربانی۔

عمرہ میں دو فرض ہیں: (۱) احرام (۲) طواف

عمرہ میں دو واجب ہیں: (۱) سعی (۲) حلق

''حِل'' حدودِ حرم کا وہ علاقہ ہے جو حدودِ حرم سے باہر اور میقات کے اندر واقع ہے، گویا میقات اور حدودِ حرم کے درمیان کا علاقہ ''حل'' کہلاتا ہے۔

حدودِ حرم: مکہ سے پانچ میل مدینہ کی طرف، مکہ سے سات میل طائف، عراق اور یمن کی طرف، مکہ سے دس میل جدہ کی طرف، مکہ سے دس میل جِعرّانہ کی طرف، ان حدود کے اندر کا علاقہ مع شہر مکہ ''حرم'' کہلاتا ہے۔

استلام: حجر اسود کو بوسہ دینا، یا ہاتھ سے چھونا، یا اس کی طرف دونوں ہاتھ اٹھا کر اشارہ کرنا ''استلام'' کہلاتا ہے۔

اضطباع: احرام کی چادر کو داہنی بغل کے نیچے سے نکال کر بائیں کندھے پر ڈالنا۔
جنت المعلیٰ: مکہ مکرمہ کا قبرستان۔
حجرِ اسود: سیاہ پتھر، یہ جنت کا پتھر ہے، جنت سے آنے کے وقت دودھ کی مانند سفید تھا، لیکن بنی آدم کے گناہوں نے اس کو سیاہ کر دیا، یہ بیت اللہ کے مشرقی جنوبی گوشے میں قدِ آدم کے قریب اونچائی پر بیت اللہ کی دیوار میں نصب ہے، اس کے چاروں طرف چاندی کا حلقہ چڑھا ہوا ہے۔
حرم: مکہ مکرمہ کے چاروں طرف کچھ دور تک زمین حرم کہلاتی ہے، اس کے حدود پر نشانات لگے ہوئے ہیں، اس میں شکار کھیلنا، درخت کاٹنا، گھاس جانور کو چرانا حرام ہے۔
حرمی: وہ شخص جو زمینِ حرم میں رہتا ہے، خواہ مکہ مکرمہ میں رہتا ہو یا مکہ مکرمہ سے باہر حدودِ حرم میں۔
حِل: حرم کے چاروں طرف میقات تک جو زمین ہے، اس کو ''حل'' کہتے ہیں، کیوں کہ اس میں وہ چیزیں حلال ہیں جو حرم کے اندر حرام تھیں، مکہ جاتے ہوئے پہلے میقات، پھر حِل، پھر حرم واقع ہے۔
حطیم: بیت اللہ کی شمالی جانب بیت اللہ سے متصل قدِ آدم دیوار سے کچھ حصہ زمین کا گھرا ہوا ہے، اس کو ''حطیم'' اور ''حجر'' بھی کہتے ہیں۔
ذوالحلیفہ: یہ ایک جگہ کا نام ہے، مدینہ منورہ سے تقریباً چھ میل پر واقع ہے؛ مدینہ منورہ کی طرف سے مکہ مکرمہ آنے والوں کے لیے میقات ہے، اسے آج کل ''بیرِ علی'' کہتے ہیں۔
رکن یمانی: بیت اللہ کے جنوبی مغربی گوشے کو کہتے ہیں، چوں کہ یہ یمن کی جانب ہے۔
رَمل: طواف کے پہلے تین پھیروں میں اکڑ کر شانہ ہلاتے ہوئے، قریب قریب

قدم رکھ کر ذرا تیزی سے چلنا۔
مسجد خیف: منیٰ کی بڑی مسجد کا نام ہے، جو منیٰ کی شمالی جانب میں پہاڑ سے متصل ہے۔
مسجد نمرہ: عرفات کے کنارے پر ایک مسجد ہے۔
مزدلفہ: منیٰ اور عرفات کے درمیان ایک میدان ہے، جو منیٰ سے تین میل مشرق کی طرف ہے۔
مُحَسِّر: مزدلفہ سے ملا ہوا ایک میدان ہے، جہاں سے گزرتے وقت دوڑ کر نکلتے ہیں، اس جگہ اصحاب فیل پر (جنہوں نے بیت اللہ پر چڑھائی کی تھی) عذاب نازل ہوا تھا۔
میلین اخضرین: صفا اور مروہ کے درمیان مسجد حرام کی دیوار میں دو سبز ستون لگے ہوئے ہیں جن کے درمیان سعی کرنے والے دوڑ کر چلتے ہیں۔

حج اِفراد

صرف حج کی نیت سے احرام باندھ کر حج کرنا ''اِفراد'' کہلاتا ہے۔
حج کے ہر موقع کی دعائیں اور نیت کے کلمات ہم اردو میں لکھ رہے ہیں، تاکہ بے پڑھے لوگ اپنی زبان میں اس کو ادا کرسکیں۔
صرف حج کرنے والے یعنی مُفرِد کو بمبئی ہی سے احرام باندھ لینا چاہئے، غسل کر کے یا وضو کر کے یہ نیت کرے کہ میں حج کے لیے احرام باندھتا ہوں، خواہ دل میں نیت کرے یا زبان سے کہہ لے، پھر ۲ بلاسلی چادریں ایک تہہ بند کی طرح باندھ لے اور دوسری سر پر اوڑھ لے، سر ڈھانک لے، اور دو رکعت نفل پڑھ لے، پہلی رکعت میں ''الکافرون'' دوسری رکعت میں ''قل ھو اللہ'' پڑھے، سلام پھیر کر سر کھول دے اور حج کی نیت کرے: کہ اے اللہ! میں حج کی نیت کرتا ہوں، آپ اس کو

میرے لیے آسان بنادیں اور قبول فرمالیں، یہ نیت کر کے تین مرتبہ بلند آواز سے تلبیہ پڑھے، اپنی زبان میں یوں کہے: (میں حاضر ہوں اے اللہ! میں حاضر ہوں، آپ کا کوئی شریک نہیں، میں حاضر ہوں حمد اور نعمت آپ کیلئے ہے اور ملک بھی آپ ہی کا ہے آپ کا کوئی شریک نہیں ہے) کم از کم تلبیہ کے الفاظ تو حاجی عربی میں ہی یاد کرے جو انتہائی مختصر ہیں: لَبَّیْکَ اَللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ لَبَّیْکَ لَاشَرِیْکَ لَکَ لَبَّیْکَ، اِنَّ الْحَمْدَ وَ النِّعْمَةَ لَکَ وَالْمُلْکَ لَاشَرِیْکَ لَکَ ۔ پھر دعا مانگے اور درود شریف پڑھے، کوئی درود یاد نہ ہو، تو نماز والی درود پڑھے، پیر میں دو پٹی کی چپل پہن لے، اب چلتے پھرتے لبیک پڑھتا رہے، یعنی ''میں حاضر ہوں'' ''میں حاضر ہوں'' کہتا رہے، جہاز میں سوار ہوتے وقت بسم اللہ پڑھ لے اور کہے کہ: اے اللہ! آپ نے ہی اس سواری کو ہمارے بس میں کر دیا، ورنہ ہم اس کو اپنے بس میں نہیں کر سکتے تھے، ہم آپ کے پاس لوٹ کر آنے والے ہیں۔

جدّہ اتر کر مکہ کے لیے روانہ ہو جائے، مکہ میں داخل ہوتے ہوئے کہے: اے اللہ! یہ تیرا حرم ہے، تو میرے اوپر دوزخ کو حرام کر دے اور مجھے قیامت کے دن عذاب سے بچالے، اور اپنے نیک بندوں میں شامل فرمالے اور میری توبہ قبول فرمالے! آپ توبہ قبول فرمانے والے بڑے رحیم ہیں۔

مکہ پہنچ کر غسل یا وضو کر کے حرم میں ''طوافِ قدوم'' کے لیے جائے، مفرد کے لیے یہ طوافِ قدوم سنت ہے، کعبہ پر جہاں نگاہ پڑے تو آنکھ بند کرنے سے پہلے پہلے دعا کر لے، اس وقت دعا قبول ہوتی ہے۔

۳ مرتبہ اللہ اکبر کہے، لا الٰہ اِلا اللہ واللہ اکبر کہے، اور لبیک کہتا ہوا یعنی میں حاضر ہوں کہتا ہوا کعبہ کی طرف چلے، اور حجرِ اسود کے سامنے جہاں زمین پر کالی پٹی بنی ہے پہنچ کر طواف شروع کرنے سے پہلے تلبیہ بند کر دے، طواف اور سعی کے دوران تلبیہ نہ پڑھے، اس وقت طواف میں ''رمل'' اور ''اضطباع'' کرے، یعنی تین طوافوں میں تیز اور اکڑ کر چلے اور دائیں ہاتھ کی بغل سے چادر نکال کر بائیں کاندھے پر

ڈالے، طواف کی نیت اس طرح کرے: اے اللہ میں تیرے گھر کا طواف کرتا ہوں، میرے لیے اس کو آسان فرمادے اور قبول فرمالے، حجر اسود کی طرف منہ کر کے دونوں ہاتھ کانوں تک اٹھا کر "بِسْمِ اللّٰہِ اَللّٰہُ اَکْبَر وَلِلّٰہِ الْحَمْد" پڑھ کر دونوں ہاتھوں کی ہتھیلیوں سے حجر اسود کی طرف اشارہ کر کے ہتھیلیوں کو چوم لے، پھر دروازے کی سمت پر مطاف میں دائیں جانب چکر لگائے، طواف کے دوران تیسرا کلمہ پڑھتا رہے، کعبہ کی طرف نہ دیکھے، سامنے نگاہ رکھ کر طواف کرے، چکر لگاتے ہوئے ہر چکر میں حجر اسود کے سامنے جب کالی پٹی پر پہنچے، تو منہ کعبہ کی طرف کر کے "بِسْمِ اللّٰہِ اَللّٰہُ اَکْبَر" کہہ لیا کرے اور دونوں ہاتھوں کی ہتھیلیوں کو حجر اسود کی طرف کر کے چوم لیا کرے۔

رکنِ یمانی اور حجر اسود کے درمیان "رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا" پڑھتا رہے، اور رکنِ یمانی کو طواف کے دوران اس کے پاس سے گذرتے ہوئے اس کو ہاتھ لگا سکے تو لگا لیا کرے، نہ لگا سکے تو اس کی طرف ہاتھ اٹھا کر اشارہ نہ کرے، اور نہ ہی ہاتھ کو چومے، بعض مرتبہ لوگ رکن یمانی سے عطر مل دیتے ہیں اس سے ہاتھ لگاتے وقت حاجی کے ہاتھ سے عطر لگ جاتا ہے، جو حالتِ احرام میں ممنوع ہے، اگر ایسا نظر آئے تو ہاتھ نہ لگائے، جب سات طواف اس طرح مکمل ہو جائیں کہ ہر طواف حجر اسود سے شروع ہو اور اس کی طرف دونوں ہتھیلیوں سے اشارہ کر کے ہتھیلیوں کو چوم کر طواف کیا کرے، اس کے بعد دو رکعت مقام ابراہیم پر آ کر اس طرح پڑھے کہ کعبہ اور مقامِ ابراہیم سامنے رہے، خود مقام ابراہیم کے پیچھے کھڑا ہو اور مقام ابراہیم نمازی اور کعبہ کے درمیان رہے، مگر یہ ضروری نہیں اگر بھیڑ ہو تو مطاف میں کسی بھی جگہ دو رکعت پڑھ لے، یہ دو رکعت واجب ہے، طواف کے فوراً بعد پڑھ لے۔

البتہ مکروہ وقت میں مثلاً طلوعِ شمس اور غروبِ شمس اور استویٰ کے وقت نہ پڑھے، اگر طواف عصر کے بعد کیا ہے، تو طواف کے بعد طواف کی دو رکعت نہ پڑھے، طواف تو مکروہ وقت میں جائز ہے، مگر طواف کے بعد کی دو رکعتیں مکروہ وقت میں

جائز نہیں، یہ دو رکعت طواف کے بعد کی ہر طواف کے بعد واجب ہے، چاہے طواف فرض ہو یا واجب، سنت ہو یا نفل ہو، پھر اگر موقع ملے تو ملتزم پر جو کعبہ کے دروازے اور حجرِ اسود کے درمیان کعبہ کی دیوار کا حصہ ہے وہاں دیوار پر دونوں ہاتھ لمبے کر کے چپکا کر سینہ دیوار سے چپکا کر خوب دعا کرے، اس کے بعد زمزم پینے کی جہاں جگہ ہے وہاں زمزم پیئے، زمزم پیتے وقت دعا کرے: اے اللہ! میرا رزق بڑھا دے، مجھے رزق دے، شفا دے، علم دے! پھر حجر اسود کے سامنے آکر ''بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُ أَكْبَرُ وَ لِلّٰهِ الْحَمْد'' پڑھے اور اس کی طرف اشارہ کر کے ہتھیلیوں کو چوم کر سعی کے لیے چلے، اور نیت کرے کہ: اے اللہ! میں سعی کرتا ہوں اس کو میرے لئے آسان کر دے اور اس کو قبول فرمالے، سعی صفا پہاڑ سے شروع کرے، صفا پر پہونچ کر ''بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُ أَكْبَر وَ لِلّٰهِ الْحَمْد'' پڑھے اور دعا کرے، سعی کرتے ہوئے درمیان میں تیسرا کلمہ پڑھتا رہے، صفا مروہ کے درمیان جہاں سبز کھمبے لگے ہوئے ہیں، ان کے درمیان ذرا تیزی سے دوڑ کر فاصلے کو طے کرے مروہ پر جاتے ہوئے بھی، اور صفا کی طرف آتے ہوئے بھی ان سبز ستونوں کی جگہ کو دوڑ کر طے کرے، البتہ عورتیں نہ دوڑیں، اور تیسرا کلمہ درمیان میں پڑھتا رہے، ہر مرتبہ صفا پر چڑھ کر اور مروہ پر چڑھ کر ''بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُ أَكْبَر وَ لِلّٰهِ الْحَمْدُ'' پڑھ لیا کرے، سعی کے بعد دو رکعت مطاف میں کسی بھی جگہ اگر مکروہ وقت نہ ہو تو پڑھ لے، ورنہ بعد میں پڑھ لے، یہ دو رکعت سنت ہے، سعی کے بعد حلق نہ کرائے کہ اس کو ابھی حج کرنا ہے، کیوں کہ یہ مُفرِد ہے، یعنی صرف حج کر رہا ہے، اس کے بعد مسلسل حالتِ احرام میں رہے، البتہ عمرہ نہ کرے، آٹھ ذی الحجہ کو حرم سے منیٰ کے لیے اس طرح روانہ ہو کہ ظہر کے وقت پہونچ جائے اور اگر آٹھ ذی الحجہ کو جمعہ ہو تو زوال سے پہلے منیٰ جانا جائز ہے اور اگر زوال تک نہ جا پائے تو اب جمعہ پڑھ کر جائے، اگر چہ ایام حج میں منیٰ میں بھی جمعہ جائز ہے اور وہاں پانچ نمازیں ظہر، عصر، مغرب، عشا، اور دوسرے دن ۹/ ذی الحجہ کی فجر پڑھے، اگر آٹھ تاریخ تک مکہ میں قیام کے پندرہ دن مکمل نہ ہوئے ہوں، تو اب

منیٰ، مزدلفہ، عرفات میں قصر نمازیں پڑھے، نو تاریخ کو اشراق کے بعد منیٰ سے عرفات کے لیے روانہ ہو جائے اور میدان عرفات میں جہاں چاہے قیام کرے، اگر ''مسجدِ نمرہ'' میں جگہ مل جائے تو وہاں ٹھہرے، اور وہاں اگر امامِ حج نماز ظہر اور عصر جمع کرکے پڑھائیں اور امام و حاجی دونوں مسافر ہوں تو دو رکعت ظہر اور دو رکعت عصر ان کے پیچھے ایک اذان اور دو اقامتوں کے ساتھ ادا کرے اور اگر امام مسافر ہے اور حاجی مقیم ہو، تو ظہر کے بعد اپنی دو رکعت پوری کرے اور عصر کے بعد دو رکعت پوری کرے لیکن وہاں امام کا مسافر یا مقیم ہونا معلوم نہیں ہوتا، اس لئے احتیاط یہی ہے کہ اپنے خیمے ہی میں ظہر اپنے وقت پر اور عصر اپنے وقت پر تنہا یا ساتھیوں کے ساتھ جماعت سے پڑھ لے، جمع بین الصلاتین نہ کرے کہ اس کے لیے امامِ حج کا ہونا ضروری ہے، اور اگر امامِ حج کے ساتھ نماز نہ ملے، تو پھر دونوں نمازیں ایک وقت میں ساتھیوں کے ساتھ جمع نہ کرے، بلکہ ہر نماز اپنے اپنے وقت میں پڑھے، تنہا پڑھے، چاہے جماعت سے پڑھے، عرفات میں تلاوت و دعا اور نوافل میں مصروف رہے اور غروب کے بعد تک عرفات میں قیام کرے، غروب کے بعد روانہ ہو، غروب سے پہلے روانہ ہونا ممنوع ہے، غروب کے بعد بلا مغرب پڑھے مزدلفہ کے لیے روانہ ہو جائے اور مغرب کا وقت ختم ہو جائے مگر مغرب راستے میں نہ پڑھے، مزدلفہ آکر عشا کے وقت میں پہلے مغرب کے فرض پڑھے، چاہے ساتھیوں کے ساتھ جماعت سے پڑھے، چاہے تنہا پڑھے، ہر شکل میں ایک وقت میں ہی دونوں نمازوں کے فرض ایک اذان اور ایک اقامت کے ساتھ جمع کرے، عشاء کے فرض کے بعد مغرب کی سنتیں اور پھر عشا کی سنتیں اور وتر پڑھے، رات مزدلفہ میں قیام واجب ہے چاہے رات کا تھوڑا ہی حصہ وہاں گذارے، مزدلفہ میں ۱۰ ر ذی الحجہ کی صبح فجر کی نماز اندھیرے میں پڑھ کر تھوڑا دن نکلتے ہی منیٰ کو آجائے، یہاں زوال سے پہلے بڑے شیطان کو کنکریاں مارے، کنکری مارنا شروع کرتے ہی تلبیہ بند کردے، رمی کی کنکری دائیں ہاتھ میں لے کر مارے، ۷ رکنکریاں سات مرتبہ میں مارے، اور مارتے ہوئے ہر مرتبہ ''بِسْمِ

اللّٰہِ اَللّٰہُ اَکْبَر" کہہ کر رمی کرے، اور کنکریاں مار کر وہاں دعا نہ کرے، اس لیے کہ بڑے شیطان کے ستون کی رمی کے بعد تینوں دن حاجی کو روانہ ہونا ہوتا ہے، نیز اس کی رمی کے بعد دعا کا ثبوت بھی نہیں ہے، اس کے بعد منیٰ ہی میں یا مکہ آکر حلق کرالے، "مُفْرِدْ" کے اوپر قربانی واجب نہیں ہے، ہاں اگر ایسا مسافر ہو یعنی مکہ میں آٹھ تاریخ تک پندرہ دن ہوگئے ہوں، تو اس پر عیدالاضحیٰ والی قربانی واجب ہوگی، وہ چاہے وہاں کرے، یا اپنے وطن اطلاع کروا کر وہاں کرادے، حلق کے بعد احرام کھول دے اور مکہ آکر سلے کپڑے پہن کر طوافِ زیارت کرلے اور اس کے بعد ۲ رکعت واجب طواف پڑھ لے، پھر ملتزم پر آکر دعا کرے، پھر جاکر زمزم پی لے، مفرد (صرف حج کرنے والا) کیوں کہ طوافِ قدوم میں رمل، اضطباع اور اس کے بعد سعی کر چکا تھا، لہٰذا اب طوافِ زیارت میں "رمل، اضطباع" اور اس کے بعد سعی کرنے کی ضرورت نہیں، اور اگر پہلے طواف یعنی طوافِ قدوم کے ساتھ یہ سب نہیں کیا ہو تو اب طوافِ زیارت میں رمل، اضطباع اور اس کے بعد سعی کرلے اور اس کے بعد دس کا دن گزار کر رات تک منیٰ آجائے، اور گیارہ کو زوال کے بعد تینوں جمرات کی رمی کرے، پہلے چھوٹے شیطان کو سات کنکری مارے، ہر کنکری مارتے ہوئے "بِسْمِ اللّٰہِ اَللّٰہُ اَکْبَرُ" پڑھے، اس کے بعد وہاں دعا کرے، پھر درمیانی شیطان کو کنکری مارے اور وہاں دعا کرے، پھر بڑے شیطان کو کنکری مارے، مگر یہاں دعا نہ کرے، پھر رات منیٰ ہی میں رہے، ۱۲ر کو پھر زوال کے بعد اسی ترتیب سے تینوں شیطانوں کی رمی کرے، اور بڑے شیطان کی رمی کے بعد وہاں دعا نہ کرے، پھر مکہ آجائے اور یہاں جب تک رہنا ہے نفلی طواف کرتا رہے، ۱۳ر کے بعد عمرہ بھی کرسکتا ہے، جب مکہ سے گھر یا مدینہ کیلئے واپسی ہو، تو طوافِ وداع کرکے واپس ہو، یہ طواف واجب ہے، اس طواف میں "رمل اضطباع" نہیں ہے اور نہ اس کے بعد سعی ہے، صرف طواف کے بعد کی ۲ رکعت مقام ابراہیم پر پڑھ کر چلا آئے، اتنے افعال سے فریضہ ادا ہوجائے گا اور اتنے افعال پر مالی قدرت پر حج فرض ہوجاتا ہے، البتہ اگر

اللہ وسعت دے تو مدینہ جاکر وہاں کی زیارت، مسجدِ نبوی میں نمازیں اور متبرک مقامات کی زیارت کا شرف حاصل کرے، جو اس سفر کا بڑا سرمایہ ہے، اگر دعا اور ارادہ کرلیا جائے گا، تو اللہ تعالیٰ وسعت اور ضروری اسباب مہیا فرمادیں گے، اور اگر وہاں آٹھ دن رہنے کا موقع مل جائے، تو وہاں ۴۰ نمازیں ہو جائے گی جس کی بڑی فضیلت آئی ہے۔

افعال حجِ اِفراد

احرام	شرط
طوافِ قدوم	سنت
وقوفِ عرفہ	رکن
وقوفِ مزدلفہ	واجب
رمی جمرۂ عقبہ	واجب
قربانی	اختیاری
سر منڈانا	واجب
طوافِ زیارت	رکن
مبیتِ منیٰ	سنت
سعی	واجب
رمی جمار	واجب
طوافِ وداع	واجب

حجِ تمتّع

''حجِ تمتع'' یعنی وہ حج جس میں حج کے ساتھ ساتھ حج کے مہینوں میں حج سے پہلے عمرہ کرلیا جائے۔ تمتع میں بمبئی سے ہی صرف عمرہ کا احرام باندھ لے، احتیاط اسی میں ہے، اگر چہ بعض علما جدّہ سے بھی احرام باندھنے کی اجازت دے رہے ہیں، عمرہ کی نیت اس طرح کرے: اے اللہ میں عمرہ کا احرام باندھتا ہوں، آپ اس کو میرے لیے آسان کردیں اور قبول فرمالیں، پھر ۳/ بار تلبیہ پڑھ لے، یہ کلمات تین بار کہہ لے: میں حاضر ہوں، اے اللہ! میں حاضر ہوں، اے اللہ! میں حاضر ہوں، اے اللہ! آپ کا کوئی شریک نہیں، حمد ونعمت آپ ہی کے لائق ہیں، ملک بھی آپ کا ہی ہے، آپ کا کوئی شریک نہیں۔

مکہ پہنچ کر غسل یا وضو کر کے عمرہ کا طواف کرے، طواف کیلئے یہ نیت کرے: اے اللہ! میں طواف کی نیت کرتا ہوں، اس کو میرے لیے آسان فرمادیں، اور قبول فرمالیں، طواف مطاف میں جہاں کالی پٹی بنی ہے، اس کے پاس جاکر حجرِ اسود کی طرف منھ کر کے ہاتھ کی ہتھیلی اس طرف کر کے چوم لے، اگر ممکن ہو تو خود حجر اسود کو چوم لے، اس کے بعد دائیں طرف سے طواف شروع کرے، طواف کے دوران کعبہ کی طرف نہ دیکھے، درمیان طواف '' رَبَّنَـا اٰتِنَـا فِیْ الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّفِیْ الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَقِنَـا عَـذَابَ النَّارِ '' پڑھتا رہے، رکنِ یمانی سے حجر اسود تک کے فاصلہ پر وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ کے بعد '' وَاَدْخِلْنَا الجنةَ مَعَ الْاَبْرَارِ یَاعَزِیْزُ یَا غَفَّار '' بھی پڑھتا رہے، جب بھی حجر اسود کے سامنے پہنچے، تو اس کو بوسہ دے سکے تو بوسہ دے یا ہاتھ کے اشارہ کے بعد ہاتھ چوم لیا کرے، جب سات چکر لگا چکے، تو مقامِ ابراہیم کے سامنے آکر یا جہاں مطاف میں جگہ ملے وہاں کھڑے ہو کر ۲/ رکعت طواف

کے ختم پر پڑھ لے، اس کے بعد سعی کرے، صفا سے شروع کرے مروہ پر ختم کرے، سعی کے بعد دو رکعت نفل مطاف میں کسی بھی جگہ پڑھ لے، اس کے بعد حلق کرالے، اب احرام کھول کر سلے کپڑے پہن کر مکّہ میں رہے، نفلی طواف کرتا رہے، نفلی عمرے بھی کرسکتا ہے۔

۸/ذی الحجہ کو پھر حدودِ حرم میں حج کی نیت کرے: اے اللہ! میں حج کا احرام باندھتا ہوں، میرے لیے اس کو آسان کردے اور قبول فرمالے، پھر دو رکعت پڑھ کر تلبیہ پڑھ لے: میں حاضر ہوں، اے اللہ! میں حاضر ہوں، حمد و نعمت اور حکومت آپ کی ہی ہے، آپ کا کوئی شریک نہیں ہے، تلبیہ کے الفاظ تین مرتبہ کہہ لے۔

پھر منیٰ جائے، وہاں ۹/تاریخ کی صبح تک ٹھہرنا ہے، ۸/تاریخ کی ظہر، عصر، مغرب، عشا، اور ۹/تاریخ کی فجر وہاں پڑھ کر دن نکلنے کے بعد اشراق پڑھ کر عرفات چلا جائے، راستے میں تلبیہ پڑھتا رہے، عرفات میں جو حصہ میدانِ عرفات کہلاتا ہے، وہاں بورڈ لگے ہوئے ہیں، اسی حصے کے اندر دن گذارے، اگر وہاں امامِ حج کے ساتھ نماز کا موقع ملے، تو ظہر عصر دونوں نمازیں جمع کرے، ایک اذان ہوگی، اس کے بعد ایک تکبیر ہوگی، پھر ظہر ہوگی، ظہر کے بعد پھر عصر کی تکبیر ہوگی، اس کے بعد عصر پڑھی جائے گی، عرفات میں غروبِ آفتاب تک رہے، غروب سے پہلے ہرگز نہ چلے، غروب کے بعد مغرب پڑھے بغیر مزدلفہ کے لیے روانہ ہو جائے، راستے میں بھی مغرب نہ پڑھے۔

مزدلفہ پہنچ کر مغرب اور عشا ایک اذان اور ایک اقامت سے پڑھے، چاہے جماعت سے پڑھے چاہے تنہا، ہر شکل میں دونوں نمازیں ایک ہی وقت میں جمع کر کے پڑھے، عشا کے بعد مغرب اور عشا کی سنتیں پڑھے، ۱۰ر کی صبح منیٰ آکر رمی کرے، پھر قربانی کرے، پھر حلق کرائے، حلق منیٰ یا مکہ میں کہیں بھی کراسکتا ہے، حلق کے بعد احرام ختم ہوگیا، اب سلے کپڑے پہن کر ظہر سے پہلے یا ظہر کے بعد طوافِ زیارت کر لے، اس طواف میں تین چکروں میں ''رمل اور اضطباع'' کرے، لیکن اگر ۸/ذی الحجہ

کو منٰی جانے سے پہلے ایک نفلی طواف رمل اور اضطباع کے ساتھ کرلیا ہو اور سعی کر لی ہو، تو اب ۱۰ رتاریخ کے طواف زیارت کے بعد طواف میں رمل اور اضطباع اور اس کے بعد سعی کرنے کی ضرورت نہیں ہے، صرف طوافِ زیارت کرے، طواف سے فارغ ہو کر مقامِ ابراہیم کے سامنے کھڑے ہو کر یا مطاف میں کسی جگہ ۲ ررکعت پڑھ لے، پھر سعی کرے، سعی کے بعد مطاف میں ۲ ررکعت پڑھ لے پھر منٰی چلا جائے، ۱۱، ۱۲ ر تک وہاں رہ کر رمی کر کے لوٹ آئے، یہ رمی تینوں جمروں کی زوال کے بعد ہو گی ۱۲ ر کی رمی کے بعد مکہ آ کر قیام کرے، وطن لوٹنے سے پہلے تک مکہ میں قیام کے دوران نفلی طواف وعمرے کرتا رہے، وطن واپسی کے وقت طوافِ وداع کر کے واپس ہو، یہ طواف واجب ہے۔

افعالِ حجِ تمتُّع

احرام عمرہ	شرط
طوافِ عمرہ مع رمل (رمل سنت ہے)	رکن
سعی عمرہ	واجب
سر منڈوانا	واجب
آٹھویں ذی الحجہ کو حج کا احرام باندھنا	شرط
وقوفِ عرفہ	رکن
وقوفِ مزدلفہ	واجب
رمی جمرۂ عقبہ	واجب
قربانی	واجب
سر منڈوانا	واجب
طوافِ زیارت	رکن
مبیتِ منیٰ	سنت
سعی	واجب
رمی جمار	واجب
طوافِ وداع	واجب

حجِ قران

حج کے مہینوں میں بمبئی سے ہی احرام باندھ کر ۲؍رکعت پڑھ کر حج اور عمرہ کی ایک ساتھ نیت کرلی جائے کہ: اے اللہ! میں حج اور عمرہ کی نیت کرتا ہوں، آپ اس کو میرے لیے آسان فرمادیں، اوران کو قبول فرمالیں، پھراس طرح تین مرتبہ تلبیہ پڑھ لیا جائے، میں حاضر ہوں اے اللہ! میں حاضر ہوں، میں حاضر ہوں، آپ کا کوئی شریک نہیں، حمد ونعمت اور ملک آپ کا ہی ہے، آپ کا کوئی شریک نہیں۔

پھر مکہ شریف آکر عمرہ کرلیا جائے، عمرہ کے طواف میں رمل اور اضطباع بھی کیا جائے، طواف کے بعد دو رکعت نمازِ طواف مقامِ ابراہیم کے سامنے پڑھ کر ملتزم پر لپٹ کر دعا کرے، اگر وہاں تک پہنچنا ممکن ہو، اس کے بعد زم زم پینے جائے، اس کے بعد حجر اسود کو بوسہ دے کر یا اس کی طرف ہاتھ سامنے کر کے ان کو چوم کر سعی کو جائے، سعی سے فارغ ہو کر ۲؍رکعت سعی کی پڑھے، پھر طوافِ قدوم کرلے، اگر اس طوافِ قدوم میں حج کی یعنی طوافِ زیارت کی بھی سعی کرنی ہو، تو اس طواف میں رمل اور اضطباع بھی کرے، ورنہ ضرورت نہیں۔ طوافِ قدوم کے بعد قارن کو سعی کرلینا افضل ہے، ورنہ طوافِ زیارت کے بعد سعی کرنی ہوگی، اس کے بعد ۸؍ذی الحجہ تک مکہ شریف میں احرام ہی کی حالت میں رہے، ۸؍ذی الحجہ کو منٰی میں جا کر وہ ہی سب افعال کرے جو حجِ افراد میں کیے جاتے ہیں، قارن کو دمِ شکر میں قربانی کرنی ضروری ہے، وہ واجب ہے، جو بڑے جانور میں ساتواں حصہ لے کر بھی ادا ہو جائے گی، دمِ قران کی قربانی کا گوشت قارن کو کھانا جائز ہے۔

دمِ قران کی نیت: میں یہ قربانی قران کے شکر میں کرتا ہوں۔

قارن کے لیے یہ نیت ضروری ہے تاکہ دمِ جنایت سے امتیاز ہو جائے۔ دمِ قران

حدودِ حرم اور ایامِ نحر میں دینا واجب ہے۔

طواف زیارت: ۱۰ ذی الحجہ سے لے کر ۱۲ ذی الحجہ کے غروب سے پہلے تک کرنے کی گنجائش ہے۔

احناف کے یہاں قِران اس لیے افضل ہے کہ قِران میں حج و عمرہ کی نیت حاجی اپنے وطن کی میقات سے کر کے آتا ہے، گویا حج اور عمرہ دونوں وطنی میقاتی ہیں، بخلاف تمتع کے کہ اس میں وطن کی میقات سے صرف عمرہ کی نیت کر کے آتا ہے اور حج کی نیت مکہ سے کرتا ہے، گویا اس کا عمرہ وطنی میقاتی اور حج مکی ہوتا ہے اور مُفرِد وطن کی میقات سے صرف حج کی نیت کر کے آتا ہے، اور اگر عمرہ بعد میں کرے گا تو وہ مکی عمرہ ہوگا اس کی نیت مکہ سے ہوگی، اور ظاہر ہے جس عبادت کی نیت جتنی دور اور وطن کی میقات سے ہوگی، اس کی اہمیت اتنی ہی ہوگی، اس لئے قِران افضل ہے، جیسے ایک آدمی گھر سے وضو کر کے مسجد آئے اور ایک مسجد میں آکر وضو کرے، دونوں میں فرق ہوگا، گھر سے وضو کر کے مسجد میں آنے والے کا ثواب زیادہ ہوگا۔

افعالِ حجِ قران

احرامِ حج و عمرہ	شرط
طوافِ عمرہ مع رمل (رمل سنت ہے)	رکن
سعیِ عمرہ	واجب
طوافِ قدوم مع رمل	سنت
حج کی سعی	واجب
وقوفِ عرفہ	رکن
وقوفِ مزدلفہ	واجب
رمیِ جمرۂ عقبہ	واجب
قربانی	واجب
سر منڈانا	واجب
طوافِ زیارت	رکن
مبیتِ منیٰ	سنت
رمیِ جمار	واجب
طوافِ وداع	واجب

چند غلطیاں جو حج وعمرہ میں کی جاتی ہیں

احرام کی غلطیاں: بغیر احرام باندھے میقات سے آگے گزر جانا، یہاں تک کہ جدہ یا میقات کے حدود کے اندر پہونچ جانا اور وہاں سے احرام باندھنا غلطی ہے۔

طواف کی غلطیاں: حجرِ اسود سے پہلے طواف شروع کرنا جب کہ واجب یہ ہے کہ طواف کی ابتدا حجر اسود سے ہو۔ (۲) طواف کے ساتوں چکروں میں رمل کرنا۔ (۳) حجر اسود کو بوسہ دینے کے لیے شدت سے مزاحمت کرنا کہ نوبت گالی گلوچ اور مار پیٹ تک پہونچ جائے۔ (۴) خانہ کعبہ کے تمام گوشوں کا استلام کرنا جب کہ حجر اسود اور رکن یمانی کے علاوہ خانہ کعبہ کے کسی بھی جز کا استلام نہیں ہے۔ (۵) طواف میں آواز بلند کرنا کہ دوسروں کو تشویش ہو۔ (۶) مقامِ ابراہیم کے پاس دو رکعت پڑھنے کے لیے مزاحمت کرنا جب کہ مسجدِ حرام میں کسی بھی جگہ پڑھ لے ادا ہو جائے گی۔

سعی کی غلطیاں: بعض لوگ سعی کے درمیان پورا وقت دوڑتے ہیں، جب کہ سنت صرف دو ہرے ستون کے درمیان دوڑنا ہے۔

میدان عرفات کی غلطیاں: (۱) بعض حُجاج حدود عرفات کے باہر ہی پڑاو ڈال دیتے ہیں اور باہر سے ہی واپس چلے جاتے ہیں یہ بہت بڑی غلطی ہے اس سے حج فوت ہو جاتا ہے۔

(۲) بعض حاجی غروب سے پہلے ہی عرفہ سے لوٹ جاتے ہیں، ایسا کرنا صحیح نہیں ہے۔

(۳) بعض لوگ جبلِ عرفات کی چوٹیوں تک پہونچنے کے لیے ازدحام اور دوسروں کی ایذا رسانی کا سبب بنتے ہیں۔

(۴) بعض لوگ دعا کرتے وقت جبلِ عرفات کی طرف رخ کرتے ہیں جب کہ سنت

قبلہ کی طرف رخ کرنا ہے۔

مزدلفہ کی غلطیاں: (۱) کچھ لوگ ایسا کرتے ہیں کہ مزدلفہ پہونچتے ہی مغرب و عشا سے پہلے کنکریاں چننا شروع کردیتے ہیں اور یہ سمجھتے ہیں کہ کنکریاں مزدلفہ ہی سے ہوں۔

رمی کی غلطیاں: (۱) بعض لوگ رمی کرتے وقت یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ وہ بعینہٖ شیطان کو مار رہے ہیں، اس لیے ان شیاطین کے خلاف غصہ کا اظہار کرتے ہیں اور گالیاں بھی دیتے ہیں جب کہ وہ ستون صرف علامت ہیں۔

(۲) رمی کے لیے بڑے پتھر جوتے یا لکڑی کا استعمال دین میں غلو اور زیادتی ہے، چھوٹی کنکریاں جو بکری کی مینگنی کے برابر ہوں استعمال کرے۔

(۳) رمی کرتے وقت دھکا مکی اور مار دھاڑ کرنا خلافِ شرع ہے۔

(۴) تمام کنکریاں ایک ساتھ مارنا صحیح نہیں اگر اس طرح کنکریاں ماری تو سب ایک ہی شمار ہوں گی۔

(۵) قدرت رکھتے ہوئے ازدحام سے بچنے کے لیے دوسرے کو کنکری مارنے کے لیے نائب نہ بنائے۔

زیارتِ مسجد نبوی کی غلطیاں: بعض لوگ زیارتِ قبرِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت دیواروں اور لوہے کی سلاخوں پر ہاتھ پھیرتے ہیں کھڑکیوں میں برکت کے لیے دھاگے باندھتے ہیں، پرچیاں ڈالتے ہیں، یہ سب غلط ہے اور بے ادبی ہے۔

حجِ بدل

''حج بدل'' یعنی دوسرے شخص سے حج کرانا حج کرانے والے کو آمر (یعنی حکم کرنے والا) کہتے ہیں اور جو دوسرے کے حکم سے حج بدل کرتا ہے اس کو مامور کہتے ہیں۔

عبادات کی تین قسمیں ہیں: (۱) عباداتِ مالی: جیسے زکوٰۃ، صدقہ، فطرہ یہ نائب کے ذریعے ادا کی جاسکتی ہیں، چاہے ضرورت کی وجہ سے نائب مقرر کرے یا بلاضرورت۔

(۲) عباداتِ بدنی: جیسے نماز، روزہ، یہ نائب کے ذریعے ادا نہیں کی جاسکتی ہیں۔

(۳) عباداتِ مالی اور بدنی دونوں سے مرکب: جیسے حج یہ نائب کے ذریعے سے صرف اس وقت ادا کرائی جاسکتی ہے کہ خود جس پر حج فرض ہو اور ادا کرنے پر قادر نہ ہو اگر خود قادر ہو، تو پھر دوسرے سے نہیں کرا سکتا۔

(۱) حج نفل اور عمرہ نفل دوسرے سے بہرصورت کرانا جائز ہے، یعنی چاہے کرانے والا خود قادر ہو یا نہ ہو۔

(۲) جس شخص پر حج فرض ہوگیا اور ادا کرنے کا وقت ملا، لیکن ادا نہیں کیا اور بعد میں ادا کرنے پر قدرت نہیں رہی عاجز ہوگیا، تو اس پر کسی دوسرے سے حج کرانا فرض ہے، خواہ اپنی زندگی میں کرائے یا مرنے کے بعد حج کرانے کی وصیت کر جائے، اس پر وصیت واجب ہے، اور اگر شرائطِ وجوبِ حج تو پائے گئے لیکن ادا کرنے کا وقت نہیں ملا، یا حج کو جاتے ہوئے راستے میں مر گیا، تو اس کے اوپر سے حج ساقط ہوگیا اور اس پر حج کرانے کی وصیت واجب نہیں۔

(۳) احرام کے وقت آمر کی طرف سے حج کی نیت کرنا اگر احرام کے وقت صرف حج کی نیت کی اور حج کے افعال شروع کرنے سے پہلے آمر کی طرف سے تعیین کر لی، تب

بھی درست ہے، اگر افعالِ حج شروع کرنے کے بعد اس کی طرف سے نیت کی، تو حج فرض آمر کا نہ ہوگا اور خرچہ آمر کا واپس کرنا لازم ہے۔

(۴) زبان سے یہ کہنا کہ فلاں کی طرف سے احرام باندھتا ہوں، افضل ہے ضروری نہیں، دل سے نیت کرنا کافی ہے۔

(۵) اگر آمر کا نام بھول گیا، تو صرف آمر کی طرف سے نیت کر لینا کافی ہے۔

(۶) کسی شخص پر حج فرض تھا اور اس کے حکم سے کسی نے اس کی طرف سے حج کیا اور فرض یا نفل کی کچھ نیت نہیں کی تو آمر کا حج فرض ادا ہو جائے گا اور اگر نفل کی نیت کی تو حج فرض ادا نہ ہوگا۔

(۷) جس شخص نے اپنا حج نہیں کیا اگر وہ کسی دوسرے کا حج کرے تو حج ہو جائے گا، لیکن مکروہ ہے۔

(۸) عورت کو مرد کی طرف سے یا عورت کی طرف سے حج کرنا جائز ہے، اگر محرم ساتھ ہو اور شوہر اجازت دے؛ مگر مرد سے کرانا افضل ہے۔

(۹) ایسے شخص سے حج کرانا افضل ہے جو عالم باعمل اور مسائل سے خوب واقف ہو اور اپنا حج فرض پہلے کر چکا ہو۔

(۱۰) جس آمر نے حج کا حکم کیا، مامور نے اس سال حج نہیں کیا، بلکہ دوسرے سال کیا، تو آمر کا حج ہو جائے گا اور مامور پر ضمان واجب نہ ہوگا۔

(۱۱) حج کے بعد مامور کو آمر کے وطن لوٹ کر آنا افضل ہے اگر مکہ مکرمہ میں رہ گیا، تب بھی کچھ حرج نہیں۔

(۱۲) حج بدل کرنے والے کو اتنا خرچ ملنا چاہیے کہ آمر کے وطن سے مکہ مکرمہ تک جانے اور واپس آنے کو متوسط طریق سے کافی ہو کہ نہ تنگی ہو اور نہ فضول خرچی۔

(۱۳) جس شخص پر حج فرض ہو چکا اور ادا کرنے کا وقت ملا ہے، لیکن ادا نہیں کیا، اس پر حج کرانے کی وصیت کرنی واجب ہے، اگر بلا وصیت مر جاوے گا تو گنہگار ہوگا، لیکن اگر حج فرض ہونے کے بعد اسی سال حج کو گیا اور راستہ میں مر گیا تو اس پر حج کرانے

کی وصیت واجب نہیں۔

(۱۴) حجِ بدل کرنا حجِ نفل کرنے سے افضل ہے۔

حجِ تمتع کرنا: حجِ بدل میں تمتع کرنے کا مسئلہ ذرا پیچیدہ ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ تمتع میں حج کا احرام آمر کی میقات سے نہیں ہوتا، بلکہ مکہ مکرمہ میں ۸/ذی الحجہ کو باندھا جاتا ہے۔اس لیے محتاط علما نے حجِ بدل میں تمتع کی ممانعت کی ہے، بہتر یہی ہے کہ حجِ بدل کرنے والا حجِ افراد کرے اگر آمر نے تمتع کی اجازت دی ہو تو بعض نے اس کی اجازت سے تمتع کی اجازت دی ہے اختلاف سے بچنے کے لیے ''افراد'' کرنا ہی بہتر ہے۔

حجِ بدل میں جانے والا حجِ افراد کرے، لیکن حجِ بدل میں بھیجنے والا حجِ قران کی اجازت دے تو حجِ قران بھی کرسکتا ہے، البتہ جانے والے کو قربانی خود اپنے پیسے سے کرنی پڑے گی یا پھر آمر نے اس کی بھی اجازت دی ہو، اسی طرح اچھا یہ ہے کہ حج بدل میں جانے والا حجِ تمتع نہ کرے اگرچہ آج کل بعض دشواریوں کی وجہ سے گنجائش دی ہے، چنانچہ ''۲۶، ۲۷، ۲۸/مارچ ۱۹۹۷ء کو محمود یہ حال دیوبند میں ادارۂ مباحثِ فقہیہ کی جانب سے منعقدہ چھٹے فقہی اجتماع میں'' یہ تجویز اتفاقِ رائے سے منظور ہوئی ہے جو یہ ہے: حجِ بدل کا اصل حکم تو یہی ہے کہ مأمور حجِ افراد کرے، لیکن اگر آمر یا وصی تمتع کی اجازت دے، تو تمتع درست ہے اور اگر آمر دمِ تمتع کی بھی اجازت دے چاہے اجازت صراحتاً ہو یا دلالتاً تو قربانی بھی اسی کی طرف سے کر سکتا ہے، ورنہ مامور اپنی طرف سے قربانی کرے۔

(نوٹ): (۱) جس پر خود حج فرض نہیں ہے اور اس نے پہلے حج نہیں کیا ہے، اس کو حج بدل کے لیے جانا امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک جائز ہے، لیکن بہتر یہ ہے کہ حج بدل کے لیے اس کو بھیجا جائے جس نے اپنا حج کرلیا ہو۔

(۲) جس پر حج فرض ہوگیا ہے اور ابھی ادا نہیں کیا ہے، اس کو حج بدل کے لیے جانا جائز نہیں ہے۔

عمرہ

عمرہ: عمرہ کے معنیٰ لغت میں مطلق زیارت کے ہیں اور اصطلاح میں میقات یا حِل سے احرام باندھ کر بیت اللہ کا طواف اور صفا مروہ کی سعی کرنے کے ہیں؛ عمرہ کو حجِ اصغر بھی کہتے ہیں؛ عمرہ تمام عمر میں ایک مرتبہ بشرطِ استطاعت وقدرت سنتِ مؤکدہ ہے۔

عمرہ کے لیے میقات سے مثل احرامِ حج عمرہ کا احرام باندھے اور احرام کے محرمات ومکروہات سے بچے اور مکہ مکرمہ میں ان ہی آداب کو ملحوظ رکھ کر داخل ہو، جو پہلے گذر چکے ہیں اور مسجد حرام میں باب السلام سے داخل ہو اور بعض نے کہا ہے کہ باب العمرہ سے داخل ہو اور پھر ''رمل'' و''اضطباع'' کے ساتھ طواف کرے اور پہلے استلام حجر اسود کا کرے، تلبیہ موقوف کردے اور طواف کے بعد دوگانہ طواف پڑھ کر حجرِ اسود کا استلام کر کے باب الصفا سے نکل کر مثلِ حج سعی کرے اور حجامت بنوا کر حلال ہوجائے اور سعی کے بعد دو رکعت مطاف کے کنارے پر پڑھے، بس عمرہ ہو گیا۔

فرائضِ عمرہ: عمرے میں دو فرض ہیں: (۱) حرام (۲) طواف، اور احرام کے لیے تلبیہ اور نیت دونوں فرض ہیں، اور طواف کے لیے صرف نیت فرض ہے۔

واجبات عمرہ: صفا اور مروہ کے درمیان سعی کرنا، سر کے بالوں کو منڈوانا۔

عمرہ تمام سال میں کرنا جائز ہے، صرف پانچ روز (یعنی ۹ رذی الحجہ سے ۱۳ رتک) میں عمرہ کا احرام باندھنا مکروہِ تحریمی ہے۔

مسئلہ: رمضان میں عمرہ کرنا مستحب اور افضل ہے، رمضان کا عمرہ ایک حج کے برابر ہے، اور ایک روایت میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ رمضان کے عمرے کا ثواب اس حج کے برابر ہے جو میرے ساتھ کیا ہو۔

مسئلہ: مُتمتّع مکہ معظمہ کے دورانِ قیام حج سے پہلے جتنے چاہے نفلی عمرے کر سکتا ہے۔

مقاماتِ قبولیتِ دعا

یوں تو مکہ معظّمہ میں ہر جگہ دعا قبول ہوتی ہے، لیکن بعض خاص خاص مقامات پر خصوصیت سے دعا قبول ہوتی ہے اس لیے ان مقامات پر خصوصی طور پر دعا کرنی چاہیے۔

(۱) مطاف: یعنی طواف کرنے کی جگہ۔

(۲) ملتزم: یعنی بیت اللہ کے دروازہ اور حجرِ اسود کے درمیان، جو بیت اللہ کی دیوار ہے۔

(۳) میزابِ رحمت: یعنی بیت اللہ کے پرنالے کے نیچے۔

(۴) بیت اللہ شریف کے اندر۔

(۵) زم زم کے کنویں کے پاس۔

(۶) مقامِ ابراہیم کے پیچھے۔

(۷) صفا پہاڑی پر۔ (۸) مروہ پہاڑی پر۔

(۹) مسعیٰ: یعنی صفا اور مروہ کے درمیان سعی کرنے کی جگہ میں، خصوصاً ''میلین اخضرین'' کے درمیان۔

(۱۰) میدانِ عرفات میں۔

(۱۱) مزدلفہ میں، خصوصاً مشعرِ حرام میں۔

(۱۲) منیٰ میں۔ (۱۳) جمرات کے پاس۔

(۱۴) بیت اللہ پر نظر پڑنے کے وقت۔

(۱۵) حطیم کے اندر۔

(۱۶) رکنِ یمانی اور حجرِ اسود کے درمیان۔

زائرین حرم کے لیے ضروری ہدایات

(۱) اظہارِ حیثیتِ عرفی سے اجتناب: حج کا سفر اور حج کی عبادت کیونکہ سراپا عجز و نیاز اور بندے کی طرف سے اپنی بندگی، غلامی اور سرافگندگی کا مکمل مظاہرہ ہے، اس لیے اس موقع کا تقاضا ہے کہ اہلِ ثروت، سجّادگان اور ذی وجاہت شخصیات کی حیثیتِ عرفی جو اپنے اپنے مقام پر ان کو حاصل ہے اور متوسلین کے جو حلقے ان کے اردگرد قائم رہتے ہیں، یہ حضرات اس حیثیتِ عرفی کا ظہور کم از کم حرمین شریفین جیسے مقدس ترین مقامات اور حضورؐ کے دربارِ عالی کی حاضری کے وقت نہ ہونے دیں۔ متوسلین کو اس موقع پر پیچھے پیچھے چلنے اور حلقے بنانے سے روکیں اور اس مقام پر اپنی عاجزی اور بندگی کو اس طرح ظاہر ہونے دیں کہ اس دربار میں آکر بڑے سے بڑا بادشاہ، سجادہ نشیں بھی ایک عام انسان کی طرح عاجز اور بے حیثیت بندے کی طرح تنہا اور محتاج نظر آئے۔ اپنے مقام پر حاصل حیثیتِ عرفی یہاں قطعاً ظاہر نہ ہونے دے، مجمع میں ایسے رَل مل جائیں کہ گویا وہ ایک عام انسان ہے، ان کے لیے کوئی ہٹو بچو کی آواز نہ لگ رہی ہو؛ نہ ان کے لیے لوگوں کو روکا و ہٹایا جارہا ہو؛ مطاف خالی کرایا جارہا ہو انبیا و اتقیا کی یہی شان حج کے موقع پر رہا کرتی تھی۔

(۲) سفرِ حج کے دوران گوشت خوری: آج کل حلال گوشت کا معاملہ بڑا مشکوک ہے، اچھا یہ ہے کہ ہوائی جہاز میں اسی طرح مکہ، مدینہ میں ہوٹلوں میں غیر ممالک سے آنے والے مرغی وغیرہ کے گوشت کے بجائے دہی، چاول، سبزی، پھلوں اور انڈے وغیرہ پر گزارا کریں، جہاں تک جواز کا تعلق ہے تو پیکٹ پر حلال لکھے ہونے کی شکل میں استعمال کیا جاسکتا ہے؛ اس سلسلے میں ہر شخص کو شریعت تحقیق کا مکلّف نہیں گردانتی۔ ایک صالح اور متدین مسلمان حلال ہونے کی خبر دیدے تو معتبر

تجھی جائے گی۔

(۳) لڑنے جھگڑنے سے اجتناب: حج کے سفر اور مقامات مقدسہ کے قیام کے دوران چونکہ مختلف ملکوں کے مختلف المزاج لوگوں سے ملنا جلنا ہوتا ہے، زبان بھی اجنبی ہوتی ہے، تو بعض لوگوں کے عمل یا قول سے ناگواری پیش آتی ہے، جس کی وجہ سے بعض مرتبہ لڑائی جھڑائی اور گالی گلوچ تک کی نوبت آجاتی ہے، بلکہ بعض مرتبہ خود اپنے رفقائے حج حتیٰ کہ فیملی کے افراد سے بھی بعض مواقع پر ان کی سوئے تدبیر یا کسی موقع پر غیر معمولی تأخیر یا کسی قیمتی اور ضروری سامان یا کاغذات کے محفوظ نہ رکھنے پر غصہ آجاتا ہے اور مار پیٹ کوسنے گالی تک معاملہ پہونچ جاتا ہے؛ اس کی وجہ سے حج کی اس عبادت سے پیدا شدہ روحانیت اور فیض مجروح ہوجاتا ہے؛ اس لیے ہر وقت یہ تصور قائم رکھیں کہ یہ سب انسان اللہ کے بندے اور اس کا کنبہ ہیں، ہم سب اس وقت اللہ کے مہمان ہیں، اور اس کے گھر (بیت اللہ) آئے ہیں، یا حضورؐ کے دربار میں؛ مدینہ پاک آئے ہوئے ہیں، سبھی حضورؐ کے مہمان ہیں اس موقع پر ایک مہمان کا دوسرے سے لڑنا میزبان کی ناراضگی کا باعث ہوگا، نیز یہ تصور کریں کہ جو ناراضگی اور اذیت پیش آئی یہ مقدر تھی، اور ہمارے ہی اس پاک جگہ کسی قصور کی سزا ہوگی؛ اللہ معاف فرمائیں انشاء اللہ یہ اذیت ہی ہمارے اس قصور کا کفارہ بن جائے گی اگر اس خیال کو ایسے موقع پر بیدار کیا جائے گا، تو لڑائی جھگڑا، گالی گلوچ کا صدور نہ ہوگا اور ایک دوسرے کو معاف کرنے کا ذہن بنے گا۔

کیوں کہ قدرت اس سفر میں ان حالات کے پیش آنے سے واقف تھی، اس لیے جدال وغیرہ سے سختی سے منع کیا گیا ہے۔

(۴) غیبت جھوٹ وغیرہ سے اجتناب: حج کے مبارک ایام میں لوگ حرم شریف، مطاف اور اسی طرح مسجد نبویؐ میں بیٹھے بیٹھے اپنے رفقائے کے ساتھ جھوٹ غیبت اور بکواس میں وقت ضائع کرتے ہیں، جب کہ جگہ کی عظمت کی وجہ سے ان

گناہوں کا عذاب شدید ہو جاتا ہوگا؟ اچھا تو یہ ہے کہ ان مقامات میں ذکر واذ کار ،طواف، تلاوت وتسبیحات ونوافل میں مشغول رہیں اگر اس کی توفیق نہ ہو، تو کم از کم خاموش ہی رہیں۔

(۵) معلم اور صاحبِ ٹور کے ساتھ برتاؤ: حجاج کرام حج کے دوران معلم اور صاحبِ ٹور کی برائیوں، ان کی طرف سے پہنچنے والی ایذاؤں اور بدنظمی نیز دیکھ بھال میں کمی، کھلانے پلانے میں کوتاہی کرنے اور معقول شکایتوں پر کان نہ دھرنے کے شکووں میں لگے رہتے ہیں، ان کو ظالم اور خود کو مظلوم مان کر ان کی غیبت کا جواز پیدا کرتے ہیں۔

حالاں کہ حج کے سفر میں بعض دشواریوں کا پیش آنا فطری بات ہے، گھر جیسا آرام اور سہولت سفر میں ممکن نہیں؛ اگرچہ معلمین اور ٹور والوں کی کوتاہی اور بے توجہی کو بھی دخل ہوتا ہے؛ مگر اس خیال کو تصور میں لا کر کہ حج میں بقدر مشقت ثواب ملتا ہے اور کسی کو معاف کر دینا زیادہ حوصلہ کی بات ہے؛ صبر وشکر سے یہ مختصر وقت گزار کر سب بندگانِ خدا کی طرف سے صاف دل لے کر گھر واپس ہونا ہی دراصل اس عبادت کا حقیقی نفع ہے۔

(۶) مکۃ المکرّمہ اور مدینہ طیبہ: ان مقامات سے محبت اور وہاں کی حاضری کی سعادت کی حقیقی قدر یہ ہے کہ وہاں کے قیام کے دوران مہمان رحمٰن اور مہمانِ رسولؐ اپنے میزبان کی ضیافت کی قدر کریں، وہاں کسی بھی کھانے پینے کی چیز، رہائش، دوکانداروں مزدوروں اور ڈرائیوروں وغیرہ کی برائیوں میں نہ لگیں، نہ لڑیں بھڑیں میزبان اس کو پسند نہیں کرتے؛ مہمان کو تو میزبان کے یہاں کی ہر چیز کی تعریف اور وہاں کے قیام کو مبارک جان کر تعریف کرتے رہنا چاہئے، ورنہ بعض دفعہ ان امور پر خدا کی طرف سے سخت گرفت ہو جاتی ہے اور بھگا دیا جاتا ہے کہ جب ہمارے یہاں کی کوئی چیز تم کو پسند نہیں تو یہاں آنے اور رہنے کی کوئی ضرورت نہیں، نکل جایئے، اللہ

اس ناراضگی سے حفاظت فرمائے (آمین)

(۷) حجاج کرام کی غلط روش: بعض حجاج کرام کی یہ عادت ہوتی ہے کہ حج کے سفر سے واپسی کے بعد لوگوں سے اس سفر کی مشقت اور قیام کی دشواری اور وہاں کے لوگوں کے برتاؤ کی ایسی بھیانک تصویر پیش کرتے ہیں کہ بعض طبائع کو اس سفر سے نفرت ہو جاتی ہے، وہ سمجھتے ہیں کہ ایسا مشقت بھرا سفر تو ہم سے قطعاً ناممکن ہے، وہ حج کرنے سے رک جاتے ہیں؛ یہ عادت انتہائی خطرناک ہے، اس سے آپ دوسروں کو ہمت دلانے کے بجائے ان پر فرض عبادت کو ادا کرنے سے روکنے باعث بن جاتے ہیں؛ اللہ اس عادت سے حجاج کرام کی حفاظت فرمائے۔

ان کو تو اس سفر کو انتہائی سہولت والا اور سب کے ساتھ مل کر ادا کی جانے والی عبادت کے لطف کو بیان کرنا چاہئے یہی محبت کا تقاضا ہے۔

(۱) بعض مرتبہ حاجی صاحبان احرام باندھ لیتے ہیں، ۲/رکعت احرام کی نماز پڑھ لیتے ہیں؛ عمرہ یا حج کی یا اگر قارِن ہے تو عمرہ وحج دونوں کی نیت کر لیتے ہیں اور لبیک پڑھ لیتے ہیں؛ لیکن جب یہ سب کر کے ائرپورٹ پہنچتے ہیں تو وہاں اچانک اعلان ہوتا ہے کہ جہاز کینسل ہو گیا دوسرے دن جائے گا، یا دو، تین دن بعد جائے گا، اب حاجی نیت کر چکا، لبیک پڑھ چکا، اب اس کو کئی دن تک احرام کی جملہ پابندیوں کے ساتھ رہنا پڑتا ہے، جو دشوار ہوتا ہے۔

اس لیے بہتر یہ ہے کہ غسل یا وضو کر کے احرام باندھ لیں، ۲/رکعت نماز بھی پڑھ لیں، لیکن نیت اور لبیک جہاز میں بیٹھنے اور جہاز کے پرواز کرنے کے ایک گھنٹے بعد کریں تاکہ اگر کبھی کو جہاز کینسل ہو تو احرام کی پابندی نہ کرنی پڑے۔

(۲) حاجی صاحبان جہاں ٹھہرے ہوں وہیں غسل یا وضو کر کے احرام باندھ کر ائرپورٹ آئیں، بعض بلا احرام کے ائرپورٹ آجاتے ہیں اور پھر حاجیوں کے کیمپ میں سب کے سامنے کپڑے اتار کر دوسروں سے احرام بندھواتے ہیں؛ بلکہ بعض

تو سب کے سامنے بغل کے بال بھی کیمپ کے خدام سے بنواتے ہیں؛ بعض جوتے پہن کر آتے ہیں، چپل نہیں لاتے احرام بندھوا کر کیمپ والوں ہی کو ان کو اپنے پاس سے چپل پہنانا پڑتی ہے، کیمپ میں یہ منظر سب کے سامنے شرم وحیا کے خلاف ہے۔

(۳) اب منیٰ مکۃ المکرمہ کی حدود میں داخل ہوگیا ہے، دونوں کی میونسپلٹی ایک ہے، اس لیے اب اگر حاجی کو منیٰ رہتے ہوئے پندرہ دن نہ ہوئے ہوں تو اس کو مکہ، منیٰ، عرفات، مزدلفہ ہر جگہ نماز قصر ہی پڑھنا چاہئے اور اگر ۱۲ تاریخ کو غروب سے پہلے مکہ آکر مدینہ طیبہ جانے سے پہلے پندرہ دن مکہ میں رہنا ہو، تو اس حاجی پر قِران یا تمتع کی قربانی کے علاوہ مقیم ہونے کی وجہ سے ذی الحجہ کی واجب قربانی بھی ضروری ہے، چاہے وہاں کرے یا اپنے وطن اطلاع دے کر وطن میں کرادے۔

(۴) اگر کسی شہر کا رقبہ مسافتِ سفرِ شرعی (جو ایک قول کے مطابق سوا ستتر کلومیٹر اور دوسرے قول کے مطابق ۸۸ کلومیٹر ہے) سے زائد ہو جیسے بمبئی شہر جو لمبائی میں اس مقدار سے زیادہ طول میں پھیلا ہوا ہے، وہاں جب تک شہر سے نکل کر مسافتِ شرعی کا ارادہ نہ کرے پوری نماز پڑھے، اس لیے کہ اس مسافت کا اعتبار شہر سے باہر جانے پر ہے، نہ کہ شہر ہی کے اندر کی مسافت پر۔

حج کے سفر کے دوران عورتوں کو خصوصی ہدایات

حج کے سفر میں جانے والی خواتین کو چاہیے کہ وہ محرم کے بغیر سفر نہ کریں، سفر میں صحت کا خیال رکھیں، اگر مانعِ حیض دوا سے نقصان نہ پہونچتا ہو، تو اس سفر میں اس کا استعمال کرسکتی ہیں، تاکہ طواف وغیرہ کے موقع پر تاخیر کی زحمت نہ ہو، بچے وغیرہ ساتھ ہوں، تو ان کی ضرورت کا سامان ساتھ رکھیں، اپنے معلم اور صاحب ٹور کا پتہ معلوم کرلیں، جہاں قیام ہو اس بلڈنگ کا پتہ اسی طرح منی، عرفات میں خیمہ نمبر اس کے آگے پیچھے بنی عمارت یا خیموں کی شناخت کرلیں، اس سفر میں کھو جانے اور

رفقائے سفر سے بچھڑ جانے کا خطرہ رہتا ہے، اس لئے جہاں بٹھایا جائے یا رکنے کو کہا جائے، اس جگہ پر ہی بیٹھی رہیں۔ محرم کے آنے تک وہاں سے نہ ہٹیں، ورنہ پھر ڈھونڈنا دشوار ہوتا ہے، اجنبی پر اعتماد کر کے اس کے ساتھ ہرگز سوار نہ ہوں اچھی سے اچھی متبرک اور مقدس جگہ پر بھی کچھ شیطان موجود رہتے ہیں، خصوصاً عورتوں کو ہر جگہ چوکنا رہنے کی ضرورت ہے۔ اجنبی آدمی طواف کرنے اور دعائیں پڑھوانے کے بہانے عورتوں کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے کر چلتے ہیں، یہ حرام ہے، ہرگز ایسا نہ کریں، اپنے سامان کی حفاظت کریں؛ اچھی جگہ بھی چوری ہو جاتی ہے، اجنبی کی بات پر اعتماد کر کے اس کے ساتھ نہ چلیں، اگر کسی جگہ جانا ہے، چاہے رفیق سفر عورتوں ہی کے ساتھ جانا ہو، تب بھی اس کی اطلاع اور واپسی کا وقت اپنے محرم کو بتلا دیں، نمازیں اپنے قیام کی جگہ ہوٹل یا بلڈنگ کے روم پر ہی پڑھیں، حرم میں نماز کے لیے جانے کی زحمت نہ اٹھائیں، عورتوں کی نماز حرم یا مسجد نبویؐ میں جا کر جماعت سے پڑھنے سے افضل اپنے مکان پر ہی پڑھنا ہے، اس کو حرم کا ایک لاکھ ثواب بلکہ اس سے زیادہ شرعی حکم ماننے پر گھر میں پڑھنے پر ہی مل جائے گا۔ عورتیں صرف طواف اور سعی منیٰ عرفات مزدلفہ اور جمرات کی رمی ہی کیلئے گھر سے باہر نکلیں، پھر بھی اگر حرم میں جماعت سے ہی نماز پڑھنے پر دل مجبور کرے، تو کسی ایک یا دونوں نمازوں میں عشا اور فجر میں اپنے محرم کے ساتھ مسجد جائیں اور جہاں عورتیں نماز پڑھتی ہیں اس حصے میں پڑھیں اور جہاں اپنا محرم بٹھا کر جائے، وہیں نماز پڑھ کر بیٹھیں رہیں اور جب اپنا محرم وہاں آ کر لے جائے، تب اس کے ساتھ جائیں، ہوٹل کے کمرے میں اگر اکیلی ہوں، تو کمرے اندر سے بند رکھا کریں اور اپنے محرم کی آواز پہچان کر ہی کھولا کریں، بہر حال ہر اجنبی سے چوکنا رہیں، یہ نہ سمجھے کہ یہ تو مقدس جگہ ہے، یہاں چور لفنگے نہ ہوں گے، شیطان ہر جگہ ہوتے ہیں، بھی بعض سیاہ فام عورتیں بھی ڈرا دھمکا کر پیسے اینٹھ لیتی ہیں، ان سے بھی چوکنا رہیں، استنجے کے لیے بھی رفیقِ سفر عورتوں کے ساتھ جائیں اور راستہ یاد رکھیں تاکہ آتے جاتے کھو نہ جائیں، اگر پتہ یاد نہ رہتا ہو، تو اپنے دوپٹے کے

پلّو پر لکھوالیں، اپنے برقع کے پیچھے گوٹے کا کوئی ستارہ یا کوئی نشان بنا کر لگالیں تا کہ اپنا محرم دور سے پہچان سکے اور تلاش میں دشواری نہ ہو، دعا، تلاوت، ذکر واذکار اور طواف میں زیادہ اوقات کو مصروف رکھیں، طواف اپنے محرم کے ساتھ رات کے اوقات میں کریں، مطاف میں ہجوم سے بچ کر دور دور طواف کریں، مجمع سے الگ رہیں اور حجرِ اسود کا بوسہ لینے پر ہجوم کے دھکے کھانے کی زحمت نہ کریں، دور سے کالی پٹی کے پاس سے ہاتھوں کے اشارے سے استلام کرلیں، حطیم میں داخل ہونے کا موقع مل جائے تو داخل ہو کر دو رکعت پڑھ لیں، اپنے اس سفر میں لڑنے بھڑنے غصہ کرنے اور روٹھنے سے پرہیز کریں، پردے کا اہتمام رکھیں۔

عورتوں کے لیے دو اہم مسئلے

(۱) کسی عورت نے تمتع کی نیت سے احرام باندھا اور مکہ معظمہ پہونچ نے سے پہلے یا مکہ معظمہ پہنچنے کے بعد عمرے کا طواف کرنے سے پہلے ہی اس کو حیض یا نفاس شروع ہوگیا اور خون جاری رہا، یہاں تک کہ ۸/ ذی الحجہ یعنی منیٰ جانے کا دن آگیا، تو ایسی عورت عمرہ ترک کردے اور ممنوعاتِ احرام (خوشبو لگانا، ناخن کاٹنا وغیرہ) میں سے کوئی فعل کر کے سر کے بال کھول کر، اس میں تیل ڈال کر کنگھی کر کے، عمرہ کا احرام کھول دے، پھر صفائی کا غسل کر کے "حج کا احرام" باندھ کر تلبیہ پڑھ لے اور منیٰ چلی جائے اور حج کے تمام افعال ادا کرتی رہے، اور حیض یا نفاس بند ہونے کے بعد پاکی کا غسل کر کے طوافِ زیارت اور سعی کرے، اور اس عورت کا حج، "حجِ افراد" شمار ہوگا۔

حج سے فراغت کے بعد اس چھوڑے ہوئے عمرہ کی قضا کی نیت سے ایک عمرہ کرلے اور دم دے، یہ وہ دم ہے جو سابق عمرہ چھوڑنے کی وجہ سے واجب ہوا تھا۔ ایسی عورت پر "حجِ تمتع" کے شکرانے کا دم واجب نہیں ہے، اس لیے کہ اس

کا حج، ''حجِ افراد'' ہوا ہے، اور حجِ افراد کرنے والے پر قربانی نہیں ہے۔
(خیر الفتاویٰ: ۴/ ۲۳۳، عینی شرح بخاری: ۱۰/ ۱۲۳، مشکوٰۃ: ۵/ ۳۰۶-۳۰۷)

نوٹ: جس عورت کو اپنی عادت کے مطابق اس بات کی امید نہ ہو کہ وہ پاک ہو کر ایامِ حج سے پہلے عمرہ ادا کر سکے گی، اس کے لیے بہتر یہی ہے کہ وہ ''حجِ افراد'' کا احرام باندھے، تاکہ عمرہ چھوڑنے کی وجہ سے جو دم واجب ہوتا ہے، وہ لازم نہ آئے۔

۲۴ تا ۲۷/ اکتوبر ۱۹۹۷ء حج ہاؤس ممبئی میں منعقد ہونے والے دسویں فقہی سیمینار میں حج و عمرہ سے متعلق جو اہم تجاویز اور فیصلے سامنے آئے تھے، ان میں تجویز نمبر ۱۰، حسبِ ذیل قرار پائی تھی۔

(۲) تجویز نمبر: (۱۰) اگر طوافِ زیارت سے پہلے کسی عورت کو حیض یا نفاس کا خون آجائے اور اس کے پہلے سے متعین پروگرام میں اتنی گنجائش نہیں ہے کہ وہ حیض سے پاک ہو کر طوافِ زیارت کر سکے تو اس کے لیے اولاً تو ضروری ہے کہ ہر ممکن کوشش کے ذریعے (پاک ہو کر طوافِ زیارت کر سکے، اتنے وقت تک کے لیے اپنا سفر مؤخر کروالے) اگر یہ ممکن نہ ہو، تو حالتِ حیض ہی میں طوافِ زیارت کر لے اور ایک بڑے جانور کی قربانی دمِ جنایت کی نیت سے کرے، اس طرح کرنے سے اس کا طوافِ زیارت ادا ہو جائے گا اور جملہ پابندی سے مکمل حلال ہو جائے گی۔

حج میں خریداری

حُجاج کرام کو حج کے سفر کے دوران خرید و فروخت سے منع نہیں کیا گیا ہے، سامان کی خرید و فروخت حاجی کو جائز ہے، مگر خرید و فروخت کو حج کا مقصد نہ بنائیں، کہ اس سفر کا مقصود ہی تجارت اور اس میں انہماک بن جائے، رات و دن حرم کی نماز چھوڑ کر بازار کے چکر کاٹتے رہنا، اور سامان کی خریداری میں لگے رہنا، اور پھر اس کی حفاظت اور اس کی پیکنگ میں مصروف رہنا، اور حرم میں نماز کو نہ جانا، اور اگر جائیں

بھی تو ہر وقت خیال ادھر رکھنا کہ کیا خرید چکے اور کیا خریدنا باقی ہے، کس رشتے دار اور کس دوست کے لیے کیا کیا اور لینا ہے؟ بلکہ بعض لوگ حج کو جلد اس لیے نہیں جاتے کہ احباب کے لیے تحفے لانے کو جتنا پیسہ چاہیے اور واپسی پر جو بڑی دعوت ریا اور نمود کے لیے کرنی ہے، اس کا ابھی بندوبست نہیں ہوا ہے۔

حج کو جاتے ہوئے اور واپسی پر غیر ضروری خرچ

بعض جگہ حج میں جانے والے حاجی کو گھوڑے پر بٹھا کر پورے شہر میں گھمایا جاتا ہے، اور اس جلوس میں مرد عورتیں مخلوط طور پر گلی گلی پھرتے ہیں اور جانے والے کو پھولوں سے لاد کر خوب تشہیر کی جاتی ہے، تاکہ سارے شہر کو اس کا حج میں جانا معلوم ہو جائے، اسی طرح واپسی میں بھی یہ ناٹک ہوتا ہے، بلکہ اور زیادہ دھوم دھام کا مظاہرہ کیا جاتا ہے، اور پھر حج کو جاتے ہوئے اور واپسی میں بمبئی یا جہاں سے روانہ ہونا ہے وہاں بہت سے رشتے دار اور احباب پہنچ جاتے ہیں اور ان سب کا قیام کھانا پینا سب حاجی کے ذمہ ہوتا ہے، ان سب فضولیات پر اتنا خرچ ہوتا ہے جو سفرِ حج کے خرچ سے دوگنا ہو جاتا ہے، خدا کے واسطے اپنی اس مقدس عبادت کو ان تمام ریا نمود کی رسموں سے بچائیے اور اپنی عبدیت کی حفاظت کیجیے۔

حج سے واپسی کے بعد کی زندگی

حاجی کو چاہیے کہ اتنی بڑی عبادت کی توفیق ملنے پر شکر و احسان کے جذبات کے ساتھ اب اپنی زندگی کو اس طرح گذارے کہ جو گناہ اور معصیت معاف کرا کر لوٹا ہے، اب اپنے اوقات کو پھر گناہوں سے ملوث نہ کرے، پاکباز زندگی گزارے، تاکہ

دوسرے لوگ اس کو دیکھ کر یہ سمجھنے پر مجبور ہوں کہ واقعتاً حج زندگی بدل دیتا ہے، عبادت، عقائد، معاملات، معاشرت، معیشت ہر اعتبار سے اپنے آپ کو شرعی حدود میں رکھنے کی پوری کوشش کرے۔

اہل اللہ کے حج کی کیفیت

جب آدمی حج کا ارادہ وعزم کرے، تو اس کو چاہیے کہ اس کے ساتھ ہی تمام گناہوں کو چھوڑنے کا عہد کرے جن کا ارتکاب یہ اب تک کرتا رہا ہے، احرام باندھتے وقت کپڑے اتارے، تو یہ سوچے کہ میں نے غیر اللہ کو اپنے سے جدا کر دیا، جب احرام کے لیے وضو یا غسل کرے تو یہ سوچے کہ ہر گناہ کی گندگی سے پاکی حاصل کرتا ہوں، جب لبیک پڑھے تو یہ تصور کرے کہ اللہ کی طرف سے مجھ کو جواب مل رہا ہے کہ اے میرے بندے، تو کیا چاہتا ہے میں تیرے پاس حاضر ہوں، اور جب حرم میں داخل ہو، تو یہ عزم کرے کہ میں ہمیشہ کے لیے حرام چیزوں کے ترک کرنے کا ارادہ کرتا ہوں، پھر جب مکہ کی زیارت کرے تو یہ سمجھے کہ میں دوسرے عالم میں آ گیا ہوں، جب مسجدِ حرام میں داخل ہو، تو اپنے آپ کو اللہ کے قریب ہوتا ہوا محسوس کرے، اور جب کعبۃ اللہ کی زیارت کرے تو اس کو وہ چیز نظر آئے جس کے لیے اس نے یہ سفر کیا ہے، طواف میں ''رمل'' کرے تو اس دوڑنے میں دنیا سے چھٹکارا پانے اور اس سے بھاگتا ہوا محسوس کرے، اور پھر جب حجرِ اسود کا بوسا لے تو یہ تصور کرے کہ میں گویا یدِ رحمٰن کا بوسا لے رہا ہوں، جب مقام ابراہیم پر دو رکعت نماز پڑھے، تو یہ سمجھے کہ میں اللہ سے بیحد قریب ہو کر راز و نیاز کی باتیں کر رہا ہوں، جب صفا پر چڑھے، تو یہ تصور کرے کہ میں نے قلب کو ہر قسم کی برائی سے صاف کر لیا ہے، جب مروہ پر چڑھے تو یہ تصور کرے کہ میں نے تمام برائیوں کو نیچے چھوڑ دیا ہے، صفا و مروہ

کے درمیان سعی کے دوران یہ تصور کرے کہ میں دنیا کے تمام علائق سے بھاگ کر اللہ کی طرف متوجہ ہو رہا ہوں، مسجدِ خیف میں داخل ہو تو دل میں خوفِ الٰہی طاری کرے، عرفات میں اس معرفت کا تصور کیا جائے کہ ہم دنیا میں کیوں آئے؟ کیا کر رہے ہیں؟ اور آخر میں ہم کو کہاں جانا ہے؟ مزدلفہ میں پوری طرح وصول اور نسبت مع اللہ کا تصور کرے، منیٰ میں قربانی کے وقت اپنے نفس کی قربانی کا خیال جمایا جائے، رمی کے وقت شیطانی فریب کو ختم کرنے اور اس کی چالوں کو کچلنے کا تصور کیا جائے، طوافِ زیارت کے وقت اللہ تعالیٰ کی زیارت کا تصور کیا جائے، جو انشاء اللہ آخرت میں نصیب ہوگی، جب احرام اتار کر حلال ہو، تو یہ عہد کرے کہ میں ہمیشہ رزقِ حلال کی کوشش کروں گا، طوافِ وداع کے وقت جتنا رونا ہو خوب رولے اور بار بار حاضری کے لیے دعا کرے۔

آبِ زمزم

آبِ زمزم پر طواف کے بعد آئے اور اگر بسہولت ممکن ہو تو خود پانی بھرے اور بسم اللہ پڑھ کر کھڑے ہو کر یا قبلہ رو ہو کر یہ دعا پڑھ کر پیئے اور خوب ڈٹ کر پیئے: اے اللہ! میں آپ سے علمِ نافع اور رزقِ واسع اور شفائے کامل کا طلبگار ہوں اور تین مرتبہ سانس لے کر پیئے اور پھر خدا کی حمد کرے اور سر اور منہ کو بھی پانی ملے اور باقی بدن پر بھی ڈالے اور باقی پانی بدن پر ڈال لے۔

مسئلہ: آبِ زم زم کی خرید و فروخت جائز ہے، لیکن مسجدِ حرام میں معاملہ کرنا، خرید و فروخت کرنا جائز نہیں، آبِ زم زم کھڑے ہو کر اور بیٹھ کر دونوں طرح پینا جائز ہے۔

جنت المُعلیٰ

یہ مکہ مکرمہ کا قبرستان ہے، اور مدینہ منورہ کے جنت البقیع کے سوا تمام قبرستانوں سے افضل ہے، اس کی زیارت بھی مستحب ہے، جنت المعلیٰ میں صحابہؓ اور صلحائے امتؒ کی زیارت کی نیت سے جائے، اور وہاں خلافِ سنت کوئی کام نہ کرے، اور سورۂ فاتحہ، سورۂ بقرہ کا اول و آخر سورۂ یٰس، سورۂ تکاثر، سورۂ اخلاص وغیرہ پڑھ کر وہاں کے تمام مدفونین کو ایصالِ ثواب کرے کہ اے اللہ! ان سب کی ارواح کو اس کا ثواب پہونچا دے۔

سفرِ مدینہ منورہ

(۱) جب مدینہ منورہ کو جائے تو راستہ میں درود شریف کثرت سے پڑھے، بلکہ فرائض اور ضروریات سے جو وقت بچے، سب اسی میں صرف کرے اور خوب ذوق و شوق پیدا کرے اور اظہار محبت میں کوئی کمی نہ چھوڑے، اگر خود یہ حالت پیدا نہ ہو تو بتکلف پیدا کرے اور عاشقوں کی صورت بنائے۔ جو شخص جس قوم کی مشابہت پیدا کرتا ہے وہ اسی قوم میں شمار ہوتا ہے اور راستے میں جو مقاماتِ مقدسہ ہیں ان کی زیارت کرے اور جو مساجدِ مخصوصہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم یا صحابہ کی طرف منسوب ہیں ان میں نماز پڑھے، محض تماشہ اور سیر و تفریح کی نیت سے مساجد میں نہ جائے عبداللہ ابن مسعودؓ حضورؐ سے روایت کرتے ہیں کہ علاماتِ قیامت سے یہ بھی ہے کہ آدمی مسجد کے طول و عرض سے گذرے اور اس میں نماز نہ پڑھے۔ (جمع الفوائد الکبیر)۔ اس لیے جب کسی مسجد کی زیارت کرو، تو دو رکعت تحیہ المسجد پڑھنی چاہیے بشرطیکہ وقت مکروہ نہ

ہو اور جو متبرک کنوئیں راستے میں ہیں، ان کا پانی تبرکاً پی لینا چاہیے۔

(۲) جب مدینہ منورہ کے قریب پہنچ جائے، تو خوب خشوع خضوع اور ذوق و شوق پیدا کرے اور سواری کو ذرا تیز چلائے اور درود و سلام کثرت سے پڑھے۔

(۳) جب مدینہ منورہ پر نظر پڑے اور اس کے درخت نظر آنے لگیں تو دعا مانگے، اور درود و سلام پڑھے اور بہتر یہ ہے کہ سواری سے اتر جائے اور ننگے پاؤں روتا ہوا چلے اور جس قدر ادب و تعظیم ہو، کرے اور حق تو یہ ہے کہ وہاں سر کے بل چلے تو بھی حق ادا نہیں ہو سکتا، مگر جتنا ہو سکے اس میں کوتاہی نہ کرے۔

(۴) جب فصیل مدینہ منورہ آجائے تو درود کے بعد اگر یہ دعائیں حاتے میں آجائے تو اچھا ہو؟ پڑھے: اے اللہ یہ آپ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا حرم ہے اس کو میری جہنم سے خلاصی کا ذریعہ اور امن کا سبب بنا دے اور حساب سے بری کر دے۔

(۵) جب قبہ خضراء علی صاحبہا الف الف صلوۃ پر نظر پڑے، تو کمالِ عظمت اور اس کے مجد و شرف کا استحضار کرے، کیوں کہ یہ بزرگ ترین مقام ہے۔

(۶) شہر میں داخل ہو کر سب سے پہلے مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں داخل ہونے کی کوشش کرے، اگر کوئی ضرورت ہو، تو اس سے فارغ ہو کر فوراً مسجد میں آئے اور زیارت کرے، البتہ عورتوں کو رات کے وقت زیارت کرنا بہتر ہے۔

(۷) جب مسجدِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں داخل ہو، تو نہایت خشوع و خضوع کے ساتھ داہنا پاؤں پہلے داخل کرے اور داخل ہوتے وقت یہ دعا پڑھے: اے اللہ! صلاۃ وسلام بھیج محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اور ان کے اصحاب پر اے اللہ! میرے گناہ بخش دے اور اپنی رحمت کے دروازے کھول دے۔

(۸) اگر کسی شخص نے تم سے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں سلام عرض کرنے کے لیے کہا ہو، تو اس کا سلام بھی اپنے سلام کے بعد اس طرح عرض کرو: سلام ہے آپ پر یا رسول اللہ! فلاں بن فلاں کی طرف سے کہ وہ آپ سے اپنے رب کے پاس شفاعت کرنے کا طالب ہے۔

اور اگر بہت سے لوگوں نے سلام عرض کرنے کو کہا ہو اور نام یاد نہیں رہے تو سب کی طرف سے اس طرح سلام عرض کرو: اے اللہ! کے رسول آپ پر سلام ہو ان لوگوں کی طرف سے جنہوں نے مجھے آپ پر سلام کی وصیت کی ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر سلام پڑھنے کے بعد ایک ہاتھ داہنی طرف کو ہٹ کر حضرت ابوبکر صدیقؓ کے چہرہ مبارک کے سامنے کھڑے ہو کر اس طرح سلام پڑھو: اے خلیفۂ رسول! آپ پر سلام ہو، آپ غار وسفر کے ساتھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے رازداں ہیں؛ ابوبکر صدیقؓ! اللہ آپ کو امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے بہترین بدلہ دے۔

پھر ایک ساتھ اور داہنی طرف کو ہٹ کر حضرت عمرؓ کے چہرہ مبارک کے مقابل کھڑے ہو کر سلام پڑھو: اے عمر فاروقؓ امیر المومنین! آپ پر سلام ہو، امام المسلمین! اللہ نے آپ کے ذریعے اسلام کو عزت دی اللہ آپ سے راضی ہو، موت و حیات دونوں میں اللہ آپ کو امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے بہترین بدلہ دے۔

ان دونوں حضرات پر سلام کے الفاظ میں کمی زیادتی کا اختیار ہے اور اگر کسی نے سلام پہنچانے کا بھی کہا ہو، تو اس کا سلام پہنچا دو۔

(۹) اکثر وقت مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں بہ نیتِ اعتکاف گذارے اور پنجگانہ نماز جماعت سے مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں ادا کرے اور تکبیر اولی پہلی صف کا اہتمام کرے۔ مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں ایک نماز کا ثواب بخاری و مسلم کی روایت کے مطابق ایک ہزار گنا زیادہ ہے چنانچہ ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک نماز میری مسجد میں یہ ایک ہزار گنا بڑھی ہوئی ہے دوسری مسجدوں سے، سوائے مسجد حرام کے۔ (مشکاۃ)

(۱۰) روزانہ پانچوں وقت یا جس وقت موقع ہو روضہ مقدسہ صلی اللہ علیہ وسلم پر حاضر ہو کر سلام پڑھے۔

(۱۱) زیارت کے وقت روضے کو چھونا یا بوسہ دینا یا لپٹنا ناجائز ہے اور بے ادبی ہے۔
(۱۲) روضہ کا طواف کرنا حرام ہے روضہ کے سامنے جھکنا اور سجدہ کرنا حرام ہے۔
(۱۳) روضہ کی طرف بلا ضرورتِ شدیدہ پشت نہ کرے۔
(۱۴) جب بھی روضہ کے برابر سے گذرے، حسبِ موقع تھوڑا بہت ٹھہر کر سلام پڑھے، اگرچہ مسجد سے باہر ہی ہو۔
(۱۵) مدینہ منورہ کے قیام میں درود و سلام، روزہ، صدقہ اور مسجد کے خاص ستونوں کے پاس نماز و دعا کی کثرت رکھے بالخصوص حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے کی جو مسجد ہے، اگرچہ ثواب ساری مسجد میں برابر ہے۔
(۱۶) روضہ شریفہ کی طرف دیکھنا ثواب ہے اور اگر مسجد کے باہر ہو تو قبہ کو بھی دیکھنا ثواب ہے۔
(۱۷) بقیع مدینہ منورہ کا قبرستان ہے، جو مسجد سے متصل مشرقی جانب ہے، اس میں بے شمار صحابہؓ اور اولیاءؒ مدفون ہیں بقیع میں داخل ہو کر یہ پڑھے: تم پر سلام ہو اگر اللہ نے چاہا، تو ہم آپ سے مل جائیں گے۔ اے اللہ! بقیعِ غرقد والوں کی مغفرت فرما! ہماری اور ان کی مغفرت فرما۔

پھر اس کے بعد جن لوگوں کے نشانات معلوم ہیں ان کی زیارت کرے۔

حضرت عثمانؓ پر اس طرح سلام کہے: اے امام المسلمین! اے خلیفہ ثالث! اے ذوالنورین! اے دو ہجرت کرنے والے! اے قرآن کو جمع کرنے والے! اے مصائب پر صبر کرنے والے! اے شہیدِ مدینہ! آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر سلام ہو اور اللہ کی رحمت اور اس کی برکت ہو۔

مکہ مکرمہ افضل ہے یا مدینہ منورہ

امتِ مسلمہ کا یہ اجماعی مسئلہ ہے کہ مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ (زادھما اللّٰہ شرفًا و تعظیمًا) تمام شہروں سے افضل ہیں، مگر اس میں اختلاف ہے کہ ان دونوں میں سے کون افضل ہے؟ امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک مکہ مکرمہ مدینہ منورہ کی بہ نسبت افضل ہے، یہی مذہب امام شافعی اور امامِ احمدؒ کا ہے لیکن امام مالکؒ کے نزدیک مدینہ منورہ افضل ہے۔

مگر یہ اختلاف حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک کے علاوہ میں ہے، کیوں کہ زمین کا وہ حصہ جو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے جسمِ اطہر سے ملا ہوا ہے، وہ بالاتفاق تمام جگہوں سے افضل ہے یہاں تک کہ مسجدِ حرام اور بیت اللہ عرش و کرسی سے بھی افضل و بہتر ہے۔

مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ میں مستقل طور پر قیام کرنا

مکہ معظمہ کو وطن بنا کر وہاں قیام کرنے کے بارے میں علمائے امت کا اختلاف ہے، امامِ ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ کے نزدیک مستحب ہے اور اسی پر لوگوں کا عمل ہے اور اسی پر فتویٰ ہے۔ بعض ادب ملحوظ نہ رکھنے اور شوق میں کمی کی وجہ سے غیر مستحب کہتے ہیں۔

مدینہ منورہ کا حرم

امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک مدینہ منورہ کے لیے حرم نہیں ہے اور تینوں اماموں کے نزدیک مدینہ منورہ کے لیے بھی حرم ہے، ان کے نزدیک وہاں کا شکار پکڑنا یا درخت کاٹنا وغیرہ جائز نہیں، کیوں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ: میں مدینہ منورہ کو حرم قرار دیتا ہوں، ایک اور روایت میں حضرت علیؓ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کیا ہے کہ مدینہ منورہ ''جبلِ عیر'' اور ''جبلِ ثور'' کے درمیان حرم ہے، ''جبلِ عیر'' تو مدینہ طیبہ کا مشہور پہاڑ ہے اور جبلِ ثور جبلِ احد کے قریب ایک چھوٹی سی پہاڑی ہے، جس کو عام طور پر لوگ نہیں جانتے۔

لیکن دوسری روایت کی بنا پر احنافؒ کے نزدیک حرم مدینہ منورہ کا حکم حرمِ مکہ جیسا نہیں، بلکہ حرمِ مدینہ سے مراد مدینہ منورہ کی حرمت اور تعظیم ہے اور مطلب یہ ہے کہ مدینہ منورہ کی حدود میں جانوروں کو پکڑنا اور اس کے درختوں کو کاٹنا وغیرہ اگرچہ حرام نہیں، مگر مدینہ طیبہ کے ادب واحترام کے خلاف ہے۔

مسجدِ نبوی میں نماز

کے ثواب کی مقدار و چالیس نمازیں باجماعت پڑھنے کا اجر

مدینہ طیبہ کے زائرین کو اپنے اوقات کا اکثر حصہ اعتکاف کی نیت کے ساتھ مسجدِ نبوی میں گذارنا چاہئے اور پانچوں نمازیں مسجدِ نبوی کے اندر باجماعت پڑھنے کا خاص اہتمام کرنا چاہئے۔

بخاری اور مسلم کی روایت کے مطابق مسجدِ نبوی میں ایک فرض نماز کا ثواب

ایک ہزار نمازوں سے زیادہ ہے اور ابن ماجہ کی روایت کے مطابق ایک فرض نماز کا ثواب مسجدِ نبوی میں پچاس ہزار نمازوں کے برابر ہے۔

حضرتِ امام احمدؒ حضرت انسؓ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: جو شخص میری مسجد میں چالیس نمازیں اس طرح ادا کرے کہ اس کی کوئی نماز درمیان میں فوت نہ ہونے پاوے، تو اس کے لیے جہنم سے برأت اور نفاق و عذاب سے برأت لکھ دی جائے گی۔

لہٰذا مسجدِ نبوی میں نماز باجماعت کا خاص اہتمام کرے اور اگر ممکن ہو تو کم از کم ایک قرآنِ مجید مسجدِ نبوی میں ختم کرے، اسی طرح اگر ممکن ہو، تو ایک قرآنِ مجید روضۃ الجنۃ (جنت کا باغ) میں بھی ختم کرے، اور اپنی حیثیت وطاقت کے مطابق نفلی صدقات بھی کرتا رہے، مسکینوں اور مدینہ منورہ کے باشندوں کے ساتھ حسنِ سلوک کرے، خوش اخلاقی اور محبت کا برتاؤ کرے، اگر ان کی طرف سے کوئی زیادتی ہو، تو اسے بھی خوش دلی کے ساتھ برداشت کرے، اور ان سے خرید وفروخت میں بھی ہمدردی اور اعانت کی نیت رکھے، تاکہ ثواب حاصل ہوتا رہے۔

جنت البقیع

جنت البقیع مدینہ منورہ کا مشہور قبرستان ہے، جو مسجدِ نبوی کے کھلے میدان سے متصل مشرق کی جانب ہے۔ اس قبرستان میں دس ہزار سے زیادہ صحابۂ کرامؓ مدفون ہیں اور بے شمار اولیاء اللہ اور صلحائے امت مدفون ہیں، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرات شیخین کی زیارت کے بعد اہلِ بقیع کی زیارت بھی روزانہ خصوصاً جمعہ کے روز مستحب ہے، امیر المؤمنین حضرت عثمانِ غنیؓ بھی بقیع کے شرقی شمالی گوشے کے قریب مدفون ہیں۔

قبرِ مبارک کی زیارت کی نیت سے سفر کرنا چاروں اماموں کے نزدیک مستحب ہے

بعض علما نے بعض احادیث کی بنیاد پر مدینہ منورہ کے لیے سفر کرتے وقت قبرِ مبارک کی زیارت کی نیت کے بجائے مسجد نبوی کی زیارت کی نیت کو ضروری کہا ہے، لیکن ائمۂ اربعہ کے سب مذاہب اس پر متفق ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبرِ مبارک کی زیارت کا ارادہ بھی مستحب ہے۔ جس نے حج کیا، پھر میری قبر کی میرے مرنے کے بعد زیارت کی، تو گویا اس نے میری زندگی میں میری زیارت کی۔ (مشکاۃ شریف)

مسجدِ قُبا

مدینہ منوّرہ سے جنوبی غربی جانب میں مسجدِ نبوی سے تقریباً تین کلومیٹر (دو میل) کے فاصلے پر واقع ہے، مسجد نبوی سے پیدل چل کر پون گھنٹہ (۴۵ منٹ) میں تقریباً پہونچ سکتے ہیں، مسجدِ قُبا تاریخِ اسلام کی سب سے پہلی مسجد ہے، جس وقت رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت کر کے مکہ معظّمہ سے مدینہ منورہ تشریف لے گئے اور قبیلۂ بنی عوف میں چند روز قیام فرمایا، تو یہاں کے دورانِ قیام آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابۂ کرامؓ نے اپنے مبارک ہاتوں سے اس کی تعمیر فرمائی۔

شہدائے احد کی زیارت

مدینہ منوّرہ سے شمال کی جانب تقریباً تین میل کے فاصلے پر وہ مقدس پہاڑ ہے جس کے متعلق حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: احد جبل یحبنا و نحبه اُحد ایسا پہاڑ ہے جو ہم سے محبت کرتا ہے اور ہم اس سے محبت کرتے ہیں، ۳ھ کا

مشہور واقعہ جس کو غزوۂ احد کہتے ہیں، اسی جگہ ہوا تھا، شہدائے اُحد اور جبلِ احد وغیرہ مقامات کی زیارت پاک صاف ہو کر جمعرات کو فجر کی نماز کے بعد سویرے سویرے مستحب ہے، تاکہ واپس آکر ظہر کی نماز مسجدِ نبوی میں مل سکے۔

ملا علی قاریؒ کہتے ہیں کہ شہدائے احد اور جبلِ احد دونوں کی مستقل زیارت کی نیت کرے، اس لیے کہ جبلِ احد کے فضائل بھی احادیث میں بکثرت وارد ہیں، سید الشہدا حضرتِ حمزہؓ کا مزار بھی اسی جگہ ہے، اولاً اس کی زیارت کرے اور نہایت سکون و وقار کے ساتھ سلام عرض کرے، اور آدابِ زیارت کا پورا لحاظ رکھے حضرتِ حمزہؓ ہی کے پاس عبداللہ بن جحشؓ اور مصعب بن عمیرؓ مدفون ہیں، ان پر بھی سلام عرض کریں، پھر باقی شہدائے احد پر بھی سلام پڑھے، مشہور ہے کہ وہاں ستر (۷۰) شہدا مدفون ہیں، سب کو ایصالِ ثواب بھی کرے۔

جبلِ احد پر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھے ہیں اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم جبلِ احد پر آؤ، تو اس کے درخت سے کچھ کھاؤ، اگرچہ درخت خاردار ہی ہو، اس لیے وہاں کی چیزوں میں سے کچھ کھالینا مستحب ہے۔

متفرق ضروری و اہم مسائلِ حج

وجوبِ حج کے مسائل

مسئلہ: جس سال حج فرض ہو جائے اسی سال حج کرنا واجب ہے، اگر بلا عذر تاخیر کی تو گناہ ہوگا، لیکن اگر مرنے سے پہلے حج کر لیا، تو حج ادا ہو جائے گا اور تاخیر کرنے کا گناہ بھی جاتا رہے گا اگر بلا حج کیے مر گیا تو گناہ (حج نہ کرنے کا) ذمہ میں رہے گا۔

مسئلہ: اگر حج فرض ہو گیا اور ادا نہ ہو سکا تو اس کے ادا کرنے کی وصیت کرنا واجب ہے۔

مسئلہ: اگر حج کسی پر فرض ہے اور اس کے ماں باپ بیمار ہیں اور ان کو بیٹے کی خدمت کی ضرورت ہے، تو ان کی بلا اجازت جانا مکروہ ہے، اور اگر ان کو اس کی خدمت کی ضرورت نہیں ہے اور ان کی ہلاکت کا کوئی اندیشہ نہیں ہے، تو بلا اجازت جانے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے، بشرطیکہ راستہ پُر امن ہو اور اگر راستہ پر امن نہ ہو اور غالب ہلاکت ہے، تو پھر بلا اجازت جانا جائز نہیں ہے۔

مسئلہ: نفلی حج کے لیے بلا اجازت والدین کے جانا بہر صورت مکروہ ہے، خواہ راستہ مامون ہو یا نہ ہو، ان کو خدمت کی ضرورت ہو یا نہ ہو۔

مسئلہ: چھوٹا بچہ ہے اور کوئی دوسرا اس کو دیکھنے والا نہیں تو یہ تاخیر کے لیے عذر ہے؛ بچہ خواہ اچھا ہو یا مریض ہو۔

مسئلہ: اگر کوئی شخص حج کرنے کے لیے اپنا مال کسی کو ہبہ کرتا ہے تو اس کا قبول کرنا واجب نہیں خواہ ہبہ کرنے والا شخص اجنبی ہو یا اپنا رشتہ دار ماں باپ بیٹا وغیرہ لیکن اگر کسی نے اتنا مال ہبہ کیا اور اس کو قبول کر لیا تو حج فرض ہو جائے گا۔

مسئلہ: کسی کے پاس ایسا مکان ہے، جو ضرورت سے زائد ہے، یا ضرورت سے زائد سامان ہے، یا کسی عالم کے پاس ضرورت سے زائد کتابیں ہیں یا زمین اور باغ وغیرہ ہے کہ اس کی آمدنی کا محتاج نہیں اور ان کی اتنی مالیت ہے کہ ان کو بیچ کر حج کر سکتا ہے تو ان کو بیچ کر حج کرنا واجب ہے۔

مسئلہ: ایک شخص کے پاس اتنا غلہ موجود ہے کہ اس کو سال بھر کے لیے کافی ہے، تو اس کو بیچ کر حج کرنا واجب نہیں، ہاں اگر سال بھر سے زائد کے لیے کافی ہے اور زائد کو بیچ کر حج کر سکتا ہے تو اس کو بیچ کر حج کرنا واجب ہے۔

مسئلہ: اگر کسی کے پاس اتنی زمین مزروعہ ہے کہ اگر اس میں سے تھوڑی سی فروخت کر دے، تو اس کے اہل و عیال و حج کا خرچ اور واپسی تک کا خرچ نکل آئے گا اور باقی

زمین اتنی بچی رہے گی کہ واپس آکر اس سے گزارا کرسکتا ہے، تو اس پر حج فرض ہے اور اگر فروخت کرنے کے بعد گزارے کے لائق نہیں بچتی، تو فرض نہیں۔

مسئلہ: ایک شخص کے پاس حج کے لائق مال موجود ہے لیکن اس کو مکان کی ضرورت ہے، یا غلام کی ضرورت ہے، تو اگر حج کے جانے کا وقت ہے یعنی اس وقت عام طور پر وہاں کے لوگ حج کو جاتے ہیں تو اس کو حج کرنا فرض ہے، مکان اور غلام میں خرچ کرنا جائز نہیں۔ البتہ اگر حاجیوں کے جانے کا وقت نہیں ہے، تو مکان اور غلام میں صرف کرنا جائز ہے۔

مسئلہ: اگر کسی شخص کے پاس حج کے لائق روپیہ موجود ہے اور نکاح بھی کرنا چاہتا ہے تو اگر حاجیوں کے حج میں جانے کا وقت ہے تو حج کرنا واجب ہے، اور اگر ابھی حاجیوں کے حج پر جانے کا وقت نہیں آیا، تو نکاح کرسکتا ہے لیکن اگر یقین یہ ہے کہ اگر نکاح نہیں کیا، تو زنا میں مبتلا ہو جائے گا تو پہلے نکاح کرے، حج نہ کرے۔

مسئلہ: تحائف وتبرکات پر جو رقم خرچ ہوگی وہ زادِ راہ میں شمار نہ ہوگی، اس کی وجہ سے حج میں تاخیر نہ کرے۔

مسئلہ: مدینہ منورہ کے سفر کے اخراجات بھی زادِ راہ میں شمار نہیں ہیں، بعضے لوگ اس کو بھی شمار کرلیتے ہیں اور اس وجہ سے حج کو نہیں جاتے کہ مدینہ منورہ جانے کا خرچ ان کے پاس نہیں ہوتا، یہ سخت غلطی ہے۔ مدینہ منورہ کی حاضری بڑی نعمت ہے، لیکن حج فرض ہونے میں اس کو دخل نہیں جس کو اللہ تعالیٰ وسعت دے اس کو ضرور جانا چاہیے اور جس کے پاس صرف حج کے لائق روپیہ ہو اس کو محض اس وجہ سے کہ مدینہ منورہ کے لیے روپیہ نہیں ہے حج کو مؤخر نہ کرنا چاہیے۔

مسئلہ: ایک آدمی کے پاس اتنا مال موجود تھا کہ اس پر حج فرض ہوگیا تھا لیکن اس نے حج نہیں کیا اور پھر فقیر ہوگیا تو اس کے ذمہ حج باقی رہے گا اس کو حج کرنے کی کوشش کرنا ضروری ہے۔

مسئلہ: حرام مال سے حج کرنا حرام ہے اگر اس نے حج کیا تو فرض تو ساقط ہو جائے گا مگر حج مقبول نہ ہوگا۔

مسئلہ: ایک شخص پر حج فرض نہیں تھا اور اس نے پیدل حج کیا اور حج فرض کی نیت کی یا مطلق حج کی نیت کی تو حج فرض ادا ہو گیا اس کے بعد مال دار ہو گیا، تو دوبارہ حج فرض نہ ہوگا، لیکن اگر پہلے نفل کی نیت سے حج کیا تھا تو مال دار ہونے پر دوبارہ حج فرض ہو جاوے گا۔

مسئلہ: اگر کوئی شخص نویں ذی الحجہ کو مکہ مکرمہ نہ پہنچ سکا بلکہ نویں اور دسویں ذی الحجہ کی درمیانی رات میں پہنچا اور اتنا وقت تنگ ہے کہ اگر عشا کی نماز پڑھے گا تو وقوفِ عرفہ کا وقت نکل جائے گا اور عرفات تک نہیں پہنچ سکے گا، تو ایسے شخص کو نماز عشا قضا کرنی جائز ہے۔

مسئلہ: اس میں علما کا اختلاف ہے کہ جو شخص تندرست نہ ہو مریض ہو یا اندھا ہو یا مفلوج یا لنگڑا ہو وغیرہ، اور خود سفر نہ کر سکتا ہو اور سارے شرائط حج کے موجود ہوں تو اس پر حج فرض ہوتا ہے یا نہیں؟ بعض کہتے ہیں کہ حج فرض ہو جاتا ہے اور بہت سے علما نے اس کو صحیح کہا ہے اور اسی کو اختیار کیا ہے کہ اس پر حج واجب ہوگا اور ان کے قول کے موافق ایسا شخص اگر حج نہ کر سکے تو اس پر حج بدل کرانا یا اس کی وصیت کرنا واجب ہے اور اگر خود حج کر لے گا تو حج ہو جائے گا اور بعض علما نے کہا ہے کہ ایسے شخص پر حج واجب نہ ہوگا اس کو نہ حجِ بدل کرانا ہوگا اور نہ وصیت کرنی واجب ہے۔

تنبیہ: اختلاف اس صورت میں ہے کہ اس کو معذور ہونے کی حالت میں حج کی استطاعت ہوئی ہو، اگر صحت کی حالت میں حج فرض ہو چکا تھا اور پھر بیمار اور معذور ہو گیا تو بالاتفاق اس پر حج واجب ہے اور اس کو حج کرانا یا وصیت کرنی واجب ہے۔

مسئلہ: اگر کچھ رشوت دے کر راستہ میں امن مل جاتا ہے تو راستہ مامون سمجھا جائے گا اور دفع ظلم کے لیے رشوت دینا جائز ہے، دینے والا گنہگار نہ ہوگا لینے والا گنہگار ہوگا۔

مسئلہ: اگر عورت بیوہ ہے اور کوئی محرم موجود نہیں ہے، تو حج کرنے کے لیے اس پر نکاح کرنا واجب نہیں۔

مسئلہ: اگر بلا محرم یا بلا شوہر کو ساتھ لیے کوئی عورت حج کو جائے گی تو حج ہو جائے گا لیکن گنہگار ہوگی۔

مسئلہ: اگر محرم یا شوہر اپنے خرچ سے چلنے پر تیار نہ ہو تو اس کا خرچ بھی عورت کے ذمہ ہوگا اور ایسی صورت میں محرم اور شوہر کے خرچہ پر قادر ہونا بھی عورت پر وجوب حج کے لیے شرط ہوگا، ہاں اگر وہ اپنے خرچے سے جانے کے لیے تیار ہو تو پھر عورت پر واجب نہ ہوگا۔

مسئلہ: بوڑھی عورت اور ایسی لڑکی کے لیے بھی جو قریب بالغ ہونے کے ہے، محرم کا ساتھ ہونا شرط ہے۔

مسئلہ: عورت پر حج فرض ہوگیا اور محرم بھی ساتھ جانے کے لیے موجود ہے تو شوہر اس کو حج فرض سے نہیں روک سکتا، ہاں اگر محرم ساتھ نہ ہو یا حج نفل ہو تو روک سکتا ہے۔

مسئلہ: عورت کو دوسری عورتوں کے ساتھ بھی بلا محرم کے جانا جائز نہیں۔

مسئلہ: عورت کے لیے حج کو جانا اس وقت واجب ہے جب عدت میں نہ ہو اگر عدت میں ہے تو جانا واجب نہیں۔

مسئلہ: عورت عدت کی حالت میں اگر حج کرے گی تو حج ہو جائے گا لیکن گنہگار ہوگی۔

مسئلہ: ایک شخص کے پاس اتنی رقم ہے کہ وہ یا تو حج کرسکتا ہے یا اپنی جوان بیٹی کی شادی کرسکتا ہے اس پر حج فرض ہے، پہلے حج کرے۔ اگر نہیں کرے گا تو گنہگار ہوگا۔

مسئلہ: حاملہ عورت حج کرسکتی ہے اور وہ بچہ جو اس کے بطن میں ہے اس کا حج نہیں ہوتا۔

مسئلہ: خود کو کسی دوسرے کی بیوی ظاہر کرکے کسی عورت نے اگر حج کیا، تو حج اس محرم عورت کا ادا ہو جائے گا، مگر جعل سازی کا گناہ میاں بیوی اور تیسرے شخص کو بھی ہوگا۔

مسئلہ: عورت کے لیے کسی منہ بولے بھائی کے ساتھ حج کرنا صحیح نہیں ہے کسی اجنبی کو بھائی بنانے سے وہ محرم نہیں بن جاتا، وہ محرم نہیں ہے، بلکہ اس سے نکاح جائز ہے۔

مسئلہ: نذر اور منت ماننے کی وجہ سے بھی حج کرنا واجب ہوتا ہے۔

مسئلہ: حج کی فرضیت کا انکار کرنے والا شخص کافر ہے۔

مسئلہ: کبھی منت و نذر مانے بغیر بھی حج واجب ہوجاتا ہے، مثلاً کوئی شخص میقات سے احرام باندھے بغیر ہی گذر جائے، تو اس پر حج یا عمرہ واجب ہوجاتا ہے، تو ایسا شخص حج کرے گا تو یہ حج واجب شمار ہوگا۔

مسئلہ: ایک مرتبہ سے زیادہ حج کرے گا، تو ایسا ہر حج نفل ہوگا۔

مسئلہ: آفاقی شخص اگر حرم میں یا مکہ معظّمہ میں بغیر احرام کے داخل ہوجائے، تو اس پر ایک حج یا عمرہ کرنا واجب ہوگا، اور کئی مرتبہ بغیر احرام کے داخل ہوا ہو تو ہر مرتبہ کے لیے بغیر احرام کے جانے کی وجہ سے ایک عمرہ یا حج واجب ہوگا۔

مسئلہ: مکہ معظّمہ یا حرم میں بغیر احرام کے داخل ہونے کی وجہ سے جو حج یا عمرہ لازم ہوتا ہے، اس کے قائم مقام فرض حج اور نذر و منت کا حج اور عمرۂ نذر بھی ہوجائے گا، اگرچہ قائم مقام بنانے کی نیت بھی نہ ہو اور اس کے علاوہ دوسرا حج و عمرہ کرنا واجب نہ ہوگا، لیکن شرط یہ ہے یہ حج یا عمرہ اسی سال میں کیا ہو جس سال داخل ہوا تھا، اگر یہ سال گذر گیا تو اس کے لیے مستقل حج یا عمرہ واجب ہوگا۔

مسئلہ: وہ حاجی یا عمرہ کرنے والا جو حج یا عمرہ کے بعد وقتی طور پر مکہ معظّمہ میں قیام پذیر ہے، اگر وہ کسی ضرورت سے جدہ وغیرہ حِل میں کسی جگہ جائے تو وہاں سے مکہ معظّمہ واپسی کے وقت احرام باندھے بغیر آسکتا ہے، کیوں کہ وہ اہلِ حِل کے حکم میں ہے اور ان کو احرام باندھے بغیر مکہ معظّمہ میں داخل ہونا جائز ہے۔

مکی کا حج

جو مکی ہو یا مکہ میں شرعی مقیم ہو گیا ہو، یعنی گھر بنالیا یا وطن بنالیا اور اس پر قیام مکہ میں حج کے مہینے شروع ہو جائیں، تو وہ بھی قران نہیں کر سکتا، اسی طرح اگر ان مہینوں میں یہ لوگ مدینہ چلے جائیں اور وہاں سے مکہ حج کو آئیں، تب بھی قران نہ کریں، ہاں حج کے مہینوں سے پہلے میقات کے باہر جائیں اور واپسی پر قران کریں، تو جائز ہے۔

احرام کے مسائل

مسئلہ: اگر آفاقی شخص مکہ مکرمہ میں پہونچ گیا اور عمرہ کر کے حلال ہو گیا تو اس کی میقات اب مکہ مکرمہ والوں کی میقات کے مثل ہے، یعنی حج کے لیے حرم اور عمرہ کے لیے حل لیکن احرام "تنعیم" سے باندھنا افضل ہے، تنعیم اقرب حل ہے۔

مسئلہ: آفاقی (یعنی میقات سے باہر رہنے والا) میقات سے آگے کسی ایسی جگہ جو حرم سے خارج ہے اور حل میں ہے کسی ضرورت سے جانا چاہتا ہے، مکہ مکرمہ جانے اور عمرہ کرنے کی نیت نہیں ہے، تو اس پر میقات سے احرام باندھنا واجب نہیں اور اس کے بعد وہ اس جگہ سے مکہ مکرمہ میں بلا احرام جا سکتا ہے اور اس پر کوئی دم وغیرہ نہیں ہے، اس مقام پر پہونچ کر یہ شخص بھی اس جگہ کے لوگوں کے حکم میں ہو گیا وہاں سے اگر حج اور عمرہ کا ارادہ کرے تو ان کی میقات یعنی حل سے احرام باندھنا ہو گا۔

مسئلہ: جو لوگ میقات کے رہنے والے ہیں یا میقات اور حرم کے درمیان حل میں رہتے ہیں، اگر حج یا عمرہ کی نیت سے مکہ مکرمہ جائیں تو احرام باندھنا ان پر واجب ہے اور اگر حج وعمرہ کے ارادہ سے نہ جائیں، تو ان کے لیے احرام باندھ کر جانا ضروری

نہیں ہے۔ بلا احرام کے مکہ مکرمہ میں داخل ہوسکتے ہیں۔ ایسے ہی وہ آفاقی جو وہاں حج وعمرہ کے بعد مقیم ہوگیا ہو وہ بھی ان کے حکم میں ہے یا کوئی آفاقی شخص کسی ضرورت سے کسی جگہ حل میں اپنے وطن گیا اور وہاں مکہ مکرمہ کا ارادہ ہوگیا تو وہاں سے وہ مکہ مکرمہ بلا احرام جاسکتا ہے، وہ اہل حل کے حکم میں ہے۔ ان کو بلا احرام مکہ مکرمہ میں داخل ہونا جائز ہے۔

احرام: احرام کے معنی حرام کرنا، حاجی جس وقت حج کی نیت پختہ کرکے تلبیہ (یعنی لبیک الخ) پڑھ لیتا ہے، تو اس پر چند حلال اور مباح چیزیں بھی احرام کی وجہ سے حرام ہوجاتی ہیں، اس وجہ سے اس کو احرام کہتے ہیں اور مجازاً ان دو چادروں کو بھی کہتے ہیں جن کو حاجی حالت احرام میں استعمال کرتا ہے۔

احرام باندھنے کا طریقہ: جس وقت احرام باندھنے کا ارادہ ہو تو اول حجامت بنواؤ، زیر ناف کے بال دور کرو، اگر سر منڈوانے کی عادت ہو، تو سر منڈوالو، ورنہ کنگھی سے بال درست کرلو، بیوی اگر ساتھ، تو صحبت بھی مستحب ہے، اس کے بعد احرام کی نیت سے غسل کرو، اگر کسی وجہ سے غسل نہ کرسکو، تو وضو کرلو اور سلے ہوئے کپڑے بدن سے نکال دو ایک لنگی باندھ لو اور ایک چادر اوڑھ لو، خوشبو لگاؤ، لیکن کپڑوں پر ایسی خوشبو نہ لگاؤ کہ جس کا رنگ باقی رہے، اس کے بعد دو رکعت نفل احرام کی نیت سے پڑھو، اول رکعت میں پوری "قُلْ يَاأَيُّهَا الْكَافِرُوْن" اور دوسری رکعت میں پوری "قل هو الله" پڑھو سلام پھیر کر قبلہ رو بیٹھ کر سر کھول کر اسی جگہ نیت کرو۔

حج کا احرام ہو تو یوں نیت کرے: اے اللہ! میں حج کی نیت کرتا ہوں، اسے میرے لیے آسان کیجئے اور قبول فرمایئے۔

عمرہ کا احرام ہو تو یوں نیت کرے: اے اللہ میں عمرہ کرنا چاہتا ہوں اس کو سہل فرمادیجئے اور قبول فرمالیجئے۔

حج اور عمرہ کا احرام ہو تو یوں نیت کریں: اے اللہ! میں حج اور عمرہ دونوں

اکٹھے کرنا چاہتا ہوں، ان کو سہل فرما دیجیے اور قبول فرما لیجیے۔ اس کے بعد بلند آواز سے تین مرتبہ تلبیہ پڑھیں، تلبیہ کے الفاظ یہ ہیں: حاضر ہوں اے اللہ! میں حاضر ہوں آپ کا کوئی شریک نہیں ہے، میں حاضر ہوں اور سب حمد و نعمتیں آپ ہی کی عطا کی ہوئی ہیں اور ملک بھی آپ کا ہی ہے اس میں کوئی آپ کا شریک نہیں۔ اس کے بعد درود شریف پڑھیں، اس کے بعد جو چاہیں دعا مانگیں لبیک کے بعد یہ دعا مستحب ہے: اے اللہ! میں آپ کی خوشنودی اور جنت کا طلب گار ہوں اور آپ کے غصے اور دوزخ سے پناہ مانگتا ہوں۔

مسئلہ: صرف حج کی نیت دل میں کر لینے سے احرام درست نہیں ہوتا بلکہ تلبیہ یا اور کوئی ذکر جو اس کے قائم مقام ہو کرنا ضروری ہے، اسی طرح اگر بلا نیت کے محض تلبیہ پڑھ لے تب بھی محرم نہ ہوگا۔ خلاصہ یہ ہے کہ احرام کے لیے نیت اور تلبیہ دونوں کا ہونا ضروری ہے۔

مسئلہ: احرام کا کپڑا اسفید ہونا افضل ہے۔

مسئلہ: کمبل، لحاف رزائی، وغیرہ اوڑھنا احرام میں جائز ہے۔

مسئلہ: عورت کو حیض اور نفاس میں چونکہ نماز پڑھنی ناجائز ہے، اس لیے غسل یا وضو کر کے قبلہ رو بیٹھ کر تلبیہ پڑھ لینا چاہیے، نماز نہ پڑھے۔

مسئلہ: احرام کے نفل سر ڈھانک کر پڑھنے چاہیئے اور نماز میں اضطباع نہ کرنا چاہیئے، اضطباع صرف طواف میں ہوگا، احرام کی نفل کے بعد سر کھول کر نمازیں پڑھی جائیں گی۔ جب تک احرام رہے گا احرام کی حالت میں نماز میں بھی سر ڈھانکنا منع ہے۔

مسئلہ: متمتع اور مکی کو حج کا احرام آٹھویں تاریخ کو مسجد حرام میں باندھنا مستحب ہے، اور دوسری جگہ بھی حدودِ حرم کے اندر باندھنا جائز ہے۔

مسئلہ: ہمیانی اور پیٹی لنگی کے اوپر یا نیچے باندھنا جائز ہے، چاہے اس میں اپنا روپیہ ہو یا کسی دوسرے کا۔

مسئلہ: حالتِ احرام میں ہیضہ وغیرہ کا انجکشن اور چیچک کا ٹیکہ لگانا جائز ہے۔

مسئلہ: تہبند میں روپے یا گھڑی کے لیے جیب لگانا جائز ہے۔

مسئلہ: علاوہ سر، منہ کے سب بدن کو ڈھانپنا، کان، گردن، پیروں کو چادر رومال وغیرہ سے ڈھانپنا جائز ہے۔

مسئلہ: جو ڈاڑھی ٹھوڑی سے نیچے لٹکی ہوئی ہے اس کو چھپانا جائز ہے۔

مسئلہ: دیگ، طباق، رکابی، چارپائی وغیرہ سر پر اٹھانا جائز ہے۔

مسئلہ: موذی جانوروں کو مارنا جائز ہے، جیسے سانپ، بچھو، پسّو، چھپکلی، گرگٹ، بھڑ، کھٹمل، چیل، مکھی، مردار خوار کوا وغیرہ۔

جو لوگ ہندوستان اور پاکستان سے حج یا عمرہ کرنے کا ارادہ رکھتے ہوں ان کو کراچی و بمبئی سے احرام باندھ لینا چاہئے یہی زیادہ تر علما کا فتویٰ ہے۔

احرام کھولنے کی نیت سے محرم خود بھی اپنے بال اتار سکتا ہے، اور کسی دوسرے محرم کے بال بھی اتار سکتا ہے کوئی دم واجب نہ ہوگا۔

مسئلہ: ولی کو چاہئے کہ بچے کو ممنوعاتِ احرام سے بچائے، لیکن اگر کوئی فعلِ ممنوع بچہ کر لے گا، تو اس کی جزا واجب نہ ہوگی نہ بچہ پر نہ ولی پر۔

مکہ معظّمہ بار بار آنے جانے والوں کے لیے
بلا احرام داخلے کی اجازت و گنجائش

جو لوگ حدودِ میقات سے باہر رہتے ہیں، اسی طرح وہ اہلِ مکہ جو بغرضِ تجارت یا ملازمت یا کسی مجبوری میں حدودِ میقات سے باہر بار بار آتے جاتے ہوں، تو ایسے لوگوں کا اصل حکم تو یہی ہے کہ جب بھی یہ لوگ مکہ مکرمہ میں داخل ہونے کی نیت سے میقات سے آگے بڑھیں تو ان پر حج یا عمرہ کا احرام لازم ہے، لیکن ڈرائیور

اور تجارتی اغراض سے روزمرہ آنے جانے والوں کے لیے ہر بار احرام میں حرج و مشقت ہے، اس لیے دفعِ حرج اور رفعِ مشقت کے لیے امام شافعیؒ کے قول کے مطابق احرام باندھے بغیر مکہ مکرمہ میں داخل ہونے کی گنجائش ہے۔

(تجویز ۲/۲: چھٹا فقہی اجتماع منعقدہ: ۲۶، ۲۷، ۲۸/ مارچ ۱۹۹۷ء، بمقامِ شیخ الہند ہال دیوبند، یوپی۔ انڈیا)

عورتوں کے احرام کے مسائل

مسئلہ: عورت کا احرام مثل مرد کے احرام کے ہے، صرف یہ فرق ہے کہ عورت کو سر ڈھانکنا واجب ہے اور منہ پر کپڑا لگانا منع ہے اور سلے ہوئے کپڑے پہننے جائز ہیں۔

مسئلہ: عورت کو احرام میں زیور، موزے اور دستانے پہننے جائز ہیں، مگر نہ پہننا اولیٰ ہے۔

عورت کو تلبیہ زور سے پڑھنا منع ہے، صرف اس قدر زور سے پڑھے کہ خود سن سکے۔

مسئلہ: عورت طواف میں اضطباع اور رَمل نہ کرے اور سعی میں ''میلین اخضرین'' کے درمیان دوڑ کر بھی نہ چلے، اپنی چال سے چلے اور جس وقت ہجوم ہو، صفا اور مروہ پر بھی نہ چڑھے، اسی طرح مردوں کے ہجوم کے وقت حجر اسود کو بوسہ بھی نہ دے اور اس کو ہاتھ بھی نہ لگائے اور طواف کی دو رکعت بھی مقام ابراہیم میں مردوں کے ہجوم کے وقت نہ پڑھے، دور کھڑے ہو کر پڑھ لے۔

مسئلہ: عورت کو بالوں کا منڈانا منع ہے، اس لیے احرام کھولنے کے وقت ساری چوٹی پکڑ کر انگلی کے ایک پورے کے برابر بال خود کاٹ لے، کسی اجنبی شخص سے کٹوانا حرام ہے۔

مسئلہ: عورت کو حیض میں تمام افعال کرنے جائز ہیں، صرف طواف کرنا منع ہے، اگر احرام سے پہلے حیض آجائے، تو غسل کر کے احرام باندھ کر سب افعال کرے مگر

سعی اور طواف نہ کرے۔

مسئلہ: حیض کی وجہ سے طواف زیارت اگر اپنے وقت سے مؤخر ہو گیا، تو دم واجب نہ ہو گا۔

اِحرام کے مکروہات

مسئلہ: ڈاڑھی میں خلال کرنا بھی مکروہ ہے، اگر کرے تو اس طرح کرے بال نہ گریں۔

مسئلہ: ناک، ٹھوڑی، رخسار کو کپڑے سے چھپانا مکروہ ہے ہاتھ سے چھپانا جائز ہے۔

مسئلہ: تکیہ پر منہ کے بل لیٹنا مکروہ ہے اور سر یا رخسار کا تکیہ پر رکھنا جائز ہے۔

مسئلہ: خوشبودار کھانا بغیر پکا مکروہ ہے، پکا ہوا کھانا خوشبودار مکروہ نہیں۔

مسئلہ: بلا الائچی، بلا لونگ اور بلا خوشبودار تمباکو کے پان کھانا جائز ہے۔ اور لونگ اور الائچی اور خوشبودار تمباکو ڈال کر کھانا مکروہ ہے۔

مسئلہ: خوشبودار کچی چیز کھانا مکروہ ہے، اگر کسی کھانے میں خوشبو ڈال کر پکا لیا اور خوشبو آتی ہے، تو مکروہ نہیں۔

تلبیہ کے مسائل

مسئلہ: احرام باندھنے کے وقت تلبیہ یا کوئی اور ذکر ایک مرتبہ پڑھنا فرض ہے اور اس کی تکرار سنت ہے۔ جب تلبیہ کہے، تو تین مرتبہ کہے۔

مسئلہ: تغیر حالات کے وقت مثلاً صبح وشام، اٹھتے، بیٹھتے باہر جاتے وقت، اندر آنے کے وقت، لوگوں سے ملاقات کے وقت، رخصت کے وقت، سو کر اٹھتے وقت، سواری سے اترتے ہوئے، بلندی پر چڑھنے کے وقت، نشیب میں اترتے ہوئے،

تلبیہ مستحب مؤکد ہے، یعنی اور مستحبات کے مقابلے میں اس کی تاکید زیادہ ہے۔

مسئلہ: تلبیہ کے درمیان میں کلام نہ کیا جائے، جو شخص تلبیہ پڑھ رہا ہو اس کو سلام کرنا مکروہ ہے۔

مسئلہ: اگر کسی شخص نے تلبیہ پڑھنے کے وقت سلام کیا تو سلام کا جواب تلبیہ کے درمیان میں دینا جائز ہے، مگر ختم کر کے جواب دینا بہتر ہے، بشرطیکہ سلام کرنے والا چلا نہ جائے۔

مسئلہ: فرض اور نفل نماز کے بعد بھی تلبیہ پڑھنا چاہئے اور ایام تشریق میں اول تکبیر کہنی چاہئے اس کے بعد تلبیہ۔ اگر اول تلبیہ پڑھ لیا تو تکبیر ساقط ہو جائے گی، مگر تلبیہ دسویں تاریخ کی رمی کے وقت ختم ہو جاتا ہے، باقی ایام میں صرف تکبیر کہی جائے۔

مسئلہ: اگر مسبوق امام کے ساتھ تلبیہ کہہ لے گا تو نماز فاسد ہو جائے گی۔

مسئلہ: تلبیہ کی کثرت مستحب ہے۔

مسئلہ: اگر چند آدمی ساتھ ہوں، تو ایک ساتھ مل کر تلبیہ نہ کہیں، علیحدہ علیحدہ کہیں۔

مسئلہ: تلبیہ میں آواز بلند کرنا مسنون ہے لیکن اتنی زیادہ نہیں کہ جس سے نمازیوں کو، یا سونے والوں کو تکلیف ہو۔

مسئلہ: مسجدِ حرام میں منی میں عرفات میں اور مزدلفہ میں بھی تلبیہ پڑھو، لیکن مسجد میں زور سے نہ پڑھیں۔

مسئلہ: طواف اور سعی میں تلبیہ نہ پڑھیں۔

مسئلہ: تلبیہ کے الفاظ میں کمی کرنا مکروہ ہے۔

مسئلہ: تلبیہ حج میں رمی کرنے کے وقت تک پڑھا جاتا ہے، جب جمرۂ عقبی کی رمی شروع کرے، تو تلبیہ موقوف کر دے، اس کے بعد نہ پڑھے اور عمرہ میں طواف شروع کرنے تک پڑھا جاتا ہے۔

مسئلہ: گونگے آدمی کو تلبیہ کے لیے زبان ہلانی چاہئے، اگر چہ الفاظ نہ کہہ سکے۔

مسئلہ: غیر عربی زبان میں تلبیہ جائز ہے، اگر چہ عربی میں کہہ سکتا ہو، مگر عربی زبان میں تلبیہ افضل ہے۔

مسئلہ: عورت تلبیہ آہستہ سے پڑھے گی، زور سے پڑھنا اس کو منع ہے۔

مکہ مکرمہ میں داخل ہونے کے آداب

مسئلہ: مکہ مکرمہ میں داخل ہونے کے وقت غسل کرنا مسنون ہے۔

مسئلہ: جب مکہ نظر آئے تو یہ دعا پڑھے! اے اللہ! میرے لیے مکہ میں ٹھکانہ دے اور حلال رزق عطا فرما۔

مسئلہ: تلبیہ پڑھتے ہوئے نہایت خشوع وخضوع کے ساتھ دربار الٰہی کی عظمت و جلال کا لحاظ کرتے ہوئے مسجد میں داخل ہو اور پہلے داہنا پاؤں رکھے اور یہ دعا پڑھے: اللہ کے نام سے اور صلاۃ وسلام ہو رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر میرے گناہوں کی۔ اے اللہ! مغفرت فرما اور میرے لیے اپنی رحمت کے دروازے کھول دے۔

نماز قصر کرنے کا مسئلہ

مسئلہ: جو حاجی مسافر مکہ مکرمہ میں ایسے وقت آئے کہ آٹھویں تاریخ تک پندرہ روز سے کم ہیں اور مکہ مکرمہ میں پندرہ روز یا زیادہ کی نیت کر لے، تو اس کی نیتِ اقامت صحیح نہ ہوگی، وہ مسافر رہے گا، کیونکہ آٹھویں تاریخ کو منیٰ اور نویں کو عرفات ضرور جائے گا، اس لیے ایسے شخص کو قصر کرنا چاہئے۔

بیت اللہ میں داخلے کے آداب

مسئلہ: مسجد میں اندر داخل ہونے کے بعد جب بیت اللہ پر نظر پڑے، تو تین مرتبہ اللّٰہ اکبر لا الٰہ إلا اللّٰہ (اللہ سب سے بڑا ہے اللہ کے سواء کوئی الٰہ نہیں) اور بیت اللہ کو دیکھنے کے وقت ہاتھ اٹھا کر یہ دعا پڑھے: اے اللہ! اس گھر کی شرافت وعظمت و بزرگی اور بھلائی زیادہ کردے۔ اے اللہ! آپ ہی کی طرف سے سلامتی مل سکتی ہے، پس ہم کو سلامتی کے ساتھ زندہ رکھ۔

مسئلہ: بیت اللہ کے دیکھنے کے وقت کھڑے ہو کر دعا مانگنا مستحب ہے۔

مسئلہ: مسجد حرام میں داخل ہو کر تحیۃ المسجد نہ پڑھے، اس مسجد کا تحیۃ طواف ہے، اس لیے دعا مانگنے کے بعد طواف کرلے، البتہ اگر طواف کرنے کی وجہ سے فرض نماز کے قضا ہونے یا مستحب وقت نکل جانے، یا جماعت فوت ہونے کا اندیشہ ہو، تو طواف کے بجائے تحیۃ المسجد پڑھنا چاہئے، بشرطیکہ وقت مکروہ نہ ہو۔

مسئلہ: اگر کسی وجہ سے فوراً طواف کا ارادہ نہ ہو، تو تحیۃ المسجد پڑھنا چاہئے، بشرطیکہ وقت مکروہ نہ ہو۔

مسئلہ: مسجدِ حرام میں، بلکہ ہر مسجد میں داخل ہونے کے وقت نفل اعتکاف کی نیت کرنا مستحب ہے۔ اور نفل اعتکاف تھوڑی دیر کا بھی جائز ہے۔

مسئلہ: مسجد حرام تمام مسجدوں سے افضل ہے، اس میں نماز پڑھنے کا بڑا ثواب ہے، ایک نماز کا ثواب ایک لاکھ نمازوں کے برابر ہوتا ہے، لیکن یہ ثواب کی زیادتی صرف فرض نماز کے ساتھ مخصوص ہے۔ نوافل کا ثواب اتنا نہیں، نوافل گھر میں پڑھنا افضل ہے۔ اسی طرح یہ ثواب صرف مردوں کو ہوتا ہے، عورتوں کو نہیں ہوتا۔ ان کو

اپنے گھر میں نماز پڑھنی افضل ہے، جو لوگ اس ثواب کو حرم کے لیے مانتے ہیں، ان کے یہاں عورتوں کو حرم کے حدود میں، گھر یا ہوٹل میں، پڑھنے پر بھی ایک لاکھ کا ثواب مل جائے گا۔

مسئلہ: صرف حطیم کا استقبال نماز میں کافی نہیں ہے، بل کہ کعبہ کا استقبال ضروری ہے، چاہے حطیم بیچ میں آجائے۔

حجرِ اسود

مسئلہ: حجرِ اسود کو ہاتھ لگانا اور چومنا اس وقت مسنون ہے، جب کسی کو تکلیف نہ ہو۔ کسی مسلمان کو سنّت کی وجہ سے تکلیف دینا حرام ہے، اس لیے دھکّے دے کر استلام نہ کرے، بلکہ ایسے وقت صرف دونوں ہاتھ حجرِ اسود کو لگائے اور ہاتھوں کو چوم لے اور اگر ایک ہاتھ لگائے تو داہنا ہاتھ لگائے اور اگر یہ بھی ممکن نہ ہو سکے تو کسی لکڑی وغیرہ سے حجرِ اسود کو چھوئے اور اس لکڑی کو بوسہ دے لے، اگر یہ بھی نہ ہو سکے تو دونوں ہاتھ کانوں تک اٹھا کر دونوں ہتھیلیوں کو حجرِ اسود کی طرف اس طرح کرے کہ پشت ہتھیلیوں کی اپنے چہرے کی طرف رہے اور تصوّر کرے کہ حجر اسود پر رکھی ہیں اور تکبیر اور تہلیل کہے اور ہتھیلیوں کو بوسہ دے لے۔

مسئلہ: حجرِ اسود پر اگر خوشبو لگی ہو اور طواف کرنے والا محرم ہو، تو اس کا استلام جائز نہیں، بلکہ ہاتھوں سے اشارہ کر کے ہاتھوں کو بوسہ دے لے۔

طواف کے مسائل واقسام

طواف کے اقسام: طواف کی سات قسمیں ہیں:

(۱) طوافِ قدوم: یعنی آنے کے وقت کا طواف، اس کو ''طوافِ تحیہ'' اور ''طواف لقا'' اور ''طواف ورود'' کہتے ہیں۔ یہ اس آفاقی کے لیے سنت ہے، جو صرف افراد یا قران کرے اور تمتع اور عمرہ کرنے والوں کے لیے سنّت نہیں گو آفاقی ہوں، اسی طرح اہل مکہ مکرّمہ کے لیے بھی نہیں ہے، کیوں کہ مُفرِد اور قارِن شروع سے لے کر حج ختم ہونے تک، حالتِ احرام میں رہتا ہے، اس لیے وہ آنے کا طوافِ قدوم کر کے طوافِ وداع تک مصروف اور وردی میں ہے، بخلاف متمتع اور عمرہ کرنے والے کے اور مکی کے یہ لوگ مصروف نہیں ہوتے احرام اتار چکتے ہیں، ہاں اگر کوئی مکی میقات سے باہر جا کر اِفراد یا قران کا احرام باندھ کر حج کرے، تو اس کے لیے بھی مسنون ہے اور اس کا اوّل وقت مسجدِ حرام میں داخل ہونے کا وقت ہے۔

(۲) طوافِ زیارت: اس کو طوافِ رکن اور طوافِ حج اور طوافِ افاضہ بھی کہتے ہیں، یہ حج کا رکن ہے، بلا اس کے حج نہیں ہوتا اور اس کا وقت دسویں ذی الحجہ کی صبح صادق سے شروع ہوتا ہے اور ایامِ نحر یعنی دسویں ذی الحجہ سے بارھویں تک کرنا واجب ہے، اس میں رمل ہوتا ہے اور سلے ہوئے کپڑے اگر احرام کھول کر پہن لیے، تو اضطباع نہیں ہوتا، اور اگر احرام کے کپڑے نہیں اتارے تو پھر اضطباع بھی کرنا چاہیے، اس کے بعد بھی سعی ہوتی ہے لیکن اگر طوافِ قدوم کے بعد سعی کر چکا ہو، تو پھر رمل اور سعی نہ کرے۔

(۳) طوافِ صدر: یعنی بیت اللہ سے واپسی کا طواف اس کو طوافِ وداع بھی کہتے ہیں۔ یہ آفاقی پر واجب ہے، مکّی پر یا جو آفاقی مکّہ مکرّمہ کو ہمیشہ کے لیے وطن بنالے

اس پر واجب نہیں، اس طواف میں رمل اور اضطباع نہیں کیا جاتا اور اس کے بعد سعی بھی نہیں ہے، یہ تینوں طواف حج کے ساتھ مخصوص ہیں۔

(۴) طوافِ عمرہ: یہ عمرہ میں رکن اور فرض ہے، اس میں اضطباع اور رمل کرے اور بعد میں سعی کرے۔

(۵) طوافِ نذر: یہ نذر ماننے والے پر واجب ہوتا ہے۔

(۶) طوافِ تحیہ: یہ مسجدِ حرام میں داخل ہونے والے کے لیے مستحب ہے لیکن اگر دوسرا کوئی طواف کرلیا تو وہ اس کے قائم مقام ہوجائے گا۔

(۷) طوافِ نفل: یہ جس وقت بھی جی چاہے کیا جاسکتا ہے۔

مسئلہ: طواف کرتے ہوئے علاوہ استلام کے وقت کے بیت اللہ کی طرف منہ کرنا منع ہے اور استلام کے وقت بھی دونوں پاؤں اپنی جگہ رہنے چاہیے اور استلام کرکے پھر سیدھا کھڑا ہوکر طواف کرنا چاہیے، عام طور پر لوگ استلام کرکے پیچھے کو ہٹتے ہیں، جس سے لوگوں کو تکلیف ہوتی ہے، پیچھے ہٹنے کی ضرورت ہی نہیں، اسی جگہ سیدھا کھڑا ہوجانا کافی ہے۔

نفلی طواف جو بار بار اور دن رات میں کسی بھی وقت حتی کہ مکروہ وقت میں بھی کیا جاسکتا ہے، نفلی طواف کے بعد سعی نہیں ہوتی۔

مسئلہ: سمجھ دار بچہ خود طواف کرے اور بہت چھوٹے کو ولی گود میں لے کر طواف کرائے، یہی حکم وقوفِ عرفات اور سعی و رمی وغیرہ کا ہے۔

مسئلہ: مسجد حرام میں نماز پڑھنے والے کے آگے طواف کرنے والوں کو گذرنا جائز ہے اور طواف نہ کرنے والوں کو بھی جائز ہے، مگر سجدہ کی جگہ میں نہ گذریں۔

مسئلہ: طواف کے لیے نیت شرط ہے، بلا نیت کے اگر کوئی شخص بیت اللہ کے چاروں طرف سات چکر لگائے گا، تو طواف نہ ہوگا۔

مسئلہ: اگر کسی نے طواف کے بعد کی دو رکعتیں مکّہ مکرّمہ میں نہیں پڑھیں، تو اس کو ادا کرنا واجب ہے، ذمّے سے ساقط نہیں ہوں گی تمام عمر میں کہیں بھی ادا کر سکتا ہے۔

مسئلہ: یہ نماز وقت مکروہ میں نہ پڑھے، مثلاً: اگر عصر کے بعد طواف کیا ہے تو مغرب کے فرضوں کے بعد پڑھے، اگر وقت میں گنجائش ہو، تو مغرب کی سنتوں سے پہلے طواف کی نماز پڑھے، ورنہ پہلے مغرب کی سنتیں پڑھے۔

مسئلہ: دوگانہ طواف وقتِ مکروہ میں پڑھنا مکروہ ہے اور اعادہ بہتر ہے۔

مسئلہ: اگر کوئی دوگانہ طواف پڑھنا بھول جائے اور دوسرا طواف شروع کر دے، تو اگر ایک چکّر پورا کرنے سے پہلے یاد آجائے، تو طواف کو چھوڑ کر نماز پڑھے اور اگر ایک چکّر پورا کرنے کے بعد یاد آیا ہے، تو طواف نہ چھوڑے، طواف پورا کرنے کے بعد دونوں طوافوں کی ۲-۲ رکعت پڑھ لے۔

مسئلہ: طواف کی نماز کا طواف کے بعد متصل پڑھنا مسنون ہے اور تاخیر کرنا مکروہ ہے، البتہ اگر وقت مکروہ ہو، تو اس کے گزرنے کے بعد پڑھے۔

مسئلہ: جس طواف کے بعد سعی ہوتی ہے، اس میں اوّل کے تین چکّروں میں رمل بھی ہوتا ہے اور جس کے بعد سعی نہیں اس میں "رمل" نہیں ہوتا۔ رمل یہ ہے کہ جھپٹ کر تیزی سے چلے اور زور سے قدم اٹھائیں اور قدم نزدیک نزدیک رکھے اور مونڈھوں کو خوب پہلوانوں کی طرح ہلاتا ہوا چلے۔

مسئلہ: اگر زیادہ ہجوم ہے کہ رمل نہیں کر سکے گا، تو ہجوم کم ہونے تک طواف کو مؤخر کرے جب ہجوم کم ہو جائے، اس کے بعد طواف رمل کے ساتھ کرے۔

مسئلہ: اگر طواف رمل کے ساتھ شروع کیا اور ایک دو چکر کے بعد ہجوم ہو گیا کہ رمل نہیں کر سکتا تو رمل موقوف کر دے اور طواف کرے۔

مسئلہ: اگر رمل کرنا بھول گیا اور ایک چکر کے بعد یاد آیا، تو صرف دو میں رمل کرے

اور اگر اول تین چکروں کے بعد یاد آئے تو پھر رمل نہ کرے کیوں کہ جس طرح اول کے تین چکروں میں رمل سنت ہے، اسی طرح آخر کے چار میں رمل نہ کرنا بھی سنت ہے۔

مسئلہ: سارے طواف (یعنی ساتوں چکروں میں) رمل کرنا مکروہ ہے، لیکن کرنے سے کوئی جزا واجب نہ ہوگی۔

مسئلہ: کسی مرض یا بڑھاپے کی وجہ سے اگر رمل نہیں کرسکتا تو کچھ حرج نہیں۔

مسئلہ: رمل کرتے ہوئے بیت اللہ شریف کے قریب چلنا افضل ہے، البتہ محض قریب کی فضیلت حاصل کرنے کے لیے دوسروں کو تکلیف دینا گناہ ہے، اسی طرح بلا رمل بھی مرد کو بیت اللہ کے قریب طواف کرنا افضل ہے، لیکن اگر قریب ہونے میں دوسروں کو تکلیف ہوتی ہو، تو پھر افضل نہیں۔

مسئلہ: اگر قصداً کسی نے آٹھواں چکر بھی کرلیا، تو پھر چھ چکر ملا کر پورا طواف کرنا واجب ہے، گویا اب دو طواف ہوجائیں گے۔

مسئلہ: ساتویں چکر کے بعد وہم یا وسوسہ سے آٹھواں چکر بھی کرلیا، تب بھی اس کو دوسرا طواف پورا کرنا لازمی ہے۔

مسئلہ: اگر آٹھواں چکر کیا اور گمان یہ تھا کہ یہ ساتواں چکر ہے، لیکن بعد میں معلوم ہوا کہ آٹھواں ہے تو پھر دوسرا طواف لازمی نہیں۔

مسئلہ: اگر طواف رکن میں شک ہوجائے، تو اس کا اعادہ کرے اور اگر طوافِ فرض وواجب کے پھیروں کی تعداد میں شبہ ہوجائے تو جس پھیرے میں شک ہو اس کا اعادہ کرلے۔

مسئلہ: طوافِ سنت اور نفل میں اگر شک ہو تو غلبۂ ظن کا اعتبار ہے۔

مسئلہ: طواف میں اگر عورت مرد کے ساتھ ہوجائے، تو طواف فاسد نہیں ہوتا نہ مرد کا، نہ عورت کا۔

مسئلہ: اگر کوئی مسجد کے چھت پر چڑھ کر طواف کرے اگر چہ بیت اللہ سے اونچا ہو جائے، تب بھی طواف ہو جائے گا۔

مسئلہ: مسجدِ حرام سے باہر نکل کر اگر طواف کرے گا، تو طواف نہ ہوگا۔

مسئلہ: میں بالکل خاموش رہنا اور کچھ نہ پڑھنا بھی جائز ہے۔

مسئلہ: طواف میں دعا پڑھنا قرآن پڑھنے سے افضل ہے۔

مسئلہ: باہر کے رہنے والوں کے لیے نفلی طواف نماز سے افضل ہے اور مکہ مکرمہ والوں کے لیے حج کے زمانے میں نفل طواف سے افضل نماز ہے۔

دورانِ طواف حیض آنے لگے، تو طواف بند کردے، اس کے بعد کی سعی بھی نہ کرے، اگر طواف پورا کرنے کے بعد حیض آئے، تو سعی کرسکتی ہے، سعی کے لیے طہارت شرط نہیں ہے۔

معذور کا طواف

مسئلہ: مریض معذور کو طواف کرانے کے لیے اجرت پر کرسی یا پالکی میں بٹھا کر طواف کروانا جائز ہے۔

مسئلہ: اگر اٹھانے والے نے طواف کی نیت نہیں کی اور معذور بے ہوش نہیں تھا، اس نے خود طواف کی نیت کرلی تو طواف ہو گیا اور اگر بیہوش تھا، تو طواف نہیں ہوگا۔

مسئلہ: معذور شخص کو جس کا وضو نہیں ٹھہرتا، یا کوئی زخم جاری ہے، اس کا وضو چوں کہ نماز کے وقت تک رہتا ہے، نماز کا وقت نکلنے کے بعد دوبارہ وضو کرنا ہوتا ہے اس لیے اگر چار چکروں کے بعد وقت نکل جائے، تو دوبارہ وضو کر کے طواف پورا کرلے اور اگر چار چکروں سے کم کیے ہیں، تب بھی دوبارہ وضو کر کے پورا کرسکتا ہے، لیکن چار چکر سے کم کی صورت میں شروع سے کرنا افضل ہے۔

طوافِ قدوم

''طوافِ قدوم'' جس کو ''طوافِ تحیہ'' بھی کہتے ہیں، یہ صرف قارن اور مُفرِد کے لیے مسنون ہے، تمتع اور عمرہ کرنے والے کے لیے سنت نہیں ہے۔

مسئلہ: طوافِ قدوم کا وقت مکہ مکرمہ میں داخل ہونے کے وقت سے وقوفِ عرفہ تک ہے، اگر وقوفِ عرفہ کرلیا اور طواف نہیں کیا، تو اس کا وقت ختم ہوگیا اور اس کے بعد طوافِ قدوم ساقط ہوگیا۔

مسئلہ: اگر آفاقی سیدھا عرفات چلا آئے اور مکہ مکرمہ میں دسویں تاریخ کو وقوفِ عرفہ کے بعد آئے، تو اس سے طوافِ قدوم ساقط ہوجاتا ہے، اس لیے کہ اس کا وقت وقوف سے پہلے پہلے ہے۔

مسئلہ: طوافِ قدوم کے بعد اگر صفا مروہ کی سعی کا بھی ارادہ ہو، تو اس طواف میں اضطباع اور پہلے تین چکروں میں رمل بھی کرے، ورنہ اضطباع اور رمل نہ کرے۔

مسئلہ: مفرد کے لیے سعی طوافِ زیارت کے بعد افضل ہے اور قارن کے لیے طوافِ قدوم کے ساتھ سعی کرنا افضل ہے اور جو شخص طوافِ زیارت سے پہلے حج کی سعی کرلے وہ طواف زیارت کے بعد سعی نہ کرے۔

مسئلہ: وقوف سے پہلے اگر کسی نے نفل طواف کرلیا اور طوافِ قدوم کی نیت نہیں کی، تو بھی طوافِ قدوم ہوگیا، طوافِ قدوم کی خاص طور سے نیت کرنا ضروری نہیں ہے۔

سعی کے مسائل

سعی کے بعد کی دو رکعت بھی اور کہیں بھی پڑھی جا سکتی ہے۔

سعی کرنے کا طریقہ: جس طواف کے بعد سعی ہو، تو چاہئے کہ طواف سے فارغ ہو کر حجر اسود کا استلام کرے، جیسا کہ طواف میں کیا جاتا ہے اور یہ نواں استلام سعی کرنے کے لیے مستحب ہے، استلام کر کے باب الصفا سے مسجد سے باہر نکلے اور صفا پر جائے اور صفا کے قریب پڑھے: اللہ نے جس سے ابتدا کی، میں بھی اسی سے شروع کرتا ہوں اور صفا کی سیڑھیوں پر چڑھے، پھر بیت اللہ کی طرف منہ کر کے کھڑا ہو اور بیت اللہ پر نظر رہے اور دونوں ہاتھ آسمان کی طرف مونڈھوں تک اٹھائے، جیسے دعا میں اٹھاتے ہیں، اس کے بعد تین مرتبہ خدا کی حمد و ثنا کرے اور تکبیر و تہلیل بلند آواز سے تین مرتبہ کہے اور آہستہ سے درود شریف پڑھے، پھر خوب خشوع سے اپنے لیے اور دوسروں کے لیے دعا مانگے، اور تلبیہ بھی کہتا رہے اور دیر تک ٹھہرا رہے، تقریباً ۲۵ر آیت کی مقدار ٹھہرے، پھر اپنی رفتار سے ذکر کرتا ہو، اور دعا مانگتا ہوا مروہ کی طرف چلے اور درمیان مروہ کے یہ دعائے ماثورہ پڑھے: اے اللہ! بخش دے، آپ ہی سب سے زیادہ عزت والے اور سب سے بزرگ ہیں۔

اور اس کے علاوہ جو چاہے پڑھے، یہاں بھی دعا قبول ہوتی ہے اور جب سبز (میل) ستون (جو کہ مسجد کے کونے پر لگا ہے) چھ ہاتھ کے فاصلے پر رہ جائے تو دوڑ کر چلے، مگر متوسط طریق سے دوڑے، جب دونوں میلوں سے نکل جائے، تو پھر اپنی چال سے چلنے لگے، یہاں تک کے مروہ پر پہنچے اور کشادہ جگہ پر رک جائے، ذرا داہنی جانب کو مائل ہو کر، بیت اللہ کی طرف منہ کر کے، کھڑا ہو اور پھر جس طرح صفا پر ذکر اور دعا کی تھی، یہاں بھی کرے، یہاں دعا قبول ہوتی ہے۔ یہ صفا مروہ تک ایک

چکر ہوگیا، اس کے بعد مروہ سے اتر کر پھر صفا کی طرف چلے اور دونوں میلوں کے درمیان دوڑ کر چلے اور صفا پر چڑھ کر پھر اسی طرح دعا اور ذکر، جیسے شروع میں کیا تھا، یہ مروہ تک دو پھیرے ہوگئے، اسی طرح سات پھیرے کرے، پھر سعی کے ساتھ پھیرے پورا کرنے کے بعد دو رکعت نفل نماز مسجدِ حرام میں پڑھے اور مطاف (یعنی جس جگہ طواف کرتے ہیں) کے کنارے پر پڑھنا مستحب ہے۔

مسئلہ: سعی ہمارے نزدیک واجب ہے، طواف کے بعد متصل کرنا سنت ہے، فوراً کرنا واجب نہیں، اگر کسی عذر یا تھکان کی وجہ سے فوراً طواف کے بعد نہ کر سکے، تو مضائقہ نہیں، بلا عذر تاخیر مکروہ ہے۔

مسئلہ: اگر طواف اور سعی کے درمیان بہت فاصلہ ہو جائے، تب بھی کوئی جزا واجب نہیں ہوتی۔

مسئلہ: طوافِ قدوم کے بعد کسی نے سعی نہیں کی اور وقوفِ عرفہ کر لیا تو اب طوافِ زیارت سے پہلے وقوفِ عرفہ کے بعد سعی کرنا جائز نہیں، بلکہ طوافِ زیارت کر کے سعی کرے۔

مسئلہ: سعی کے لیے باب الصفا سے نکلنا مستحب ہے، اگر کسی دوسرے دروازے سے نکلے، تو وہ بھی جائز ہے۔

مسئلہ: سعی کے شروع کرنے سے پہلے حجر اسود کا استلام مسنون ہے۔

مسئلہ: ''میلین اخضرین'' کے درمیان تیز دوڑنا مسنون نہیں، بلکہ متوسط طریق سے اتنا تیز چلنا چاہئے کہ رمل سے زیادہ اور بہت تیز دوڑنے سے کم رفتار ہو۔

مسئلہ: کے سات چکر ہیں اور صفا سے مروہ تک ایک چکر ہوتا ہے اور مروہ سے صفا تک دوسرا، اسی طرح سات چکر ہونے چاہئیں۔

مسئلہ: کو صفا سے شروع کرنا اور مروہ پر ختم کرنا واجب ہے۔

مسئلہ: ''میلین'' کے درمیان ہر چکر میں جھپٹ کر تیز چلنا مسنون ہے۔
مفرد حج کی سعی اگر طوافِ قدوم کے بعد طواف زیارت سے پہلے کرلے، تو سعی میں تلبیہ پڑھے اور عمرہ کی سعی میں تلبیہ نہ پڑھے، تمتع کرنے والا بھی تلبیہ نہ پڑھے، کیوں کہ عمرہ کرنے والا اور تمتع کرنے والے کا تلبیہ طواف شروع کرنے کے وقت ختم ہوجاتا ہے اور صرف حج کرنے والے کا رمی شروع کرنے کے وقت ختم ہوجاتا ہے۔
مسئلہ: اگر سعی کے چکروں کی تعداد میں کچھ شک ہو، تو کم کا اعتبار کرکے پورا کرلے۔
مسئلہ: سعی کے صحیح ہونے کے لیے نیت شرط نہیں اور نہ سعی کے چکروں میں آپس میں اتصال اور پے در پے ہونا شرط ہے، بلکہ سنت ہے۔
مسئلہ: اگر کسی نے متفرق طور سے سعی کی، مثلاً ایک چکر روز کرلیا اور سات روز میں سعی پوری کرلی، تو سعی ہوجائے گی، لیکن اگر بلا عذر ایسا کیا، تو از سرِ نو کرنا مستحب ہے۔
مسئلہ: سعی نفلی نہیں ہوتی۔
مسئلہ: آٹھویں کو احرام باندھنے والا اگر حج کی سعی طوافِ زیارت سے پہلے کرنا چاہے تو اس کو چاہئے کہ ایک نفل طواف، اضطباع اور رمل کے ساتھ کرے اور اس کے بعد سعی کرے، یہ حج کی سعی ہوجائے گی اور پھر دسویں تاریخ کو سعی نہ کرنی ہوگی، مگر افضل یہ ہے کہ طوافِ زیارت کے بعد کرے۔

مفرِد وقارِن کے مسائل

مسئلہ: مفرد اور قارن جب طوافِ قدوم سے فارغ ہو جائیں تو ان کو اِحرام باندھے ہوئے مکہ مکرمہ میں رہنا چاہئے اور ممنوعاتِ احرام سے بچتا رہے اور متمتع جس وقت عمرہ کے طواف وسعی سے فارغ ہوجائے، تو حلق (بال منڈانا) یا تقصیر (بال کتروانا) کرائے، بس اس کے بعد وہ حلال ہوگیا، جو چیزیں احرام کی وجہ سے اس

کے لیے منع ہوگئیں تھیں اب وہ حلال ہوگئیں اور جب تک دوبارہ احرام نہ باندھے گا، حلال رہیں گی، اور حج کے لیے آٹھویں تاریخ کو یا اس سے پہلے حج کا احرام باندھنا ہوگا، مفرد اور متمتع کو مکہ مکرمہ کے قیام کو غنیمت سمجھنا چاہئے، اس میں جس قدر ہو سکے نفل طواف کرتا رہے۔

مسئلہ: مفرد اور قارن طوافِ قدوم اور عمرہ سے فارغ ہو کر مکہ مکرمہ میں رہتے ہوئے جس وقت چاہے نفل طواف کرے، لیکن نفل طواف میں رمل اور اس کے بعد سعی نہیں ہے، لیکن طواف کے بعد دو رکعت پڑھنا واجب ہے۔

مسئلہ: مُفرِد اور قارن طوافِ قدوم اور عمرہ کے بعد تلبیہ پڑھتا رہے، البتہ طواف کرتے ہوئے نہ پڑھے مفرد اور قارن کا تلبیہ جمرہ عقبہ کی رمی کے وقت ختم ہو جاتا ہے۔

منیٰ وعرفات جانے کے مسائل

مسئلہ: دسویں تاریخ کو طوافِ زیارت کر کے مکہ مکرمہ سے منیٰ واپس آجائے اور ظہر کی نماز منیٰ آکر پڑھنا مسنون ہے اور بعض کہتے ہیں کہ مکہ مکرمہ میں مسجدِ حرام میں ہی پڑھنا مسنون ہے، ملا علی قاریؒ نے مسجدِ حرام میں نمازِ ظہر پڑھنے کو ترجیح دی ہے، اور رات کو منیٰ میں رہنا سنت ہے، منیٰ کے علاوہ کسی دوسری جگہ رات گزارنا مکروہ ہے، خواہ مکہ مکرمہ میں رہے، یا راستے میں، اسی طرح اکثر حصہ رات کا کسی دوسری جگہ بھی گزارنا مکروہ ہے، لیکن اس سے دم وغیرہ واجب نہ ہوگا۔

مسئلہ: منیٰ کو جاتے ہوئے اور وہاں قیام میں تلبیہ پڑھتا رہے۔

مسئلہ: آٹھویں تاریخ کے قیام میں منیٰ میں کوئی خاص حکم نہیں ہے، صرف قیام اور پانچ نمازیں پڑھنا مسنون ہے۔

مسئلہ: نویں ذی الحجہ کی صبح کو فجر کی نماز اِسفار یعنی خوب اجالے میں پڑھے

اور جب سورج نکل آئے اور دھوپ ''جبل ثبیر'' پر پھیل جائے، تو عرفات کو چلے۔

مسئلہ: عرفات مکہ مکرمہ سے مشرق کی جانب تقریباً نو میل اور منیٰ سے چھ میل پر ایک میدان ہے، نویں تاریخ کو زوال کے بعد سے دسویں کی صبح صادق تک کسی وقت اس میں ٹھہرنا حج کا رکن اعظم ہے، چاہے تھوڑی دیر کے لیے ہی ہو۔

مسئلہ: عرفات میں پہنچ کر تلبیہ، دعا اور درود وغیرہ کثرت سے پڑھتا رہے، جب زوال ہو جائے وضو کرے، غسل افضل ہے، ضروریات: کھانا، پینا وغیرہ سے زوال سے پہلے فارغ ہو جائے اور بالکل اطمینان و سکون قلب کے ساتھ اپنے خالق کی طرف متوجہ ہو اور زوال ہوتے ہی یا اس سے پہلے ''مسجد نمرہ'' پہنچ جائے۔

مسئلہ: جب امام منبر پر بیٹھ جائے، مؤذن اذان دے، اس کے بعد امام مثل جمعہ کے دو خطبے پڑھے، جن میں احکامِ حج بیان کرے، خطبے سے فارغ ہو کر جب ممبر سے اتر آئے تو مؤذن اقامت کہے اور ظہر کی نماز پڑھائے، اس کے بعد پھر دوسری اقامت کے بعد عصر کی نماز پڑھائے، دونوں نمازوں میں قرآن آہستہ پڑھے، زور سے نہ پڑھے۔

مسئلہ: ظہر کے فرضوں کے بعد تکبیر تشریق تو کہہ لے، لیکن ظہر کی سنتِ مؤکدہ یا نفل نہ پڑھے اور عصر کی نماز کے بعد بھی ظہر کی نفل یا سنت نہ پڑھے۔

مسئلہ: امام اور مقتدی کو دونوں نمازوں کے درمیان ظہر کی سنت یا نفل پڑھنا یا اور کوئی کام کرنا کھانا پینا وغیرہ مکروہ ہے، البتہ اگر امام عصر کی نماز میں تاخیر کرے، تو پھر مقتدیوں کو ظہر کی سنت یا نفل پڑھنا مکروہ نہیں، اگر دونوں نمازوں کے درمیان زیادہ فصل ہو جائے تو پھر عصر کے لیے بھی اذان دی جائے۔

مسئلہ: مقیم شخص کو قصر جائز نہیں، خواہ مقتدی ہو یا امام اور اگر امام مقیم ہو اور قصر کرے تو اس کی اقتدا نہ مسافر کو جائز ہے نہ مقیم کو، اگر کوئی مقیم امام قصر کرے گا تو امام اور مقتدی دونوں کی نماز نہ ہوگی۔

وقوفِ عرفہ کے مسائل

مسئلہ: وقوف عرفہ کے لیے نیت شرط نہیں، اگر نیت نہ کی تب بھی وقوف ہو جائے گا۔

مسئلہ: عرفات میں وقوف کے وقت کھڑا رہنا مستحب ہے، شرط اور واجب نہیں ہے، بیٹھ کر، یا لیٹ کر جس طرح ہو سکے، سوتے، جاگتے، وقوف کرنا جائز ہے۔

مسئلہ: وقوف میں ہاتھ اٹھا کر حمد و ثنا کرنا، درود و دعا و اذکار، تلبیہ پڑھتے رہنا مستحب ہے اور خوب الحاح کے ساتھ دعا کریں، اپنے لیے، اپنے عزیز و اقارب کے لیے جملہ اہل و عیال اور سب مسلمانوں کے لیے دعائے کریں اور قبولیت کی امید قوی رکھیں اور دعا درود و تکبیر تہلیل وغیرہ تین تین مرتبہ پڑھیں، دعا کے شروع میں تسبیح و تحمید، تہلیل تکبیر، درود پڑھیں اور ختم پر بھی پڑھیں۔

مسئلہ: وقوف کے لیے حیض و نفاس جنابت سے پاک ہونا شرط نہیں۔

مسئلہ: نویں ذی الحجہ کو زوال سے لے کر سورج غروب ہونے تک عرفات میں رہنا واجب ہے، اگر سورج غروب ہونے سے پہلے عرفات کی حد سے نکل گیا، تو دم واجب ہوگا، لیکن اگر سورج غروب ہونے سے پہلے پھر واپس آ جائے، تو دم ساقط ہو جائے گا اور اگر غروب کے بعد عرفات میں واپس آئے گا، تو دم ساقط نہ ہوگا۔

وقوفِ مزدلفہ کے مسائل

مسئلہ: مزدلفہ کے راستے میں تلبیہ، تکبیر، درود کثرت سے پڑھے۔

مسئلہ: مزدلفہ میں مغرب کی نماز ادا کی نیت کرے، قضا کی نیت نہ کرے، گو قضا کی نیت سے بھی نماز ہو جائے گی۔

مسئلہ: مزدلفہ میں مغرب اور عشا کو اکٹھا پڑھنے کے لیے جماعت شرط نہیں، خواہ جماعت سے پڑھے یا تنہا، دونوں کو اکٹھا پڑھے، لیکن جماعت سے پڑھنا افضل ہے۔

مسئلہ: مزدلفہ میں دونوں کو اکٹھا پڑھنا واجب ہے، بخلاف ظہر وعصر کے عرفہ میں کہ ان کا جمع کرنا مسنون ہے اور مزدلفہ میں جمع کے لیے بادشاہ یا اس کا نائب ہونا شرط نہیں اور جماعت بھی شرط نہیں اور خطبہ بھی یہاں نماز سے پہلے مسنون نہیں اور اقامت بھی دونوں کے لیے ایک ہی ہوتی ہے۔

مسئلہ: مغرب وعشا کی نماز سے فارغ ہوکر مزدلفہ میں ٹھہرے اور مزدلفہ میں صبح صادق کے بعد تک ٹھہرنا سنتِ مؤکدہ ہے، یہ وقت یہاں کے وقوف کا صبح صادق سے سورج نکلنے تک ہے۔

مسئلہ: اگر مزدلفہ میں اس وقت تک وقوف نہ کیا اور رات ہی کو صبح صادق سے پہلے وہاں سے چلا گیا، تو دم واجب ہوگا، البتہ اگر عذر کی وجہ سے نہیں ٹھہرا، مثلاً مریض ہے یا کمزور ہے، تو دم واجب نہ ہوگا۔

مسئلہ: اگر عورت ہجوم کی وجہ سے مزدلفہ میں نہ ٹھہرے، تو اس پر دم واجب نہ ہوگا اور اگر مرد ہجوم ہونے کی وجہ سے نہ ٹھہرے، تو دم واجب ہوگا اور صبح صادق کے بعد اندھیرے ہی میں مزدلفہ سے چلا آیا، تو دم واجب نہ ہوگا، کیوں کہ مقدارِ واجب وقوف ہوگیا، مقدارِ واجب ذرا سی دیر سے بھی پوری ہوجاتی ہے۔

مسئلہ: مزدلفہ سے ستر (۷۰) کنکریاں مثل کھجور کی گٹھلی یا چنے کے دانے کے برابر اٹھانا رمی کرنے کے لیے مستحب ہے، کسی اور جگہ سے اور راستہ سے بھی جائز ہے، مگر جمرہ (جس پر کنکریاں ماری جاتی ہیں) کے پاس سے نہ اٹھائے، حدیث شریف میں آیا ہے کہ جس کا حج قبول ہوتا ہے، اس کی کنکریاں اٹھالی جاتی ہیں اور جس کا حج قبول نہیں ہوتا اس کی کنکریاں پڑی رہ جاتی ہیں، لٰہذا جو کنکریاں وہاں پڑی ہوتی ہیں وہ مردود ہیں، ان کو نہ اٹھائے، اگر کوئی ان کو اٹھا کر مارے گا تو بھی جائز ہے، لیکن مکروہ تنزیہی ہے۔

رمی کے مسائل

رمی یعنی کنکریاں مارنا

منیٰ کے اندر درمیانی راستے میں تین جگہیں ہیں ان پر پتھر کے تین ستون قدِ آدم اونچے بنے ہوئے، ہیں ان تینوں جگہوں کو جمرات یا جمار کہتے ہیں، اور ان میں سے ہر ایک کو جمرہ کہتے ہیں، اس میں جو مکہ مکرمہ کی طرف ہے، اس کو ''جمرۃ العقبہ''، ''جمرۃ الکبریٰ'' اور ''جمرۃ الاخریٰ'' (بڑا شیطان) کہتے ہیں، اور بیچ والے کو ''جمرۃ الوسطیٰ'' (درمیانی شیطان) اور تیسرا جو مسجدِ خیف کے قریب ہے اس کو ''جمرۃ الاولیٰ'' (پہلا شیطان) کہتے ہیں۔

صحیح ابن خزیمہ میں حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب حضرتِ ابراہیمؑ مناسک ادا کرنے آئے، تو شیطان ''جمرۃ الاخریٰ'' (جمرۂ عقبہ) کی جگہ پر نظر آیا، حضرتِ ابراہیمؑ نے اس کو سات کنکریاں ماری، یہاں تک کہ وہ زمین میں دھنس گیا اور پھر دوسرے جمرہ کے پاس نظر آیا، تو پھر سات کنکریاں ماریں، یہاں تک کہ وہ زمین میں دھنس گیا، پھر جمرۂ اولیٰ کے پاس نظر آیا تو پھر اس کو سات کنکریاں ماریں یہاں تک کہ وہ زمین کے اندر دھنس گیا، ابن عباسؓ نے فرمایا کہ تم شیطان کو مارتے ہو اور اپنے باپ حضرت ابراہیمؑ کے دین پر چلتے ہو۔

مسئلہ: سات کنکریاں ''جمرۃ العقبیٰ'' پر دسویں تاریخ کو ماری جاتی ہیں اور باقی گیارہویں سے تیرہویں تک روزانہ اکیس کنکریاں ماری جاتی ہیں، ان کو جہاں سے چاہے اٹھائے، البتہ جمرات کے پاس سے اور ناپاک جگہ سے نہ اٹھائے۔

مسئلہ: رمی کرنا واجب ہے رمی کے چھوڑنے سے دم واجب ہوتا ہے۔

مسئلہ: دسویں تاریخ کو جب منیٰ میں آئے، تو پہلے اور دوسرے جمرے کو چھوڑ کر تیسرے پر آئے اور مستحب یہ ہے کہ منیٰ میں داخل ہو کر سب کاموں سے پہلے تیسرے جمرہ کی (جس کو جمرۂ اخریٰ کہتے ہیں) رمی کرے۔

مسئلہ: دسویں تاریخ کو ''جمرۂ اخریٰ'' پر پہلی کنکری مارنے کے ساتھ تلبیہ موقوف کردے اور اس کے بعد نہ پڑھے، خواہ مفرد ہو یا قارن یا متمتع۔

مسئلہ: جمرۂ اخریٰ کی رمی کے بعد جمرہ کے پاس نہ ٹھہرے، بلکہ اپنے مقام پر آجائے۔

مسئلہ: ''جمرۂ اخریٰ'' کی رمی سے فارغ ہو کر اپنے ٹھکانے پر آئے، کسی کام میں راستے میں مشغول نہ ہو، اس کے بعد شکریۂ حج کی قربانی کرے اور یہ قربانی مفرد کے لیے مستحب ہے اور قارن اور متمتع کے لیے واجب ہے، مفرد نے اگر قربانی سے پہلے حجامت بنوالی اور اس کے بعد قربانی کی تو اس پر دم وغیرہ واجب نہیں اور قارن اور متمتع پر ذبح حجامت سے پہلے واجب ہے۔

مسئلہ: رمی کرنا واجب ہے، رمی کے چار دن ہے: دسویں، گیارہویں، بارہویں، تیرہویں، دسویں کو صرف جمرۂ اخریٰ کی رمی ہوتی ہے، اور باقی ایام میں تینوں جمرات کی رمی کی جاتی ہے۔

مسئلہ: گیارہویں کو زوال کے بعد ظہر کی نماز پڑھ کر تینوں جمرات پر سات سات کنکریاں مارے، اوّل جمرۂ اولیٰ (مسجد خیف کے قریب ہے) کی رمی کرے، کیوں کہ یہ جمرہ ذرا اونچائی پر ہے، اس کے لیے قریب اوپر چڑھ کر پانچ قدم یا زیادہ فاصلہ پر قبلہ رخ اس طرح کھڑا ہو کہ جمرہ کے بالکل مقابل نہ ہو، بلکہ داہنی جانب جمرہ کا زیادہ حصہ اور بائیں جانب کم، اس کے بعد سات کنکریاں مارے اور ہر کنکری پر یہ دعا پڑھے: اللہ کے نام سے جو بہت بڑا ہے شیطان کو ذلیل کرنے کے لیے اور رحمٰن کو راضی کرنے کے لیے، اے اللہ! حج کو مبرور بنا، گناہوں کو معاف فرما اور کوشش کو مشکور فرما، اور ''جمرۂ اولیٰ'' کی رمی کے بعد ذرا آگے بڑھ کر قبلہ رخ ہو کر، ہاتھ اٹھا کر حق

تعالیٰ کی حمد ثنا کرے اور تسبیح و تکبیر پڑھے، اپنے اور تمام مسلمانوں کے لیے دعا مانگے، رمی کے بعد اتنی دیر ٹھہرے جتنی دیر میں سورۂ بقرہ یا تین پاؤ پارہ، یا بیس آیت پڑھی جاتی ہے، اس کے بعد ''جمرۂ وسطیٰ'' یعنی بیچ والے جمرہ پر آئے اور مثل جمرۂ اولیٰ کے رمی کرے اور ذرا بائیں جانب کو قبلہ رخ کھڑا ہو کر مثل جمرۂ اولیٰ کے تسبیح تہلیل، تکبیر، دعا وغیرہ کرے، اس کے بعد جمرۂ اُخریٰ کی رمی کرے، اس کی رمی کے بعد ٹھہر کر دعا وغیرہ نہ کرے، یہ صرف جمرۂ اولیٰ اور وسطیٰ کی رمی کے بعد سنت ہے۔

جمرۂ اُخریٰ کی رمی سے فارغ ہو کر اپنی قیام گاہ پر واپس آجائے اور رات کو منیٰ میں رہے پھر بارہویں کو زوال کے بعد اسی طرح جمرات کی رمی کرے اور سب امورِ مذکورہ کا خیال رکھے۔

مسئلہ: بارہویں تاریخ کو زوال کے بعد رمی کر کے منیٰ سے مکہ مکرمہ چلا آنا بلا کراہت جائز ہے، لیکن افضل یہ ہے کہ تیرہویں کو رمی کے بعد آئے۔

مسئلہ: جو شخص بارہویں کو رمی کے بعد مکہ مکرمہ آگیا، اس پر تیرہویں کی رمی واجب نہیں رہتی۔

مسئلہ: اگر بارہویں تاریخ کو مکہ مکرمہ جانے کا ارادہ ہو، تو غروب سے پہلے منیٰ سے نکل جائے غروب کے بعد تیرہویں کو بلا رمی کیے جانا مکروہ ہے، گو تیرہویں کی رمی واجب نہ ہوگی، لیکن اگر تیرہویں کی صبح صادق منیٰ میں ہوگئی، تو تیرہویں کی رمی واجب ہو جائے گی، اگر بلا رمی کیے آئے گا، تو دم واجب ہوگا۔

مسئلہ: گیارہویں بارہویں کو رمی کا وقت زوال سے شروع ہوتا ہے اس سے پہلے رمی جائز نہیں اور زوال سے غروبِ آفتاب تک وقتِ مسنون ہے اور غروب سے صبح صادق تک وقت مکروہ ہے، اگر گیارہویں کو رمی نہیں کی اور بارہویں کی صبح ہوگئی، تو گیارہویں کی رمی فوت ہوگئی اور وقت نکل گیا اس کو بارہویں کی رمی کے ساتھ قضا کر لے، اسی طرح بارہویں کی رمی، اگر تیرہویں کی صبح تک نہ کی، تو اس کا بھی وقت

نکل گیا اور قضا واجب ہوگی۔

مسئلہ: اگر کسی اور وقت رمی کی، اس کے وقتِ معین میں نہ ہو سکی، تو قضا واجب ہوگی اور دم بھی واجب ہوگا، اسی طرح اگر بالکل کسی روز بھی رمی نہیں کی اور رمی کا وقت نکل گیا، تب بھی ایک ہی دم واجب ہوگا۔

مسئلہ: رمی کی قضا کا وقت تیرہویں کے غروب تک ہے، غروب کے بعد رمی کا وقت ختم ہو جاتا ہے اور قضا کا وقت نہیں رہتا، صرف دم واجب ہوتا ہے۔

مسئلہ: اگر کسی نے دسویں یا گیارہویں یا بارہویں کو رمی نہیں کی، تو اس روز کے بعد والی رات میں رمی کر سکتا ہے، مثلاً دسویں کو رمی نہیں کی، تو دسویں اور گیارہویں کی درمیانی شب میں رمی جائز ہے، کیوں کہ ایامِ حج میں بعد والی رات پہلے دن کی شمار کی جاتی ہے۔

مسئلہ: تیرہویں کے بعد والی رات تیرہویں کے تابع شمار نہیں کی جاتی، بلکہ وہ چودہویں کی رات کہلائے گی۔

مسئلہ: گیارہویں، بارہویں، تیرہویں کو تینوں جمرات کی رمی ترتیب وار کرنا مسنون ہے، اگر جمرۂ وسطیٰ یا جمرۂ اخریٰ کی رمی پہلے کی اور اول کی بعد میں تو وسطیٰ اور اخریٰ کی رمی پھر کرے، تاکہ ترتیب مسنون کے مطابق ہو جائے۔

مسئلہ: رمی میں کنکریاں پے در پے مارنا مسنون ہے، تاخیر اور فاصلہ کنکریوں میں مکروہ ہے، اسی طرح ایک جمرہ کی رمی کے بعد دوسرے جمرہ کی رمی میں، علاوہ دعا کے تاخیر کرنا بھی مکروہ ہے۔

مسئلہ: رمی کرنے کے لیے کوئی خاص حالت، ہیئت شرط نہیں، بلکہ جس حالت میں اور جس جگہ کھڑے ہو کر رمی کرے گا، صحیح ہو جائے گی، البتہ امورِ مذکورہ کی رعایت مسنون ہے:

☆ سات کنکریاں علیحدہ علیحدہ مارنا ہے، اگر ایک سے زیادہ یا ساتوں ایک دفعہ مارے تو ایک شمار ہوگی، اگر چہ علیحدہ علیحدہ گری ہوں اور باقی پوری کرنی ضروری ہوں گی۔

☆ خود رمی کرنا کسی دوسرے سے باوجود قادر ہونے کے بلا عذر رمی کرانی جائز نہیں، البتہ اگر مریض کسی دوسرے کو حکم کردے، یا کوئی مجنون و بے ہوش ہو، یا بچہ ہو اور کوئی دوسرا شخص اس کی طرف سے رمی کرے، تو جائز ہے، مریض کی طرف سے رمی کے لیے اس کا حکم شرط ہے اور بے ہوش وغیرہ کے لیے حکم شرط نہیں۔

مسئلہ: رمی کے بارے میں وہ شخص مریض اور معذور سمجھا جائے گا، جو کھڑا ہو کر نماز نہ پڑھ سکتا ہو اور جمرات تک پیدل یا سوار ہو کر آنے میں سخت تکلیف کا اندیشہ ہو۔

☆ اگر سوار ہو کر جمرات تک آسکتا ہے اور مرض کی زیادتی اور تکلیف کا اندیشہ نہیں ہے، تو اس کو خود رمی کرنی ضروری ہے، دوسرے سے رمی کرانا جائز نہیں، ہاں اگر سواری یا کوئی شخص اٹھانے والا نہ ہو تو معذور ہے، دوسرے سے رمی کرا سکتا ہے۔

مسئلہ: جو شخص دوسرے کی طرف سے رمی کرے، اول اس کو اپنی سات کنکریاں پوری کرنی چاہئے اس کے بعد دوسرے کی طرف سے مارے، اگر اس طرح رمی کی کہ ایک کنکری اپنی طرف سے ماری اس کے بعد دوسری، دوسرے کی طرف سے، تو جائز ہے، لیکن مکروہ ہے اور گیارہویں، بارہویں، تیرہویں کو اول تینوں جمرات کی رمی اپنی طرف سے کرے، اس کے بعد تینوں کی رمی دوسرے کی طرف سے کرے۔

مسئلہ: اگر معذور کا عذر دوسرے سے رمی کرانے کے بعد رمی کے وقت میں زائل ہو گیا، تو دوبارہ خود رمی کرنا ضروری نہیں۔

مسئلہ: پتھر، مٹی کی ڈلی، گارے کی گولی، گیرو، چونہ، ہڑتال، سرمہ کی ڈلی، پہاڑی نمک، گندھک ریت سے رمی جائز ہے، لیکن ریت کی مٹھی ایک کنکر کے قائم مقام شمار ہوگی۔

مسئلہ: عورت اور مرد کے لیے رمی کے احکام برابر ہیں، کوئی فرق نہیں، البتہ عورت

کو رات میں رمی کرنا افضل ہے۔

مسئلہ: اگر عورت دسویں تاریخ کو سورج نکلنے سے پہلے اور گیارہویں، بارہویں کو سورج غروب ہونے کے بعد رات میں ہجوم کے خوف سے رمی کرے، تو مکروہ نہیں، اسی طرح ضعیف اور کمزور کا حکم ہے۔ان کے علاوہ اور لوگوں کے لیے مکروہ ہے۔ ۱۱،۱۲/ذی الحجہ کو منیٰ میں رمی زوال کے بعد ہوگی، رات میں بھی کرسکتے ہیں۔

مسئلہ: دسویں تاریخ کو صرف جمرۂ عقبہ (بڑے شیطان) کی رمی ہوتی ہے، اس دن جمرۂ وسطیٰ اور جمرۂ اولی کی رمی کرنا بدعت ہے۔

مسئلہ: تیرہویں کی رمی بھی زوالِ آفتاب کے بعد کرے، تیرہویں کی رمی کا وقت تیرہویں کی غروبِ آفتاب پر ختم ہوجاتا ہے۔

مسئلہ: رمی کرنا واجب ہے، رمی چھوڑنے سے دم واجب ہوتا ہے۔

اِحرام سے حلال ہونے کے مسائل

مسئلہ: پہلے رمی، پھر قربانی، پھر حلق، یہ ترتیب واجب ہے، قربانی منیٰ میں مسنون ہے، ورنہ مکہ اور حرم میں جہاں چاہے قربانی کرسکتا ہے، منیٰ میں اس وقت مسنون ہے جب ایامِ نحر میں کرے، ورنہ پھر مکہ میں افضل ہے، اور مکہ کے باہر حدودِ حرم میں جائز ہے۔

مسئلہ: طوافِ زیارت سے پہلے رمی قربانی وحلق کے بعد سب امور حلال و جائز ہو جاتے ہیں، سلے کپڑے بھی پہن سکتے ہیں، صرف عورت حلال نہیں ہوتی، وہ طوافِ زیارت کے بعد حلال ہوگی۔

مسئلہ: اگر کوئی گنجا ہے اور اس کے سر پر بالکل بال نہیں، یا سر میں زخم ہے، تو صرف

سر پر استرا پھیرنا واجب ہے، اگر زخموں کی وجہ سے استرا بھی نہ چلا سکے، تو یہ واجب ساقط ہو جاتا ہے، اور بلا حجامت مثل منڈوانے والے کے حلال ہو جائے گا، لیکن اولیٰ یہ ہے کہ ایسا شخص بارہویں تاریخ تک حلال نہ ہو۔

مسئلہ: جو چیزیں اِحرام کی وجہ سے منع ہیں، وہ سب حلق کے بعد جائز ہو جاتی ہیں، مثلاً: خوشبو لگانا، سلا ہوا کپڑا پہنا، البتہ عورت سے صحبت بوسہ وغیرہ جائز نہیں ہوتا، بلکہ یہ طوافِ زیارت کے بعد جائز ہوتا ہے۔

مسئلہ: عمرہ کے طواف اور سعی کے بعد حلق ہوتا ہے، چاہے دس عمرے ایک دن رات میں کرے ہر بار حلق کرانا ہوگا، حلق واجب ہے۔

طوافِ زیارت کے مسائل

مسئلہ: طوافِ زیارت تمام عمر میں ہوسکتا ہے، البتہ ایامِ نحر میں واجب ہے، اس کے بعد دم واجب ہو جاتا ہے۔ اور یہ طواف لازمی ہے اس کا بدل کچھ نہیں ہوسکتا، سوائے اس صورت کے کہ کوئی شخص وقوفِ عرفہ کے بعد طواف سے پہلے مر جائے اور حج پورا کرنے کی وصیت کر جائے کہ میرا حج پورا کرا دینا، تو ایک گائے یا اونٹ ذبح کرنا واجب ہوگا، حج پورا ہو جائے گا اور وقوفِ مزدلفہ و رمی و سعی کے ترک سے کوئی دم اس پر واجب نہ ہوگا۔

مسئلہ: طوافِ زیارت کے بعد عورت سے صحبت وغیرہ حلال ہو جاتی ہے، اگر کسی نے یہ طواف نہ کیا، تو اس کے لیے صحبت حلال نہ ہوگی، اگرچہ سالہا سال گزر جائیں طواف کرنے کے بعد حلال ہوگی۔

مسئلہ: اگر کوئی حجامت سے پہلے طوافِ زیارت کرلے تو کوئی بھی چیز ممنوعاتِ اِحرام سے حلال نہ ہوگی، حلال حجامت سے ہوتا ہے، طواف سے نہیں ہوتا ہے۔

مسئلہ: عورت حیض سے ایسے وقت میں پاک ہوئی کہ بارہویں تاریخ کے آفتاب غروب ہونے میں اتنی دیر ہے کہ غسل کر کے مسجد میں جا کر پورا طواف یا پھر صرف چار پھیرے کر سکتی ہے اور اس نے نہیں کیا، تو دم واجب ہوگا۔

مسئلہ: اگر عورت حیض کی وجہ سے طوافِ زیارت اس کے وقت میں نہ کر سکے تو دم واجب نہ ہوگا، پاک ہونے کے بعد طواف کرے۔

مسئلہ: عورت جانتی ہے کہ حیض عنقریب آنے والا ہے اور ابھی حیض آنے میں اتنا دن باقی ہے کہ پورا طواف یا چار پھیرے کر سکتی ہے، لیکن نہیں کیا اور حیض آ گیا، پھر ایامِ نحر گزرنے کے بعد پاک ہوئی، تو دم واجب ہوگا، اگر چار پھیرے نہیں کر سکتی تو کچھ واجب نہ ہوگا۔

مسئلہ: حیض ونفاس کی وجہ سے عورت طوافِ زیارت کو ۱۲ ذی الحجہ سے مؤخر کر سکتی ہے، دم واجب نہ ہوگا لیکن اگر اسی حال میں کرے گی تو ایک سالم اونٹ یا سالم گائے کی قربانی کرنی ہوگی۔

طوافِ وداع

طوافِ وداع کا طریقہ: حج سے فارغ ہو کر جب مکہ مکرمہ سے سفر کا ارادہ ہو، تو طوافِ وداع کرے اور اس میں رمل نہ کرے اور اس کے بعد سعی نہ کرے، طواف کے بعد دوگانہ طواف پڑھ کر زم زم کے پاس آئے، زم زم پیئے اور اس کو چہرہ، سر اور بدن کو ملے، اپنے اوپر بھی ڈالے، پھر بیت اللہ کی دہلیز کو جو زمین سے ابھری ہوئی ہے بوسہ دے، پھر ملتزم سے لپٹے، سینہ اور داہنا ہاتھ رخسارہ ملتزم کو لگا کر داہنا ہاتھ اوپر اٹھا کر بیت اللہ کا پردہ پکڑے، جیسا کہ کوئی غلام اور خادم اپنے آقا کا دامن پکڑتا ہے، غرض جس طرح ہو سکے خوب روئے گڑگڑائے، آہ وزاری کرے اور اگر رونا نہ آئے، تو رونے والوں کی سی صورت بنا لے اور بیت اللہ کی جدائی پر اظہارِ افسوس دل سے

کرے، پھر حجر اسود کا استلام کرے اور اگر سہولت ہو، تو الٹے پاؤں باب الوداع سے بیت اللہ کی طرف حسرت کی نگاہ سے دیکھتا اور روتا ہوا مسجد سے باہر نکلے اور دروازہ پر کھڑا ہو کر دعا مانگے اور یہ دعا پڑھے: تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں، اے اللہ! مجھ کو واپسی کے بعد پھر بیت اللہ کی جانب بار بار آنے کی توفیق عطا فرما اور اے ذوالجلال والاکرام! مجھے اپنے مقبول بندوں میں شامل فرمالے! اے اللہ! تو بیت اللہ کی اس زیارت کو میرے لیے آخری زیارت نہ بنا اور اگر یہ آخری زیارت ہے، تو اے ارحم الراحمین، تو مجھے اس کے عوض جنت عطا فرما اور رحمتِ کاملہ نازل فرما، بہترین مخلوق محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اور ان کی تمام آل واصحاب پر۔

مسئلہ: حیض ونفاس والی عورت طواف نہ کرے، بلکہ باب الوداع پر کھڑی ہو کر دعا مانگ لے۔

مسئلہ: اول وقت طوافِ وداع کا طوافِ زیارت کے بعد اگر مکہ مکرمہ سے سفر کا ارادہ ہے، اگر کسی نے سفر کا ارادہ کیا اور اس لیے طوافِ وداع کر لیا اور اس کے بعد پھر قیام ہو گیا تو طوافِ وداع ادا ہو گیا اور آخر وقت اس کا معین نہیں جس وقت چاہے کر لے، اگر سال بھر مکہ مکرمہ میں قیام کرنے کے بعد کرے گا، تب بھی ادا ہو گا، قضا نہ ہو گا، البتہ اچھا یہ ہے کہ تمام کاموں سے فارغ ہو کر طواف کرے اور اس کے فوراً بعد سفر شروع کرے۔

مسئلہ: طوافِ وداع کے بعد اگر کچھ قیام ہو گیا، تو پھر چلتے وقت دوبارہ طوافِ وداع مستحب ہے۔

مسئلہ: حائضہ عورت اگر مکہ مکرمہ کی آبادی سے نکلنے سے پہلے پاک ہو جائے، تو اس کو لوٹ کر طوافِ وداع کرنا واجب ہے اور اگر آبادی سے نکلنے کے بعد پاک ہو، تو واجب نہیں۔

مسئلہ: حائضہ سے طوافِ وداع معاف ہے، اگر طہارت تک رکنے کی گنجائش نہ ہو۔

دمِ شکر کے مسائل

مسئلہ: ''دمِ تمتع'' ''دمِ شکر'' ہے، وہ قربانی کی فہرست میں نہیں آتا، اگر حاجی مقیم ہے تو عید الاضحیٰ کی واجب قربانی الگ سے کرے، یہ واجب چاہے مکہ میں کرے یا اپنے وطن میں اطلاع دے کر کرادے۔

مسئلہ: دمِ تمتع وقران کے بدلے جب کہ دم کی استطاعت نہ ہو، ۳/روزے ۱۰/ذی الحجہ سے پہلے متفرق طور پر بھی رکھ سکتا ہے، افضل مسلسل رکھنا ہے، ۷، ۸، ۹/تاریخ اگر ضعف کا خطرہ ہو، تو ۹/سے پہلے فارغ ہو جائے، حاجی کو عرفہ کا روزہ مکروہ ہے، باقی ۷روزے مکہ میں یا گھر آ کر متفرق طور پر بھی رکھ سکتا ہے، مسلسل رکھنا افضل ہے، ایامِ تشریق میں قطعاً نہ رکھے، یعنی ۱۰/۱۱/۱۲/۱۳/ میں۔

مسئلہ: اگر یہ روزے ۱۰/ذی الحجہ سے پہلے نہ رکھ سکا، تو اب یہ ۳/روزے نہیں رکھ سکتا، دم ہی دینا پڑے گا، اگر قدرت دم کی نہ ہو، تو حلق کرا کر حلال ہو جائے، اور اب ۲/دم ایک دمِ شکر اور ایک ذبح سے پہلے حلال ہونے کا دم دے، اور اگر ایامِ نحر کے بعد قربانی کی، تو تیسرا دم تاخیر کا اور دینا ہوگا۔

مسئلہ: پہلے تین روزوں کی طرح ۷/روزوں کے لیے بھی رات سے نیت شرط ہے۔

مسئلہ: دمِ تمتع وقران کے لیے ایامِ نحر اور حدودِ حرم کا ہونا ضروری ہے۔

دمِ جنایت وصدقہ کے مسائل

مسئلہ: پورا اونٹ یا پورا بڑا جانور ۲/جرموں میں واجب ہوتا ہے، جنابت یا حیض و نفاس کی حالت میں طوافِ زیارت کرنا یا وقوفِ عرفہ کے بعد سر منڈانے سے پہلے عورت

سے ہم بستری (عندالجمہور) بعض نے کہا طوافِ زیارت سے پہلے ہم بستری کرنا۔

مسئلہ: بلا عذر ایسی جنایت کی جس میں دم ہی متعین ہے، اس میں روزے رکھنے کا اختیار نہیں، نہ طعام دینے کا اختیار ہے، دم ہی دینا ہوگا اور وہ حدودِ حرم میں ذبح ہوگا چاہے ابھی دے دے یا پھر بھی یہاں بھجوا کر حدودِ حرم میں ذبح کروادے۔

مسئلہ: عمرہ کے طواف کے بعد سعی سے پہلے جماع سے دم واجب ہوگا۔

مسئلہ: ۱۰ سے ۱۲/ ذی الحجہ تک سر منڈوالے، ورنہ دم واجب ہوگا۔

مسئلہ: قارن یا متمتع کا ۱۲/ ذی الحجہ مغرب تک قربانی نہ کرنا اس سے بھی دم واجب ہوگا، تو ۲ دم ہوں گے، ایک تاخیر ہونے کا اور ایک تمتع یا قران کا۔

مسئلہ: ایک یا دو بار خوشبو دار سرمہ لگانے سے صدقۃ الفطر کے برابر ایک کیلو ۶۳۳ گرام صدقہ واجب ہوگا۔

مسئلہ: ۳/ جوں سے زیادہ مارے تو صدقۃ الفطر کے بقدر صدقہ دینا ہوگا۔

مسئلہ: صدقۃ الفطر کئی مسکینوں کو بانٹ سکتا ہے۔

مسئلہ: طوافِ قدوم، طوافِ وداع، طوافِ نفل، بلا وضو کرے، تو صدقۃ الفطر کی مقدار صدقہ واجب ہوگا۔

مسئلہ: ایک دن کی مکمل رمی یا تینوں دن کی رمی کے ترک پر دم واجب ہوگا۔

مسئلہ: سر، ناک، ڈاڑھی کے ہر بال پر ایک مٹھی گیہوں۔

مسئلہ: دمِ جنایت کے لیے حدودِ حرم تو ضروری ہے مگر ایامِ نحر ضروری نہیں۔

مسئلہ: جنایت کا صدقہ حدودِ حرم میں اور حرم کے فقیروں کو دینا دونوں باتیں ضروری نہیں ہیں۔

مسئلہ: جزا جنایات اور کفارات کا فوراً دینا واجب نہیں، لیکن آخر عمر میں جب مرنے کا غالب گمان ہو، تو اس وقت ادا کرنا واجب ہے، تاخیر سے گناہ ہوگا، وصیت

کرنی واجب ہے۔

مسئلہ: دم کا گوشت حرم کے ہی فقرا کو دینا ضروری نہیں ہے۔

مسئلہ: دم کے بدلے قیمت نہیں دے سکتے اور نہ روزہ رکھ کر کفارہ ادا ہوگا۔

مسئلہ: دم کا گوشت خود نہیں کھا سکتا، فقیر موجود ہو، تو اس کو دے ورنہ ذبح کر کے چھوڑ کر چلا جائے یہ بھی جائز ہے۔

مسئلہ: یہ ارادہ کے مکہ معظّمہ جائے گا یا کسی دوسری جگہ میقات پر معلوم ہوگا اگر میقات سے آگے جا کر کسی دوسری جگہ کا ارادہ کیا اور میقات سے گذرتے وقت مکہ معظّمہ کا ارادہ تھا تو دم واجب ہوگا۔

مُفسِداتِ حج وعمرہ

عمرہ کے احرام میں عمرہ کے طواف سے پہلے جماع مُفسِدِ عمرہ ہے، از سرِ نو میقات پر جا کر احرام باندھے۔

اسی طرح احرامِ حج کے بعد وقوفِ عرفہ سے پہلے جماع مُفسِدِ حج ہے، آئندہ سال حج کرے۔

قربانی کے سلسلے میں ایک اہم مسئلہ

آج کل سعودی حکومت نے حجاج کی کثرت اور قربانی کرنے کی جگہ ہجوم کی وجہ سے ایک سہولت یہ پیدا کر دی ہے کہ قربانی کی جو قیمت مقرر کر لی جاتی ہے، اتنے پیسے حاجی بینک میں جمع کرا کر رسید لے لے، اس رسید میں حاجی کو یہ بھی بتلا دیا جاتا ہے کہ تمہاری یہ قربانی کس دن کر دی جائے گی۔

مگر حنفی مسلک کے حُجاج کو یہ دشواری ہے کہ ان کے یہاں قربانی اور حلق میں ترتیب واجب ہے اور اسی پر فتویٰ ہے، اب اگر قربانی کے ذمے داروں نے کسی وجہ سے قربانی اس دن یا اس وقت تک نہ کی اور اس حاجی نے حلق کرالیا تو حلق کی قربانی پر تقدیم کی وجہ سے اس پر ایک دم واجب ہو جائے گا۔

اس دشواری کو سامنے رکھ کر جب کہ اس مسئلے میں ائمۂ ثلاثہ کے علاوہ صاحبین بھی ترتیب کو سنت کہہ رہے ہیں اور عدمِ ترتیب پر دم کو واجب نہیں کہتے، ادھر حکومت بینک کے ذریعہ قربانی کرانے والے لوگوں کی قربانی کا گوشت اپنے صرفہ سے غریب مسلم ملکوں میں تقسیم کرا دیتی ہے اور جو قربانی خود اپنے ہاتھ سے کرتے ہیں ان کی قربانی کا گوشت تقسیم کے لیے نہیں جاتا، دفن کر دیا جاتا ہے یا جلا دیا جاتا ہے، جیسا کہ زمانۂ ماضی میں یہی دستور تھا۔

ان سب باتوں کو سامنے رکھ کر ۱۹۹۷ء میں دیو بند میں منعقد چھٹے فقہی اجتماع میں یہ تجویز پاس ہوئی کہ اس مسئلہ میں عدمِ ترتیب پر صاحبین کے قول پر عمل کی گنجائش ہے دم واجب نہ ہوگا۔

اس مسئلے میں یہ بات بھی کہی جا سکتی ہے کہ جب احناف کا مفتیٰ بہ قول ترتیب کے وجوب کا ہے، تو یہ عدمِ ترتیب کی رعایت پر صرف وہ معذور کمزور وضعیف لوگ عمل کرلیں جن کو ہجوم اور خود قربانی کرنے میں زحمت ہوتی ہو، قوی تندرست خود سے قربانی کریں یا یہ کہ عدمِ ترتیب پر عمل کرلیں مگر احتیاطاً ایک دم بھی دے دیں یا یہ کہ حج کی ایک قسم افراد بھی تو ہے، وہ کریں۔ اس میں قربانی واجب ہی نہیں ہوتی کہ ترتیب کی رعایت کا سوال پیدا ہو۔

مسئلہ: جو حاجی مسافر مکہ مکرمہ میں مقیم نہ ہو، اس پر عید الاضحیٰ کی قربانی واجب نہیں، لیکن اگر مقیم ہے اور صاحب نصاب ہے، تو واجب ہے، چاہے یہ قربانی وہاں کرے یا وطن میں کہلوا کر کرا دے۔

جنایات وممنوعات

جنایات کی دو قسمیں ہیں: (۱) جنایاتِ احرام۔ (۲) جنایاتِ حرم۔
احرام کی جنایتیں آٹھ ہیں: (۱) خوشبو استعمال کرنا۔ (۲) سِلا ہوا کپڑا پہننا۔ (۳) سر اور چہرہ ڈھانکنا۔ (۴) بال کاٹنا۔ (۵) جوں مارنا۔ (۶) ناخن کاٹنا۔ (۷) جماع کرنا۔ (۸) واجباتِ حج میں سے کسی واجب کو ترک کرنا۔
حرم کی جنایات دو ہیں: (۱) حرم کے جانور کا شکار کرنا۔ (۲) حرم کی گھاس کاٹنا۔

جزا میں دم بولا جائے، تو اس سے مراد بکری یا بڑے جانور میں ساتواں حصہ اس کے قائم مقام ہوتا ہے۔

جب صدقہ بولا جائے، تو صدقۃ الفطر کی مقدار مراد ہوتی ہے۔

اور اگر صدقہ کی کوئی مقدار ذکر ہو تو پھر وہ مقدار دینی ہوتی ہے۔

ممنوعاتِ احرام اگرچہ بحالتِ عذر کیے جائیں، تب بھی جزا یعنی دم واجب ہوتا ہے۔

واجباتِ حج میں سے کوئی واجب بلا عذر چھوٹ جائے، تو دم واجب ہوگا۔

اور اگر واجباتِ حج میں سے کوئی عذر کی وجہ سے چھوٹ جائے، تو جزا واجب نہ ہوگی۔ وہ واجبات چھ (۶) ہیں: (۱) وقوفِ مزدلفہ چھوڑ دینا۔ (۲) حیض ونفاس کی وجہ سے طوافِ وداع چھوڑ دینا۔ (۳) طوافِ زیارت کو اپنے وقت سے حیض کی وجہ سے مؤخر کر دینا۔ (۴) طواف میں پیدل نہ چلنا۔ (۵) سعی میں پیدل نہ چلنا۔ (۶) بیماری کی وجہ سے سر منڈانا۔

مرد وعورت دونوں کے لیے حالتِ احرام میں خوشبو کا استعمال ناجائز اور منع ہے۔
احرام باندھنے سے پہلے خوشبو لگائی اور وہ احرام کے بعد باقی رہی، تو کچھ حرج نہیں، چاہے کتنی ہی مدت باقی رہے۔

اہم تنبیہات

عذر کی وجہ سے جنایت کی گئی، تو دم یا تین صاع گیہوں چھ (۶) مسکینوں کو، ہر ایک کو نصف صاع، یا تین روزے، ان میں سے جو چاہے ادا کرے، اگر چہ جنایت کرنے والا مال دار ہو۔ روزے رکھنے کی اجازت صرف چار ممنوعات کے ساتھ مخصوص ہے، احرام کی حالت میں لباس پہننا، ناخن کٹانا، خوشبو لگانا، یا حلق کرانا۔

اگر کسی جنایت پر صدقہ واجب ہے، تو روزے اور صدقے میں اختیار ہوگا۔

بلا عذر جنایت میں دم یا صدقہ جو واجب ہوتا ہے، وہی دینا ہوگا، روزہ رکھنے کا اختیار نہیں۔

(۱) مسئلہ: ممنوعات احرام اگر چہ عذر کی صورت میں کئے جائیں، تب بھی جزا واجب ہوتی ہے۔

(۲) مسئلہ: واجباتِ حج اگر بلا عذر چھوٹ جائیں تو جزا ہوتی ہے اور اگر عذر کی وجہ سے چھوٹ جائیں تو جزا واجب نہیں ہوتی۔

(۳) مسئلہ: جنایت قصداً کرے یا بھول کر مسئلہ جانتا ہو یا نہ جانتا ہو اپنی خوشی سے کرے یا کسی کی زبردستی سے، سوتے کرے یا جاگتے، ہوش میں ہو یا بیہوش، مالدار ہو یا تنگ دست، خود کرے یا کسی کے کہنے سے، معذور ہو یا غیر معذور، سب صورتوں میں جزا واجب ہوگی۔

(۴) مسئلہ: احرام باندھنے سے پہلے عطر لگایا اور احرام کے بعد اس کی خوشبو باقی ہے، تو کچھ حرج نہیں، چاہے کتنی ہی مدت تک باقی رہے۔

(۵) مسئلہ: ایک جگہ بیٹھ کر سارے بدن کو خوشبو لگائی، تو صرف ایک ہی دم واجب ہوگا، اور اگر مختلف جگہ لگائی، تو ہر جگہ کا مستقل دم واجب ہوگا۔

(۶) مسئلہ: عورت اگر ہتھیلی پر مہندی لگائے، تو دم واجب ہوگا۔

(۷) مسئلہ: عطر والے کی دکان پر بیٹھنے میں مضائقہ نہیں، البتہ سونگھنے کی نیت سے بیٹھنا مکروہ ہے۔

(۸) مسئلہ: اگر کپڑے میں خوشبو لگتے ہی کپڑا بدن سے جدا کردیا، یا دھوڈالا، تو کچھ لازم نہیں بخلاف بدن پر لگنے کے کہ اس پر لگتے ہی جزا لازم ہوتی ہے۔

(۹) مسئلہ: دار چینی، گرم مصالحہ وغیرہ کھانے میں ڈال کر پکانا اور کھانا جائز ہے۔

(۱۰) مسئلہ: لیمن سوڈا اور کوئی پانی کی بوتل یا شربت جس میں خوشبو نہ ملائی گئی ہو، تو محرِم کو پینی جائز ہے اور جس بوتل میں خوشبو ملی ہوئی ہو، اگرچہ برائے نام ہو اگر پی جائے گی تو صدقہ واجب ہوگا۔

(۱۱) مسئلہ: بلا خوشبو کا سرمہ لگانا جائز ہے اور اگر خوشبودار ہو، تو صدقہ واجب ہے، لیکن اگر دو مرتبہ سے زیادہ لگایا، تو دم واجب ہوگا۔

(۱۲) مسئلہ: مرد کے لئے احرام میں جو سِلا ہوا کپڑا پہننا منع ہے اس سے مراد وہ کپڑا ہے جو پورے بدن کے برابر یا کسی عضو کے برابر بنایا جائے اور بدن کا یا عضو کا احاطہ کرلے، خواہ سلائی کے ذریعہ یہ صورت پیدا ہو، یا کسی چیز سے چپکا کر، یا بُنائی کے ذریعہ، یا کسی اور طریق سے، اور اس کپڑے کو معمول اور عادت کے مطابق استعمال کیا جائے۔

(۱۳) مسئلہ: ٹوٹے ہوئے ناخن کو توڑنے سے کچھ واجب نہ ہوگا۔

(۱۴) مسئلہ: اگر بدن یا کپڑے پر طواف فرض یا واجب یا نفل کرتے وقت نجاست لگی ہوئی تھی تو کچھ واجب نہ ہوگا، لیکن مکروہ ہے۔

(۱۵) مسئلہ: اگر پورا یا اکثر طوافِ زیارت جنابت یا حیض ونفاس کی حالت میں کیا، تو بُدنہ یعنی ایک اونٹ یا ایک گائے سالم واجب ہوگی اور اگر طوافِ قدوم یا

طوافِ نفل ان حالتوں میں کیا، تو ایک بکری واجب ہوگی اور ان سب صورتوں میں طہارت کے ساتھ طواف کا اعادہ کر لینے سے کفارہ ساقط ہو جائے گا۔

(۱۶) مسئلہ: اگر طوافِ زیارت جنابت کی حالت میں کیا اور طوافِ وداع طہارت سے کیا تو اگر طوافِ وداع ایام نحر (۱۰ ذی الحجہ سے بارہ تک) میں کیا ہے، تو یہ طواف طوافِ زیارت بن جائے گا اور طوافِ وداع چھوڑنے کا دم لازم ہوگا، لیکن اگر پھر طواف کر لیا، تو یہ طوافِ وداع ہو جائے گا اور دم ساقط ہو جائے گا اور اگر طوافِ وداع ایامِ نحر گذرنے کے بعد کیا، تب بھی یہ طوافِ زیارت ہو جائے گا، لیکن دو دم واجب ہوں گے: ایک طوافِ زیارت کی تاخیر کی وجہ سے، دوسرا طوافِ وداع چھوڑنے کی وجہ سے، ہاں! اگر اس کے بعد اور طواف کر لیا تو یہ طوافِ وداع ہو جائے گا اور ایک دوسرا دم جو طواف چھوڑنے کی وجہ سے ہوا تھا، ساقط ہو جائے گا۔

اردو میں دعائیں اور اس کے متعلق تمہید

حج کو جانے والے برصغیر کے تقریباً پچاس فیصد مرد و عورت ایسے ہوتے ہیں جو عربی پڑھے لکھے نہیں ہوتے، حج کے موقع پر پڑھی جانے والی عربی زبان میں دعائیں و نیت کے عربی کلمات، طواف کی دعائیں، حتی کہ لبیک تک کے کلمات ان کو نہ تو یاد ہوتے ہیں اور نہ ان کا حافظہ ایسا ہوتا ہے کہ وہ یاد کر سکیں، خصوصاً عربی الفاظ ان کی زبان پر چڑھتے ہی نہیں ہیں، کتابوں کی مدد سے یا دوسروں کے کہلانے سے ان کی توجہ ان الفاظ کو دہرانے اور غلط سلط پڑھنے تک محدود رہتی ہے، بعض اتنا غلط پڑھتے ہیں کہ دعا کے بجائے بددعا ہو جاتی ہے، پھر حال یہ ہے کہ ان دعاؤں کو پڑھنا وہ فرض سمجھتے ہیں کہ جو دعائیں حج کی کتابوں میں لکھی ہیں ان کا پڑھنا ضروری ہوگا، جبھی تو حج کی کتابوں میں لکھا ہے، اس لیے بے چارے کتابیں ہاتھ میں لئے طواف کے دوران

ان کے پڑھنے میں مشغول رہتے ہیں، یہی حال سعی کے وقت ہوتا ہے۔ حالانکہ آدمی کی عادت یہ ہے کہ جو دعا وہ اپنی زبان میں کرتا ہے تو اس کی توجہ دعا کے مضمون اور اپنی گذارش اور سوال میں عاجزی، خشوع، رِقت اور آہ وزاری کی طرف ہوتی ہے، لیکن وہ دوسری زبان میں اپنے عجز اور دل کے خلوص، محبت، درد اور اپنے ضمیر کی کیفیت کی ترجمانی نہیں کر پاتا، وہ عربی زبان کے الفاظ کی ادائیگی میں لگا رہتا ہے دل کی توجہ اس کے مضمون کی طرف نہیں ہوتی اور نہ اپنی بے تابی اور دل کے سوز اور اضطراب کا اظہار کر پاتا ہے، اس لئے یہ بہتر سمجھا گیا کہ ہر موقع کی دعا یا نیت کے کلمات کو بجائے عربی کے اردو میں اختصاراً لکھ دیا جائے تا کہ حاجی اپنی زبان میں آسانی کے ساتھ اس کے مفہوم کو ادا کر سکے، نہ اس کو رٹنا پڑے گا اور نہ توجہ الفاظ کی طرف ہوگی، اگرچہ اس میں شک نہیں کہ احادیث میں مذکور دعائیں روایت باللفظ ہیں، یہ ان کا امتیاز ہے کہ اور احادیث تو روایت بالمعنی بھی ہیں مگر دعاؤں، تحمید، تسبیحات وغیرہ کی تمام روایات باللفظ ہیں، اس لیے ان کی برکات، ان کے معنی کی جامعیت، اور ندرت اور پھر لسانِ نبویؐ سے ادا شدہ ہونے کی وجہ سے ان کی افادیت، معنویت، مقبولیت اور اثر کی قوت کا قطعاً انکار نہیں کیا جا سکتا، اگر کسی کو اس پر قدرت ہو، یاد کر سکتا ہو، تو اس کے بہتر ہونے میں کوئی شبہ نہیں، مگر ہر آدمی اس پر قادر نہیں ہوتا، اس لیے ان کی خاطر اختصاراً اُردو میں ان کا مختصر مفہوم جس کو ہر آدمی اپنی زبان میں ادا کر سکے، لکھا جا رہا ہے، اگرچہ اخیر میں ہم ہر موقع کی وہ عربی دعائیں جو بہت مختصر ہیں ان کو بھی لکھ رہے ہیں، تا کہ جو ان کو یاد کر سکتا ہو یاد کر لے۔

اور یہ بھی خوب سمجھ لینا چاہئے کہ حج ان دعاؤں پر قطعاً موقوف نہیں ہے، ہر موقع کی دعاؤں کے پڑھے بغیر حج ادا ہو جاتا ہے، البتہ سنت کے مطابق ادا ہونے کے لیے ان دعاؤں اور کلمات کا ادا کرنا بہتر ہے۔

اِحرام کی نیت اگر صرف حج کا اِحرام ہو: یا اللہ! میں حج کا ارادہ کرتا ہوں آپ اسے میرے لیے آسان فرمایئے اور قبول فرمالیجئے۔

اِحرام اگر عمرہ کا ہو تو یہ نیت کرے: یا اللہ! میں عمرے کا ارادہ کرتا ہوں، آپ اس کو میرے لیے آسان فرمائیے اور قبول فرما لیجئے۔

اور اگر احرام حج وعمرہ دونوں کا ہو، تو یہ نیت کرے: یا اللہ! میں حج وعمرے کا ارادہ کرتا ہوں، آپ اس کو میرے لیے آسان فرمائیے اور قبول فرما لیجئے۔

تلبیہ: میں حاضر ہوں اے اللہ! میں حاضر ہوں آپ کا کوئی شریک نہیں میں حاضر ہوں، بیشک سب تعریف اور نعمت آپ ہی کیلئے ہے اور سارا جہاں آپ ہی کا ہے آپ کا کوئی شریک نہیں۔

تلبیہ کے بعد یہ دعا کرے: اے اللہ! میں آپ کی رضا اور جنت کا سوال کرتا ہوں اور آپ کی رحمت کے واسطہ سے دوزخ کے عذاب سے پناہ چاہتا ہوں۔

مکہ معظّمہ نظر آئے تو یہ دعا پڑھے: اے اللہ! یہ تیرا حرم ہے، تیرا شہر ہے، یہاں آپ کا امن ہے، تیرا بندہ بڑے دور سے گناہوں میں ڈوبا آیا ہے، میں آپ سے عاجز کی طرح سوال کرتا ہوں، پس میرے گوشت میرے خون اور میری ہڈی کو جہنم پر حرام کر دیجئے۔

مکہ میں داخل ہو تو یہ دعا پڑھے: اے اللہ، ہمیں اس شہر میں برکت دیجئے۔

مسجد حرام میں داخل ہو تو یہ دعا پڑھے: اے میرے رب! میرے گناہوں کی مغفرت فرما اور اپنی رحمت کے دروازے کھول دے۔

کعبہ پر نظر پڑے تو تین مرتبہ اللہ اکبر کے بعد یہ دعا پڑھے: اے اللہ! اس گھر کی شرافت وبزرگی بڑھا اور اس شخص کی بھی جو اس کی زیارت کرنے والا ہو۔

کعبہ پر نظر پڑنے کے بعد درود پڑھ کر یہ دعا مانگے: اس گھر کے رب کی پناہ لیتا ہوں قرض کی تنگدستی اور سینہ کی تنگی سے اور قبر کے عذاب سے۔

طواف کی نیت: اے اللہ! میں تیرے گھر کا طواف کرنے کا ارادہ کرتا ہوں اس کو

میرے لئے آسان فرما اور قبول فرما۔

طواف کی نیت کرنے کے بعد یہ دعا پڑھے: اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو سب سے بڑا ہے وہی عبادت کے لائق ہے صلوۃ وسلام ہو رسول اللہؐ پر، اے اللہ! میں تجھ پر ایمان رکھتا ہوں اور تیری کتاب کی تصدیق کرتا ہوں اور تیرا عہد پورا کرتا ہوں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کی اتباع کرتا ہوں۔

رکن یمانی اور حجرِ اسود کے درمیان یہ پڑھے: اے میرے رب! ہم کو دنیا میں حسنہ عطا فرما اور آخرت میں حسنہ عطا فرما اور ہم کو عذابِ نار سے بچا۔

زمزم کے پانی پینے کے وقت یہ پڑھے: اے اللہ! میں تجھ سے علم نافع اور کشادہ رزق اور ہر مرض سے شفایابی کا سوال کرتا ہوں۔

ملتزم پر یہ دعا پڑھے: اے اللہ! اس قدیم گھر کے مالک! ہماری اور ہمارے آباد اجداد کی گردنوں کو دوزخ سے آزاد کردے۔

سعی کی نیت کرے: اے اللہ! میں آپ کی رضا کیلئے صفا و مروہ کے درمیان سعی کے سات چکر لگانے کا ارادہ کرتا ہوں، پس اس کو آسان اور قبول فرما۔

صفا کے قریب یہ دعا پڑھے: صفا اور مروہ اللہ کی نشانیوں میں سے ہیں میں اسی سے شروع کرتا ہوں جس سے اللہ نے شروع کیا ہے۔

صفا پر چڑھ کر بیت اللہ کی طرف رخ کر کے یہ دعا پڑھے: اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ تنہا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، اسی کیلئے ملک وحمد ہے، وہ ہر چیز پر قادر ہے، اس نے وعدہ کو پورا کیا اور اپنے بندہ کی مدد کی اور دشمنوں کی جماعت کو تنہا اس نے شکست دی۔

سعی میں دو ستونوں کے درمیان یہ پڑھے: اے اللہ! مغفرت فرما اور رحم فرما۔ تو بہت بڑا عزت والا اور بہت بڑا کریم ہے۔

منٰی سے عرفات کے لیے روانہ ہو تو یہ پڑھے: اے اللہ! میں آپ کی طرف متوجہ ہوں آپ پر بھروسہ کرتا ہوں اور تجھ کو راضی کرنے کا ارادہ کیا، میرے گناہ معاف فرما اور میرا حج مبرور بنا دے، مجھ پر رحم فرما، میرے سفر میں برکت دے اور عرفات میں میری حاجت پوری فرما، بیشک آپ ہر چیز پر قادر ہیں۔

جبلِ رحمت پر نظر پڑے تو یہ پڑھے: اے اللہ! میں نے تیری طرف توجہ کی، آپ کی رضا کا ارادہ کیا، میری مغفرت فرما، میری توبہ قبول فرما اور خیر ادھر متوجہ فرما جس طرف میں متوجہ ہوں۔

عرفات میں یہ دعا پڑھے: اے اللہ! بیشک آپ میری جگہ کو دیکھ رہے ہیں اور میری بات سن رہے ہیں، میرے ظاہر و باطن کو جانتے ہیں، میری کوئی چیز آپ سے پوشیدہ نہیں، پس اے میرے رب! مجھے محروم نہ فرما۔

نیز یہ دعا بھی پڑھے: اے اللہ! مجھے ہدایت پر ثابت قدم رکھ اور تقویٰ کے ذریعے مجھے پاک و صاف کر دے، دنیا و آخرت میں بخش دے۔

کنکری مارتے وقت یہ دعا پڑھے: میں اللہ کا نام لے کر کنکری مارتا ہوں، شیطان کو ذلیل کرنے اور رحمٰن کو راضی کرنے کے لیے، اے اللہ! اس حج کو مبرور بنا اور گناہوں کو بخش دے اور سعی کی قدردانی فرما۔

ذبح سے پہلے یہ دعا پڑھے: میں نے اپنا رخ اس ذات پاک کی طرف پھیرا جس نے آسمانوں و زمین کو پیدا کیا، میں ملتِ ابراہیمؑ پر ہوں، میری نماز، قربانی، موت و حیات سب اللہ کے لیے ہے، مجھے اسی کا حکم دیا گیا اور میں مسلمانوں میں سے ہوں، اے اللہ! یہ قربانی کرنا آپ کا حکم ہے اور آپ ہی کیلئے ہے، پھر بسم اللہ اللہ اکبر کہہ کر ذبح کر دے۔

قصر یا حلق کے وقت یہ دعا پڑھے: تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جس نے ہم کو

ہدایت دی اور ہم پر اپنا انعام کیا اور ہمارے احکامِ حج پورے کئے، پس ہر بال کے بدلے قیامت کے دن ایک نور عطا فرما، اے اللہ! محلقین و مقصرین کی مغفرت فرما۔

طواف کے پہلے چکر میں یہ دعا پڑھے: اے اللہ! میں تجھ سے معافی اور سلامتی کا سوال کرتا ہوں اور دائمی حفاظت کا اور دوزخ سے نجات کا۔

دوسرے چکر میں یہ دعا پڑھے: اے اللہ! ہمارے لئے ایمان کو محبوب بنا اور ہمارے دلوں کو مزین کر دے، اور کفر اور بدی اور نافرمانی سے ہمارے دل ہٹا دے اور ہمیں ہدایت پانے والوں میں شامل فرما۔

تیسرے چکر میں یہ دعا پڑھے: اے اللہ! میں تیری پناہ چاہتا ہوں شک اور شرک اور نفاق سے اور برے حال سے اور برے انجام سے اور تیری پناہ مانگتا ہوں قبر کی آزمائش سے اور زندگی اور موت کی ہر مصیبت سے۔

چوتھے چکر میں یہ دعا پڑھے: اے اللہ! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں تیری رحمت کو واجب کر دینے والے اعمال کا اور مغفرت کا اور گناہوں سے سلامتی اور ہر نیکی سے فائدہ اٹھانے کا اور جنت پانے اور دوزخ سے بچنے کا۔

پانچویں چکر میں یہ دعا پڑھے: اے اللہ! جس دن تیرے عرش کے سوا کوئی سایہ نہ ہوگا اس دن عرش کے نیچے سایہ دینا اور اپنے نبیؐ کے حوض سے ایسا ٹھنڈا میٹھا خوش ذائقہ پانی پلانا کہ اس کے بعد بھی پیاس نہ لگے۔

چھٹے چکر میں یہ پڑھے: اے اللہ! مجھ پر آپ کے بہت حقوق ہیں جو میرے اور آپ کے درمیان ہیں اور مجھ پر مخلوق کے بہت حقوق ہیں جو میرے اور ان کے درمیان ہیں۔ اے اللہ! جن کا تعلق تجھ سے ہے اس کو معاف فرما اور جن کا تعلق مخلوق سے ہے تو ان کا ذمے دار ہو جا۔

ساتویں چکر میں یہ پڑھے: اے اللہ! میں تجھ سے ایمانِ کامل، یقینِ صادق،

رزقِ وسیع، عاجزی کرنے والا دل مانگتا ہوں۔ اے میرے رب! میرے علم میں اضافہ فرما اور مجھے نیک لوگوں میں شامل فرما۔

تمام چکروں میں رکن یمانی پر پہنچ کر دعا ختم کردے اور اس سے آگے بڑھتے ہوئے یہ دعا پڑھے: اے اللہ! دنیا میں بھلائی عطا فرما اور آخرت میں بھلائی عطا فرما اور عذابِ دوزخ سے ہم کو بچا اور نیک لوگوں کے ساتھ ہم کو جنت میں داخل فرما۔ اے بڑی عزت والے! اے بڑی مغفرت والے! اے جہانوں کے پالنے والے!۔

اگر طواف کرتے ہوئے ہر طواف کیلئے جو کلمات لکھے ہیں ادا نہ کر سکے، تو پورے طواف کے دوران: رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّفِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ پڑھتا رہے۔

یا اپنی زبان سے کہے: اے اللہ! دنیا و آخرت میں ہم کو بھلائی عطا فرما، دوزخ کے عذاب سے بچا۔

عربی میں چند مختصر دعائیں

جہاز میں سوار ہونے کی دعا: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ هَدَانَا لِلْاِسْلَامِ وَعَلَّمَنَا الْقُرْاٰنَ وَمَنَّ عَلَیْنَا. اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ جَعَلَنِیْ فِیْ خَیْرِ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ، سُبْحَانَ الَّذِیْ سَخَّرَلَنَا هٰذَا وَمَا كُنَّا لَهٗ مُقْرِنِیْنَ وَاِنَّا اِلٰی رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ۔

جب مکۃ المکرمہ نظر آئے تو پڑھے: اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ لِیْ بِهَا قَرَارًا وَارْزُقْنِیْ فِیْهَا رِزْقًا حَلَالًا،

مکہ میں داخل ہوتے ہوئے: اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ

اللہ أکبر۔

طواف کی نیت: اَللّٰھُمَّ إِنِّیْ أُرِیْدُ طَوَافَ بَیْتِکَ الْحَرَامِ فَیَسِّرْہُ لِیْ وَ تَقَبَّلْہُ مِنِّیْ سَبْعَۃَ أَشْوَاطٍ لِلّٰہِ عَزَّوَجَلَّ۔

استلام حجر کے وقت کانوں تک ہاتھ اٹھا کر: بِسْمِ اللّٰہِ، اَللّٰہُ أَکْبَرُ وَ لِلّٰہِ الْحَمْدُ۔

طواف کے دوران یہ دعا پڑھے: سُبْحَانَ اللّٰہِ وَ الْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَاإِلٰہَ إِلَّا اللّٰہُ وَ اللّٰہُ أَکْبَرُ وَلَاحَوْلَ وَ لَاقُوَّۃَ إِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ۔

رکنِ یمانی سے حجرِ اسود تک کے درمیان طواف کے چکر میں پڑھے: رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَ فِی الْاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً وَ قِنَا عَذَابَ النَّارِ وَأَدْخِلْنَا الْجَنَّۃَ مَعَ الْأَبْرَارِ یَاعَزِیْزُ یَاغَفَّارُ۔

زمزم پیتے وقت: أَللّٰھُمَّ إِنِّیْ أَسْئَلُکَ رِزْقًا وَاسِعًا وَعِلْمًا نَافِعًا وَشِفَاءً مِنْ کُلِّ دَاءٍ۔

عمرہ کی نیت: أَللّٰھُمَّ إِنِّیْ أُرِیْدُ الْعُمْرَۃَ فَیَسِّرْھَا لِیْ وَ تَقَبَّلْھَا مِنِّیْ وَأَعِنِّیْ عَلَیْھَا وَ بَارِکْ لِیْ فِیْھَا، نَوَیْتُ الْعُمْرَۃَ وَأَحْرَمْتُ بِھَا لِلّٰہِ تَعَالٰی۔

سعی کی نیت: أَللّٰھُمَّ إِنِّیْ أُرِیْدُ السَّعْیَ بَیْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَۃِ سَبْعَۃَ أَشْوَاطٍ لِوَجْھِکَ الْکَرِیْمِ فَیَسِّرْہُ لِیْ وَتَقَبَّلْہُ مِنِّیْ۔

سعی کرتے ہوئے صفا، مروہ کے درمیان تیسرا کلمہ پڑھتے رہے اور صفا اور مروہ پر پہنچ کر: بِسْمِ اللّٰہِ أَللّٰہُ أَکْبَرُ وَ لِلّٰہِ الْحَمْدُ پڑھیں۔

ہر طواف کے شروع میں کعبۃ اللہ کی طرف منہ کر کے: بِسْمِ اللّٰہِ أَللّٰہُ أَکْبَرُ وَ لِلّٰہِ الْحَمْدُ۔

صفا و مروہ کے درمیان: رَبِّ اغْفِرْ وَ ارْحَمْ وَأَنْتَ الْأَعَزُّ الْأَکْرَمُ۔

صفا پر اسی طرح مروہ پر پہنچ کر: بِسْمِ اللّٰہِ أَللّٰہُ أَکْبَرُ وَ لِلّٰہِ الْحَمْدُ۔

﴿ مناجات ﴾

سزا وار حمد و ثنا ہے خدا
عبادت کے لائق نہیں دوسرا

جہانوں میں تیری خدائی بھی ہے
تیرے ہاتھ حاجت روائی بھی ہے

تیرے ہاتھ میں ہے سفید و سیاہ
میں ایک بندۂ عاصی و رو سیاہ

میرا فہم و ادراک محدود ہے
معاصی سے سب راہ مسدود ہے

بجز تیرے کوئی سہارا نہیں
زباں کو طلب کا بھی یارا نہیں

ہوے اس قدر زندگی میں قصور
نہیں مانگنے کا بھی باقی شعور

اسی واسطے عرض ہے اے خدا !
تیری شان رحمت کا ہے واسطہ

دعا جو بھی حضرت آدمؑ نے کی
دعا جو بھی نوحؑ و مریمؑ نے کی

دعائیں جو کرتے تھے تیرے خلیلؑ
عطا ہو وہ سب مجھ کو رب جلیل

دعائیں جو کیں تجھ سے یعقوبؑ نے
دعائیں جو کیں حضرت ایوبؑ نے

دعائیں ہوئیں قیدِ شاہی میں جو
دعائیں ہوئیں بطن ماہی میں جو

دعا تھی جو قلبِ سلیمانؑ میں
دعائیں ہوئیں جو بیابان میں

دعا جو بھی تجھ سے موسیٰؑ نے کی
دعا جو بھی حضرت عیسیٰؑ نے کی

ودعائیں جو حضرت محمدؐ نے کیں
دعائیں جو بھی آل محمدؐ نے کیں

ابد تک ہر ایک لحظہ ربّ انام
تو بھیج ان پہ لاکھوں درود و سلام

دعائیں جو شام و سحر میں ہوئیں
دعائیں جو بحر و بر میں ہوئیں

دعائیں جو تیرے امیروں نے کیں
دعائیں جو تیرے فقیروں نے

دعائیں جو یتیموں فقیروں نے کیں
دعائیں جو تیرے اسیروں نے کیں

دعائیں جو کیں تیرے محبوب نے
دعائیں جو کیں تیرے مجذوب نے

دعائیں جو کیں تیرے بیمار نے
تیرے عشق میں تیرے سرشار نے

دعائیں جو کرتے تھے سب انبیا | دعائیں جو کرتے تھے سب اصفیا
ابوبکرؓ و فاروقؓ و عثمانؓ و علیؓ | دعائیں جو کرتے تھے تیرے ولی
دعائیں جو ان کی کیا ہو قبول | ہماں از من خستہ جان و ملول
بہن بھائی زوجہ اور اولاد کو | خدا بخش دے میرے اجداد کو
چچی کو چچا کو بھی ماں باپ کو | ہے آساں بہت بخشا آپ کو
تیری شان امجد کی ہے بخش دے | جو امت محمدؐ کی ہے بخش دے
خدایا اس امت کی اصلاح کر | اس امت پہ کردے کرم کی نظر
کہ ہیں نام لیوا تیرے آج بھی | یہ رحم و کرم کے ہیں محتاج بھی
محمد پہ یا رب صلاۃِ دوام | محمدؐ پہ یارب ہوں لاکھوں سلام
میرے قلب کو اے خدا پھیر دے | تیرا ذکر اب زندگی گھیر دے
غنا سے میرا سینہ معمور کر | تو محتاج کی بے کسی دور کر
بچا شرک وکفر بدعات سے | کہ ہوں بہرہ ور تیری برکات سے
تو چاہے تو ہو میرا آساں حساب | لکھا ہو نہ قسمت میں میری عذاب
عمل میرے ہمراہ کوئی نہیں | کہ مجھ سا بھی گمراہ کوئی نہیں
معاصی سے بھرپور ہے زندگی اسی کی | ہے اب تجھ سے شرمندگی
خدایا یہ سر لے کر جاؤں ہاں! گناہوں | کی گٹھری چھپاؤں کہاں!
الٰہی یہ سر دوش پر بار ہے | گناہوں کا ایک سر پہ انبار ہے
عمل کی حیات اپنی معدوم ہے | خدا جانے کیا میرا مقسوم ہے
کرم کر کہ قعرِ مذلت میں ہوں | خدایا محمدؐ کی امت میں ہوں
محمدؐ کہ ساقیِ کوثر بھی ہیں | وہی شافعِ روزِ محشر بھی ہیں
وہ شمس الضحیٰ اور بدر الدجیٰ | وہ خیر الوریٰ اور علم الھدیٰ
وہ عزالعرب اور عین النعیم | عَفُوٌّ حَفِیٌّ رَؤُفٌ رَحِیْمٌ
نہیں جب شفاعت کا پایا ملے | مجھے ان کے دامن کا سایا ملے

درود وسلام

الٰہی! تو اکبر ہے ذیشان ہے
کرم کا بھکاری ہر انسان ہے
محمدؐ کو تو نے ہی پیدا کیا
عرب اور عجم ان کا شیدا کیا
وہ احمد بھی حامد بھی محمود بھی
وہ شاہد شہید اور مشہود بھی
ادب سے ہے یہ عرض کرتا غلام
الٰہ! ہو ان پر درود و سلام
وہی مرتضیٰ مجتبیٰ مصطفیٰ
وہی متقی منتہی متقیٰ!
وہ امی لقب و قوی و صفی
وہ محبوب یزداں خدا کے ولی
محمدؐ پہ یا رب! صلوٰۃِ دوام
محمدؐ پہ یا رب! ہوں لاکھوں سلام
جو طیب بھی طاہر بھی کامل بھی ہیں
وہی دین و دنیا کے حاصل بھی ہیں
لقب جن کے آئے رسول امین
شفیقؐ کریمؐ مکینؐ مبینؐ
دکھا خواب میں روئے خیر الانام
ہوں ان پہ الٰہی! درود وسلام
جو مزمل؟و طٰہٰ یٰس ہیں
جو آقائے دنیا شہہِ دین ہیں
ہوئے دین و دنیا میں سب کے کفیل
شفاعت کے روزِ قیامت وکیل
یہی مشغلہ اب رہے صبح وشام محمدؐ پہ یا
رب! ہوں لاکھوں سلام
یہی مشغلہ اب رہے صبح و شام
محمدؐ پہ یا رب! ہوں لاکھوں سلام
قدم جن کا چوما گیا فرش پر
بلایا انھیں آپ نے عرش پر
ہوئے مقتدی جن کے سب انبیا
بڑھے چھوڑ کر سدرۃ المنتہیٰ
قیامت کے دن تک الٰہی مدام
تو بھیج ان پہ لاکھوں درود وسلام
قیامت میں جب پھر اٹھانا ہمیں
تو ان کی بھی صورت دکھانا ہمیں
یہی شغل اب تو کرے شاد کام
کہ وردِ زباں ہو درود و سلام

اسی شغل میں عمر ہو اب تمام　　شب و روز بھیجوں درود و سلام
فرشتوں پر اور انبیا پر سلام　　ہو ازواجِ خیر الوری پر سلام
محمدؐ پہ اور آل و اصحاب پر　　شہیدوں پہ اور ان کے احباب پر
بصد عاجزی پیش ہے یہ سلام　　محمدؐ پہ یارب ! صلاۃ دوام

اَلسَّلامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ الْکَرِیْمُ وَالرَّسُوْلُ الْعَظِیْمُ الرَّؤُوْفُ الرَّحِیْمُ وَ رَحْمَۃُ اللّٰہِ وَ بَرَکَاتُہٗ، اَلصَّلاۃُ وَ السَّلامُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ! اَلصَّلاۃُ وَالسَّلامُ عَلَیْکَ یَاحَبِیْبَ اللّٰہِ! اَلصَّلاۃُ وَ السَّلامُ عَلَیْکَ یَاخَیْرَ خَلْقِ اللّٰہِ! اَلصَّلاۃُ وَ السَّلامُ عَلَیْکَ یَامَنْ اَرْسَلَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی رَحْمَۃً لِلْعَالَمِیْنَ، اَلصَّلاۃُ وَ السَّلامُ عَلَیْکَ یَاخَاتَمَ النَّبِیِّیْنَ! اَنْتَ الْحَبِیْبُ یَاحَبِیْبَ اللّٰہِ! أَشْھَدُ اَنَّکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ! قَدْ بَلَّغْتَ الرِّسَالَۃَ وَ أَدَّیْتَ الْأَمَانَۃَ وَ نَصَحْتَ الْأُمَّۃَ وَجَاھَدْتَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ حَقَّ جِھَادِہٖ، وَ عَبَدْتَ رَبَّکَ حَتّٰی یَأتِیَکَ الْیَقِیْنُ، جَزَاکَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنَّا وَعَنْ وَالِدَیْنَا وَعَنْ أَھْلِ الإِسْلامِ خَیْرَالْجَزَاءِ، اَلصَّلاۃُ وَ السَّلامُ عَلَیْکَ یَاسُلْطَانَ الْأَنْبِیَاءِ وَ الْمُرْسَلِیْنَ! وَ رَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ۔

ترجمہ: سلام ہو آپ پر اے نبی اے سردار محترم اور رسول معظم شفقت ورحمت والے! اور آپ پر اللہ کی (ہزاروں ہزار) رحمتیں اور برکتیں نازل ہوں، صلاۃ وسلام نازل ہو آپ پر اے اللہ کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم! صلاۃ وسلام نازل ہو آپ پر اے اللہ کی مخلوق میں سب سے بہتر! صلاۃ وسلام نازل ہو آپ پر اے (وہ مقدس ہستی) جن کو اللہ تعالیٰ نے دونوں جہان کے لیے رحمت بنا کر بھیجا، صلاۃ وسلام نازل ہو آپ پر، اے نبیوں کے ختم کرنے والے! آپ ہمارے محبوب ہیں، یا حبیب اللہ! میں سچے دل سے گواہی دیتا ہوں یارسول اللہ! بیشک آپ نے اللہ تعالیٰ کا پیغام لوگوں تک پہونچا دیا اور رسالت کی امانت کو پورا کر دیا اور امت کو (پوری پوری) نصیحت کر دی،

اور کوشش کی راہِ خدا میں جیسا کہ کوشش کا حق ہے اور اپنے رب کی عبادت کی، یہاں تک کہ اس کی راہ میں موت آگئی جزائے خیر عطا فرمائے اللہ تعالیٰ آپ کو ہماری اور ہمارے والدین اور جملہ اہلِ اسلام کی طرف سے بہتر جزا۔ صلاۃ وسلام نازل ہو آپ پر اے انبیا اور رسولوں کے بادشاہ اور اللہ کی رحمتوں اور برکتوں کا نزول ہو آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر۔

سلام پیش کرتے وقت اکثر حجاج کو دیکھا گیا ہے کہ عربی زبان سے ناواقف ہونے کی وجہ سے غلط سلط الفاظ ادا کرتے ہیں جس سے معنی بدل جاتے ہیں، یاد رکھئے! سلام وہ اچھا اور بہتر ہے، جو عقیدت ومحبت سے پیش کیا جائے چاہے مختصر ہو، اس لیے جس کو پڑھنا نہ آتا ہو، یا زیادہ بڑا اسلام نہ پڑھ سکتا ہو، تو صرف یہ مختصر سا سلام پڑھتا رہے مگر پڑھے محبت وشوق سے۔

السلامُ علیکَ یارسولَ اللہ۔ سلام ہو آپ پر اے اللہ کے رسولؐ!

اگر زیادہ یاد کر سکتے ہوں، تو نیچے لکھا گیا صلاۃ وسلام ضرور یاد فرمالیں۔ نیز حضرت صدیق اکبرؓ اور حضرت عمرؓ پر بھی مندرجۂ ذیل سلام پڑھے۔

اَلصَّلاۃُ وَالسَّلامُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ

اَلصَّلاۃُ وَالسَّلامُ عَلَیْکَ یَانَبِیَّ اللّٰہِ

اَلصَّلاۃُ وَالسَّلامُ عَلَیْکَ یَاحَبِیْبَ اللّٰہِ

اَلصَّلاۃُ وَالسَّلامُ عَلَیْکَ یَاخَیرَ خَلقِ اللّٰہِ

اَلصَّلاۃُ وَالسَّلامُ عَلَیْکَ یَاخَاتَمَ الْأَنْبِیَاءِ

اَلصَّلاۃُ وَالسَّلامُ عَلَیْکَ یَاسَیِّدَ الْأَنْبِیَاءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ وَ رَحْمَۃُ اللّٰہِ وَ بَرَکَاتُہٗ.

اَلسَّلامُ عَلَیْکَ یَاأَبَابَکْرِنِ الصِّدِّیْقُ رضی اللہ عنہ

اَلسَّلامُ عَلَیْکَ یَاخلیفۃ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

اَلسَّلامُ عَلَیْکَ یَاوَزِیْرَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَاصَاحِبَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِی الْغَارِ وَ رَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ.

جناب ابوبکر صدیقؓ! آپ پر سلام ہو

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ! آپ پر سلام ہو

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وزیر! آپ پر سلام۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غار کے ساتھی! اللہ کی رحمتیں اور برکتیں ہوں۔

اس کے بعد پھر ایک ہاتھ داہنی جانب ہٹ کر سیدنا عمر فاروقؓ (جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دوسرے خلیفہ ہیں اور حضرت ابوبکر صدیقؓ کے برابر بائیں طرف مدفون ہیں) کے روبرو سلام عرض کریں۔

اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَاعُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِؓ!

اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَاأَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ!

اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَاعِزَّ الاسلام والمسلمین!

اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَـااَبَا الْفُقَرَاءِ وَالضُّعَفَاءِ وَالْأَرَامِلِ وَالْأَیْتَامِ! وَ رَحْمَۃُ اللّٰہِ وَ بَرَکَاتُہٗ.

آپ پر سلام ہو اے عمر بن الخطابؓ!

آپ پر سلام ہو اے مسلمانوں کے امیر!

آپ پر سلام ہو اے اسلام اور مسلمانوں کی آبرو بڑھانے والے!

آپ پر سلام ہو اے فقیروں، ضعیفوں، بیواؤں اور یتیموں کی دستگیری اور مدد کرنے والے! اور اللہ کی رحمتیں اور برکتیں ہوں۔

گنتی کے الفاظ

وَاحِدٌ	ایک	إحدیٰ عشر	گیارہ
اثنین	دو	اثنیٰ عشر	بارہ
ثلاثة	تین	ثلاثة عشر	تیرہ
أربعة	چار	أربعة عشر	چودہ
خمسة	پانچ	خمسة عشر	پندرہ
ستّة	چھ	ستّة عشر	سولہ
سبعة	سات	سبعة عشر	سترہ
ثمانية	آٹھ	ثمانية عشر	اٹھارہ
تسعة	نو	تسعة عشر	انیس
عشرة	دس	عشرين	بیس

واحد وعشرين	اکیس
اثنين وعشرين	بائیس
ثلاثة وعشرين	تیئیس
أربع عشرين	چوبیس
خمسة وعشرين	پچیس
ستة وعشرين	چھبیس
سبعة وعشرين	ستائیس
ثمان وعشرين	اٹھائیس
تسع وعشرين	انتیس

ثلاثين	تیس	تسعين	نوے
أربعين	چالیس	مائة	سو
خمسين	پچاس	ألف	ہزار
ستين	ساٹھ	ألفين	دو ہزار
سبعين	ستّر	ثلاثة آلاف	تین ہزار
ثمانين	اسّی	عشرة آلاف	دس ہزار

رنگوں کے نام

أبيض	سفید	بني	کوفی کلر
أسود	کالا	سماوي	نیلا
أحمر	سرخ	لون فاتح	ہلکا رنگ
أخضر	ہرا	غامض	گھاڑا رنگ
أصفر	زرد	رمادي	ٹیالہ کلر
وردي	گلابي	برتقالي	برتقالی کلر
أرجواني	جامنی	لون مشكل	میکس کلر

بات چیت کے لیے ضروری جملے

مجاری لهذه العمارة خربان مجاری لهذه العمارة مغلقة	اس عمارت کی گٹر لائن خراب ہے
مُكَيِّفُ الغرفة لاتعمل	روم کا ایر کنڈیشن بند ہے

كهرباء الغرفة لاتعمل	روم کی بجلی بند ہے
مروحه خربان	پنکھا بگڑا ہوا ہے
باب الغرفة خربان	دروازہ خراب ہے
باب العمارة خربان	عمارت کا دروازہ خراب ہے
مِصْعَد خربان	لفٹ بگڑا ہوا ہے
لايوجد الماء في العمارة	بلڈنگ میں پانی نہیں ہے
متي ياتي الكهربائي	وایرمین کب آئے گا
نظام النظافة غيرجيد	صفائی نہیں ہے
ممكن اتصل تلفون	میں ٹیلی فون کر سکتا ہوں؟
اناأريد أن اتكلم بالتلفون	مجھے ٹیلی فون پر بات کرنا ہے
وين اِتّصِلُ تلفون	کہاں ٹیلی فون کرنا ہے؟
إلى الهند	ہندوستان (انڈیا)
و الله آسف	بخدا میں غمگین ہوں
رُحْ سنترال	ایکس چینج پر جاؤ
وين سنترال	ایکس چینج کہاں ہے؟
اعطني رقم تلفونك	مجھے آپ کا ٹیلی فون نمبر دیجئے
كلم	بات کیجئے
يَرُنُّ الجرس	گھنٹی بجتی ہے
لكن مايرد احد	مگر کوئی بولتا نہیں ہے
خط خربان	لائن خراب ہے
تلفون منقطع	ٹیلی فون کٹ ہے
تلفون ممنوع	ٹیلی فون کرنا منع ہے

یااخي اريدالمحلى	مجھے لوکل فون کرنا ہے
كم حسابي	میرا حساب کتنا ہے؟
انت تمشي الحين	آپ ابھی جا رہے ہیں؟
لا — نعم	نہیں-ہاں
امش بعدالظهر	ظہر بعد جاؤں گا
یااخي اطلب لي السيارة	میرے لئے ٹیکسی طلب کیجئے
الاجرة لاتاتي هنا	ٹیکسی یہاں نہیں آسکتی
رح محطة الاوتويس	بس اڈے پر جائیے
عندي اَغراضٌ ثقيلة	میرا سامان وزنی ہے
شف عامل	مزدور کر لیجئے
شكرا ياشيخ	شکریہ
سيارات	ٹیکسیاں
حافلات	بسیں

منیٰ کے بازار میں

بكم هذاالتيس؟	اس بکری کی کیا قیمت ہے؟
بكم هذا الظبي؟	اس دنبہ کی کیا قیمت ہے؟
بكم هذا الغنم؟	یہ بکری کتنے کی ہے؟
بكم هذا الابل؟	یہ اونٹ کتنے کا ہے؟
بكم هذه البقرة؟	یہ گائے کتنے کی ہے؟
ثمنها مائة ريال	اس کی قیمت سو ریال ہے

ماتنقص شيئا؟	کچھ کم نہیں کرو گے؟
هل عندك رخيص	کیا آپ کے پاس سستا ہے؟
لا، ماعندي رخيص من هذا	نہیں، میرے پاس اس سے سستا نہیں ہے
بلى عندي رخيص من هذا	جی ہاں، میرے پاس اس سے سستا ہے
تراعيني، خفف لي	میرے ساتھ رعایت کیجئے
كم آخر سعر؟	آخری دام کتنا ہے؟
كل شيٍ غال	ہر چیز مہنگی ہے
كل شيٍ رخيص	ہر چیز سستی ہے
شف محل ثاني	دوسری دوکان پر دیکھئے
أنتم كم نفر؟	آپ کتنے آدمی ہیں؟
احنا نفرين	ہم دو آدمی ہیں
نشتري بقرة	ہم گائے خریدیں گے
نشتري الابل	ہم اونٹ خریدیں گے
نشتري الغنم	ہم بکری خریدیں گے
نرجع مرة ثانية	پھر آئیں گے
أجيك مع صديقي	اپنے دوست کے ساتھ آؤں گا
أذبح	ذبح کیجئے
أعطني كبدة	کلیجی دیجئے
أعطني لحم	گوشت دیجئے
تفضل، خذ	لیجئے

بس اور ٹیکسی اسٹینڈ

یا سائق!	اے ڈرائیور!
کم اجرة السيارة للمدينة المنورة؟	مدینہ منورہ کا کرایہ کتنا ہے؟
كم حق المدينة؟	مدینہ منورہ کے کتنے؟
أنتم كم نفر؟	آپ لوگ کتنے ہیں؟
عحنا اربعة نفر	ہم چار آدمی ہیں۔
فين أعراض	سامان کہاں ہے؟
هذه الأعراض	یہ سامان ہے۔
فين عفشكم	تمہارا سامان کہاں ہے؟
آخذ عشرين ريال لواحد نفر	ایک آدمی بیس ریال لوں گا۔
تراعني، خفف لي، نزل لي	رعایت کیجئے۔
من معلمك؟ من مطوفك؟	آپ کا معلم کون ہے؟
معلمي اقبال، مطوفي اقبال	میرے معلم اقبال صاحب ہیں۔
أنا نسيت الطريق	میں راستہ بھول گیا۔
فين طريق الحرم؟	حرم کا راستہ کہاں ہے؟
بالله وزني الطريق الى الحرم	بخدا مجھے حرم کا راستہ بتائیے۔
وين حصل تذكرة باص؟	بس کا ٹکٹ کہاں ملے گا؟
انا رائح الى الجدة	میں جدہ جا رہا ہوں۔
أركب	سوار ہو جاؤ۔
باص وقف هنا نصف ساعة	بس یہاں آدھا گھنٹہ ٹھہرے گی۔

هنا فيه دورة المياة	یہاں طہارت خانہ ہے۔
دورة المياه للرجال	طہارت خانہ مردوں کے لیے
دورة المياه للنساء	طہارت خانہ عورتوں کے لیے
نصلي الصلوة هنا	ہم یہاں نماز پڑھیں گے۔
مافي مانع	کوئی حرج نہیں۔
لو صليت في المسجد أحسن	اگر آپ مسجد میں نماز پڑھیں تو بہت اچھا
حفله تمشي الحين	بس ابھی روانہ ہوگی۔
اذاً صل هنا	پھر تو یہیں نماز پڑھ لیں۔
نصلي مع الجماعة	با جماعت نماز پڑھیں گے۔

مناسکِ حج ایک نظر میں

حج کا پہلا دن	حج کا دوسرا دن	حج کا تیسرا دن
۸ر ذی الحجہ	۹ر ذی الحجہ	۱۰ر ذی الحجہ
مکہ سے منیٰ کی روانگی	فجر کی نماز منیٰ میں ادا کر کے عرفات کو روانگی	مزدلفہ میں فجر کی نماز کے بعد منیٰ کو روانگی
ظہر	ظہر کی نماز عرفات میں پڑھنی ہے	بڑے شیطان کی رمی
عصر	وقوفِ عرفات	پھر قربانی کرنا
مغرب	عصر کی نماز عرفات میں پڑھنی ہے	پھر سر کے بال منڈانا یا کتروانا
عشا پڑھنی ہے	مغرب کے وقت مغرب کی نماز پڑھے بغیر مزدلفہ کو روانگی	پھر طوافِ زیارت کو مکہ جانا

رات منیٰ میں قیام	مغرب اور عشاء کی نمازیں عشاء کے وقت مزدلفہ میں ادا کرنی ہے	رات منیٰ میں قیام
	رات مزدلفہ میں قیام کرنا ہے	

حج کا چوتھا اور پانچواں دن

حج کا چوتھا دن	حج کا پانچواں دن
منیٰ میں رمی کرنا زوال کے بعد سے	منیٰ میں رمی کرنا زوال کے بعد سے
پہلے چھوٹے شیطان کی	پہلے چھوٹے شیطان کی
پھر درمیانے شیطان کی	پھر درمیانے شیطان کی
پھر بڑے شیطان کی	پھر بڑے شیطان کی
رمی کرنا ہے، طوافِ زیارت اگر کل نہیں کیا تھا تو آج کرلیں	رمی کرنا ہے، طوافِ زیارت اگر نہیں کیا تھا تو آج مغرب سے پہلے ضرور کرلیں
رات منیٰ میں قیام	۱۳ر ذی الحجہ کو اگر قیام کا ارادہ ہے تو کنکریاں زوال سے پہلے ماری جاسکتی ہیں

نوٹ: اس کے علاوہ حج کے بقیہ دنوں میں روز مرہ کی طرح نمازیں ادا کریں۔ طوافِ زیارت ۱۰ر ذی الحجہ کی فجر سے ۱۲ر ذی الحجہ کی غروبِ آفتاب یعنی مغرب تک ہے۔ طوافِ زیارت سے رات کے کسی بھی حصے میں فارغ ہوں تو بقیہ رات قیام کے لئے منیٰ چلے جائیں۔